

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي جعل
العلم نوراً والدين نوراً

والعلم نوراً والدين نوراً
والعلم نوراً والدين نوراً

جلے کرنے والے اور حبشیوں لگانے والے بدعتی
جلسہ و جلوس کا متفقہ کرنا، مثلاً حبشیوں سے اور حبشیوں

ایسے امورات جائز نہیں یا ناجائز؟۔

الجواب ہے۔ حاجت مشاطہ نیست رد سے دل آرام را۔

(رافعات الیومہ قاضی، ج ۵ صفحہ ۲۶۵، سطر ۶)

میلاد شریف منانا کرشن کے کرتے ہیں۔
بروز راعادہ ولادت کا تو مثل، بنو کے سانگ کنیا کی ولادت کا سر سال

سانگ سے بھی بدتر ہے

(برہان قاطعہ، ج ۱، صفحہ ۱۳۲، سطر ۱۴)

میلاد منانے والے کافروں سے بھی بُرے ہیں | بلکہ لوگ اس قوم (گنہگار سے) بھی بدتر کر چکے۔
برہان قاطعہ، ج ۱، صفحہ ۱۳۲، سطر ۱۴

یوم عید میلاد شریف منانے والے بدعتی
(۱) دریافت کیا تھا کہ یوم عید میلاد النبی کتنا کیسا ہے میں نے
جواب میں لکھ دیا کہ کیا خیر معزوں میں اس کی کوئی نظر پڑی

جاتی ہے۔ یہ اس لیے لکھا کہ اگر بدعت لکھ دینا تو بدعت کے لفظ سے لوگ گھبراتے ہیں، اب اس سے جواب
بھی ہو گیا۔ (رافعات الیومہ قاضی، ج ۵ صفحہ ۵۳، سطر ۱)

(۲) اتفاقاً مجلس تولد بر حال ناجائز ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ج ۲ صفحہ ۱۵۵، سطر ۴)

(۳) یہ مجلس بدعت ضلالتہ گزشتہ ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ج ۲ صفحہ ۱۵۵، سطر ۴)

کسی چیز کو بدعت یا سنت بنانا دیوبندیوں و لایوں کی مرضی پر موقوف ہے
جیسے چاہا بدعت کہہ دیا ہے چاہا سنت کہہ دیا کوئی میاں ہی نہیں۔

(رافعات الیومہ قاضی، ج ۵ صفحہ ۲۶۵، سطر ۶)

نوٹ ہے :- یہ تو ہے دیوبندی مذہب، اب آج کل کے چند پرست دیوبندی دلیوں کا لفاظی تو
دیکھو کہ اپنی گندگی پر پردہ ڈالنے کے لیے خود بھی بدعتی بن رہے ہیں اور لوگوں کو بھی بدعتی کہہ رہے ہیں جب
مجلس میلاد بر حال ناجائز ہے تو خود دیوبندیوں کو پاکستان سے کوچ کر جانا چاہیے کہ نہ یہ تو میلاد دیوں کا
لکھ ہے۔

خود وہابی اور دیوبندی بھی بدعتی ہیں

آپ کو یہ دیکھ کر تعجب ہو گا کہ دیوبندیوں اور غیر متقدموں کے پاس مسلمانوں کو بدنام کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ لفظ بدعت ہے۔ مگر لطف یہ ہے کہ دیوبندی وہابی خود بھی اہلحد بدعتیں کرتے ہیں اور وہ بدعتوں کے خود مسلمانوں سے بھی زیادہ بدعتی ہیں۔ پھر قرنی عرفہ اتنا ہے کہ اپنی باری منڈا منڈا اور مسلمانوں کی باری اہل کھڑی، خود وہابیوں اور دیوبندیوں کی زبانی ان کے بدعتی ہونے کے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

محققانوی صاحب بدعتی

ایک صاحب نے جو یہاں نقشہ نظام الاوقات کا دیکھ کر گئے تھے۔ دیکھا کہ یہاں الاوقات بظاہر اوقات بدعت ہے۔ اس لیے کہ غیر العتہ دن میں

(الاوقات البیرونیہ تھانوی ج ۱، صفحہ ۱۵۸)

نہیں پایا جاتا۔

محققانوی صاحب کے ماموں صاحب بدعتی

میں صاحب میں یہ بات خاص بدعتی کہ تارک الدنیا سے ان کو عشق کا درجہ ہوتا تھا۔ یہ اس وقت کے بدعتوں کی حالت تھی۔

(الاوقات البیرونیہ تھانوی ج ۱، صفحہ ۱۵۸)

ختمہ کی رسموں میں شرکت

قبردارام پور میں ایک رئیس مولوی صاحب کے لڑکے کی ختمہ تھی۔ اور اس تقریب میں مولانا محمود الحسن صاحب اور حضرت مولانا خلیل صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ میں قاضی انصام الحق صاحب کے مکان پر بیٹھا۔۔۔ خیال ہوا کہ تو اصلاح فرمادے گا۔ چکا ہے اگر شرکت کی تو کتب کا خاک اثر نہ رہے گا۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سے کسی نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے تو اس تقریب میں شرکت کی اور خلافت شخص رشتی میں تھے، شرکت نہیں کی۔ یہ کیا بات ہے جواب میں فرمایا کہ یہاں ہم نے فوتے پر کیا کیا اس نے فوتے پر۔

(الاوقات البیرونیہ تھانوی ج ۱، صفحہ ۱۵۸)

نوریت ہے۔۔۔ نور خلیل احمد محمود الحسن بدعتی ہوئے یا نہیں۔ جب ختمہ کے وقت دعوت دی جاوے بدعت ہے۔ (دارالعلوم دیوبند صفحہ ۱۲۵) اور تھانوی صاحب بھی دعوت پر گئے تو کیا بدعتی نہ سمجھے؟۔

قبروں کی زیارت کو تازہ خضر

موس کا التزام کسے یا نہ کسے بدعت اور نامست ہے۔ تعین تاج سے قبروں پر اجتماع کرنا گناہ ہے۔

(رفاوی رشیدیہ ج ۱، صفحہ ۱۳۱)

کوہ کے جانا بدعت مگناہ ہے

مٹاؤنی صاحب اور ان کے
 ماموں غیر ہٹنے یہ بدعت کی
 ایک بار جب کہ ماموں صاحب کا جیہڑ آباد کسی میں قیام تھا۔ خواجہ محبوب
 علی خاں صاحب نے ایک تارک مقرر کی کہ آج ہم سب مزارات
 کی زیارت کریں گے۔ چنانچہ مراد پور گئے۔ وہاں کے خدام نے پرجوش
 استقبال کیا۔ المیزان

مٹاؤنی صاحب عرس پر جا کر بدعتی بنے
 حاضرین میں اس وقت کان پور میں تھا۔ ان سے ملنے دہلی آیا تھا۔ یہ بھی سمجھ گیا کہ وہ عرس میں ملیں گے۔
 (افغانیات الیوم مٹاؤنی، ۲۷ اگست، ۱۹۵۷ء)

نوشہ۔ زمانہ پور میں مٹاؤنی صاحب میلاد ادا کیا۔ یہ بھی کہتے رہتے اور عرس میں بھی گئے۔ مگر
 جب مٹاؤن بھون اگر گنگوی صاحب کے جیہڑا نڈ رنگ میں رہتے گئے تو پھر قیام، میلاد عرس سب کو بدعت و
 گفرائی سمجھتے تھے۔ تو پھر کہ مٹاؤنی صاحب بھی پہلے بدعتی نہ رہے۔

میلاد شریف کا جلسہ جلوس بننا بدعت کفر ہے
 جاہل قریں بھی اپنی تارک کے بڑے بڑے داعیات
 کی یاد میں ملوں ٹھیلوں اور جلوسوں سے مٹاتی ہیں۔
 اگر تم بھی (میلاد میلاد) ان میلوں اور تھولوں کی نقل آتاری تو جیسے وہ ہیں جیسے ہی تم فن کر رہ جاؤ گے
 (راغب الدینا سورہی مذہب سیرت منہجیہ، ۳ اکتوبر ۱۹۵۵ء، میلاد کا جلسہ مسطر، ۱۱ عنوان عید میلاد النبی)

عید میلاد کے جلسے و جلوسوں کے اعلان کے مودودی جانتے بدعتی بنی

لاہور، ۱۹ اکتوبر آج ملک کے طول و عرض میں مسلمانوں نے اللہ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 کا یوم میلاد بڑی شہید گئی، مناسبت اور تزک و احتفان سے منایا گیا۔ جگہ جگہ جلسے منعقد ہوئے جلوس نکالے
 گئے اور دعوات کے وقت چراغاں کیا گیا۔ ایک ایک شہر میں گولی گولی قاتلات پر دعوت خوانی کی مجلس منعقد کی
 گئیں اور اجماع بازاروں کو بند کر دیا گیا۔ المیزان (۱۹ اکتوبر ۱۹۵۵ء) کا مضمون، ۱۱ عنوان عید میلاد النبی
 مودودی کے جلسے و جلوس میلاد کو جاہلیت و کفر کی علامت اور مودودی اصطلاح میں جہالت کا منہ کی گواہی دینا ہے۔ جو کہ مودودی کے
 لفظ سے یہ کہیں جناب اب وہ آپ کے گفرائی و مٹاؤنی صاحب کا فتوے کے عید میلاد بدعت ہے اور
 مجلس ہر حال ناجائز ہے۔ (دیکھو افغانیات الیوم، ۵۵۳۵۔ فتاویٰ مستقیمہ، ۲۷ اگست، ۱۹۵۷ء) اب وہ فتوے کہاں
 گئے اور بدعت کی خبریں شائع کر کے کیا تم بھی بدعت کے حصہ دار بننے یا چندہ کے طعنے میں سب کچھ درست

یہ غیر مقلدین۔۔۔۔۔ یہ فرقہ بھی بدعتی ہوا۔

تمام غیر مقلد بھی بدعتی ہیں

(افاضات ایوبیہ ج ۱ صفحہ ۱۵۷)

آپ نے خود طریقہ بدعت سے کتب میں ختم کی ہیں کیونکہ مدرسہ میں اسباق کے گھنٹے غرضتے اور غیر الغرض میں جستے۔

تمام دیوبندی مولوی بدعتی ہیں

(افاضات ایوبیہ ج ۱ صفحہ ۱۵۷)

کسی میں بدعت ہونے کے لیے بدعتی عموماً ایسے کہ اس میں ماری ہی باتیں بدعت کی ہوں جیسے کھڑکی تیلے ایک بات بھی کافی ہے۔

بدعت کی ایک بات سے

کی کھڑکی ایک بات بھی کرنے سے کافر نہ ہوگا۔ اسی طرح ایک بات بھی بدعت کی کرنے سے بدعتی ہوگا۔

بھی بدعتی ہو جائے گا

(افاضات ایوبیہ ج ۱ صفحہ ۱۵۷)

نوٹ :- معلوم ہوا کہ جو شخص صرف ایک بدعت بھی کر دیتے۔ دیوبندی علماء کے نزدیک وہ بدعتی ہو جاتا ہے اور مذکورہ بالا واقعات سے ثابت ہے کہ دیوبندیوں کے پیشواؤں نے بھی بدعتیں کی۔ لہذا دیوبندی بھی بدعتی بدعتی ہوئے۔ اب دیوبندی کی بدعت بازی کے اس کیل کار نوٹ تیسرے بھی ملاحظہ فرمائیے۔

بدعت نہایت ہی مذموم چیز ہے۔

بدعت نہایت ہی بُری چیز ہے

(افاضات ایوبیہ ج ۱ صفحہ ۱۵۷)

میں نے کانپور کے برعینوں کا ذکر کیا ہے۔ وہ (میلاد شریف منائے کی وجہ سے) ایسے بدعتی تھے جیسے ایک شخص کا گدھا۔ الخ۔

تمام بدعتی گدھے ہیں

(افاضات ایوبیہ ج ۱ صفحہ ۱۵۷)

نوٹ :- تبھی تو کچھ نہاد متنازعی صاحب بھی ان کے ساتھ شریک ہو کر ان گدھوں کے گھنٹے پہنے ہر قسم کے لوگ آتے ہیں۔ ہندو بدعتی۔

بدعتی و ہندو

(افاضات ایوبیہ ج ۱ صفحہ ۱۵۷)

اہل بدعت کی۔۔۔۔۔ ایسی مثال ہے۔ جیسے شیطان کی۔

تمام بدعتی شیطان

(مذہب ایوبیہ ج ۱ صفحہ ۱۵۷)

نوٹ :- تو یہ تمام دیوبندی علماء اور مولوی وغیرہ مقلد سب کچھ شیطان ہونے کو کہہ انہوں نے بھی بدعت کی۔

بدعتی تو ایسے ہیں۔۔۔ مگر غلط تعلق نا ایسا ہی فرق ہے
جیسے آریہ اور سنان دھرمی ہیں۔

(افاضات ایو سی جیم سنکو، سطر ۱۱)

تمام بدعتی کافر ہیں
۱۔ سوال :- قہرین پر چارویں چڑھنا ہوادر بدریگوں سے مانع
ہو۔ یا بدعتی مثلاً جوار عرس و سوئم وغیرہ ہوادریہ جانتا ہو کہ یہ افعال اسچے
ہیں، تو ایسے شخص سے عقد نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب :- جو شخص ایسے افعال کرتا ہے وہ قطعاً فسق ہے اور احتمال کفر کا ہے اور

دعاؤی رشیدیہ کا ذکر اسطر ۱۸

۲۔ چنانچہ کافر و کفر نہ کہے وہ بھی ایسا ہی کافر ہے۔۔۔ ایسے عقائد اسے لوگ بالکل کچے کافر
ہیں۔ اداوان کا کوئی شک نہیں۔ (چاہر القرآن صفحہ ۱۳)

اگر بریل میں ایک بھی حقیقی مسلمان ہوتا تو کفر تمام بریل مسلمان ہوتا۔

(افاضات ایو سی جیم سنکو، سطر ۱۸)

تمام مسلمان کافر ہیں
نوٹ :- معلوم ہوتا ہے کہ بقول خود تھا لوی صاحب بھی مسلمان
نہیں تھے کیونکہ خود تھا نہ بھون میں بھی ہندو وجود تھے۔

بدعتی کے معنی ہیں، باادب، سبے ایمان۔

(افاضات ایو سی جیم سنکو، سطر ۱۸)

تمام بدعتی کافر بھی برے ہیں
کافر کی عداوت میں توفیق نہیں، بدعتی کی عداوت میں توفیق ہے۔
(افاضات ایو سی جیم سنکو، سطر ۱۸)

نوٹ :- مگر آج کل تو سب دیوبند کے برے برے علماء و نادار کی حدیث کمالانے والے
مولوی صاحبان لڑ کر کھڑے والوں اور ملا کر کھڑے والوں اصفیہ پتھر پھینکے والے حوام کی بھی چاندی کو کھڑے پتھر
ہیں کیا چندہ کی خاطر بریل کی عداوت اب جائز ہو گئی ہے؟

تمام دنیا کے مسلمان کافر ہو گئے ہیں

سو حضرت نے فرمایا کہ اس کا روتو
مقرر ہو گا جب تک اللہ چلے گا
پھر اللہ آپ ایسی بار بھیجے گا کہ سب اچھے بندے کہ جن کے
دل میں عقیدہ سائمان ہو گا وہ مر جائیں گے اور دبی لوگ

اجازت ہے، اپنی قوت اور وسعت کے موافق مقابلہ کیجئے۔ بلکہ اب تو اس جہاد کیجئے۔

نقشہ ۱۔ اب تو ہر مسلمان کو دیوبندیوں کی تحریکوں اور مجاہدین دیوبند کے جہاد کی کاراز پور معلوم ہو گیا کہ ان صحرائے جنگ کے نزدیک جہاد کا سب سے بڑا سبب چند ہے۔ جو ان کو چند دسے وہ ایک مسلمان رہتا ہے اور جو ان کو چندہ نہ دے وہ ایک کافر ہو جاتا ہے اور اس سے جہاد کر کے اس پر حق مشرک کا فرق قتل کر دینا حکیم الامت کی ذمہ داری اور دیوبندی لاء دفاعین اسے فرض ہو جاتا ہے۔ میرے معزز احباب انصاف فرمائیں کہ ہر مسلمان کو کافر کہنا دیوبندی علماء کی فطرت ثابت ہوئی یا سنی علماء کی۔

۱۔ خود بخود ہو گیا فیصلہ دل کا

سلطان المشائخ حضرت قبلہ عالم گوٹروی کے متعلق

دیوبندیت کے امیر شریعت کا ناپاک فتویٰ

جناب حافظ محمد عبد اللہ صاحب ساکن محلہ قصاباں سیالکوٹ قریب دیوبند سے امین متقبل بارگشت گوشت نے ہندو سے خود بیان کیا، کہ تحریک خلافت کے ایام میں ایک جہد بھقاہ وٹنگ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات صنفہ ہوا۔ میں خود اس میں موجود تھا، تو دیوبندی دین کے امیر شریعت مولوی محمد ادر شاہ نے حضرت قبلہ عالم خاں بڑا جگان پشمت اہل بہشت مرشدنا و مولانا حضرت پیر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لیشان میں یہ ناپاک کلمات کہے کہ:-

”میں حضرت پیر علی شاہ صاحب کا غلام تھا، مگر چنانچہ آپ جہاد سے سادہ نہیں لے اور تحریک خلافت میں نہ لگا کر ہے۔ اس لیے میں نے سویت توڑ لی ہے۔“
چنانچہ حضرت قبلہ عالم کو اس ناپاک جرأت کا علم ہوا تو آپ کو اڑھ صد روپے دیے۔ فرمایا کہ اس کا خاتمہ خراب ہوگا۔ (اس صفحہ کی ذمہ داری حافظ صاحب نے لی ہے)

(نمودار اللہ) اجمیر شریعت جانے جو لوگ حاجتیں طلب کرنے کے لیے اجمیر یا لاہور کی قریب یا ایسے ہی دوسرے مقامات پر جاتے ہیں، وہ انہماک کا گناہ زنا سے بھی زیادہ ہے۔
(مجموعہ دیوانے دین مستطیہ مہر پشمان کوٹ)

بزرگان دین کے وجد سماج
کو لذت زنا سے تشبیہ

سوال ۔۔۔۔۔ مولانا محمد حسین عاصی صاحب مرحوم کو بغیر سراج
چین نہ تھا۔ اس میں کیا اسرار تھا اور غائبہ وجہ اختلال جناب
مولانا محمد حسین عاصی صاحب مرحوم حضور نے بھی سماعت فرمائی
ہوگی۔ اس واقعہ سے مجوزان سماج کے واسطے ایک بہت بڑا موقع اس کے جواز کامل ہو گیا۔ الخ۔

الجواب ۔۔۔۔۔ بعض لوگوں کو عین معصیت میں موت آگئی ہے۔ چنانچہ پانچ چھ سال
ہوئے کہ سہارن پور میں ایک بوڑھا آدمی ایک بازاری گورت سے عین مستولی کی حالت میں مر گیا۔ الخ۔

(لوہا درالو اور دقتاوی مثلاً)

نوٹ ۔۔۔ ناظرین مولوی اشرف علی صاحب کی ششہ نکلائی دیشیریں جانی ملاحظہ فرما لیں کہ جن کے
باد سے یہ ارشاد ہوا ہے۔ یہ مولانا محمد حسین مرحوم حاجی اداوار اللہ صاحب جہا جرحہ رحمۃ اللہ علیہ کے
خلیفہ عظم تھے۔

تحریک ختم نبوت میں حصہ لینے والوں پر بھی دیوبندی فتوائے کفر

تعمیم ملک کے بعد جب مرزائی پاکستان میں فتنہ اترتا دیکھ لائے میں مصروف ہوئے اور منتر حفظ
وزیر خارجہ پاکستان نے اپنے مقدمہ سے تاجانز خانہ کے متعارف ہو کر ملک میں مرزائیت کی تبلیغ کا حال پھیلایا تو لاہور
میں مختلف مکاتب و فکر کے علماء کی میٹنگ ہوئی۔ اہل سنت و جماعت کی طرف سے حضرت مولانا
ابوالحسنات مدظلہ العالی احمد رضا صاحب مدظلہ العالی نے لایہور اور رئیس المدین حضرت مولانا صاحبزادہ سید
فیض الحسن شاہ صاحب سجادہ نشین آوہ مار شریف حال متعین گزراؤ اللہ اور دیوبندی و بابریوں کی طرف سے
مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولوی محمد علی جالندھری مولوی داؤد غزنوی مولوی فضلہ قاضی احسان احمد
شجاع آبادی اور وافض کی طرف سے مظفر علی شہی شریک ہوئے سب نے یہ پایہ گور حکومت پاکستان
ملک غلام محمد اور وزیر اعلیٰ خواجہ ناظم الدین اور سر بابی وزیر محمد مشاؤ خان دولتانہ سے مطالبہ کیا جانے کہ
منبر :۔۔۔ مرزائیوں کو پاکستان میں قانونی فتنہ مسلط آعلیت قرار دیا جائے۔

منبر :۔۔۔ مشرک خداؤں کو زرات حارجہ کے ہمد سے برطرف کیا جائے و نیزہ مطالبات پیش ہوئے
مگر منظور نہ ہوئے دو بارہ جنگ ہو کر بے پایاں کچی مشین کے ذریعہ مختلف مقامات کے دشمن کاروں کے
قتلے کو بھی بھیجی اور گورنر ہاؤس کے سامنے مظاہرے کر میں اور مطالبات متواں۔ اس کے لیے

ایک مجلس علی بنی صدر مولانا ابوالحسنات مرحوم ادمدر رضا کاران حضرت قیلہ صاحبہ اور سیکرٹری مجلس علی داؤد فزونی منتخب ہوئے۔ دیوبندی چندہ خوری کے لیے از خود منتخب ہو گئے حضور قلم انبیس اصل اللہ علیہ وسلم کی خیر موت کے تحفظ اور مطالبات مذکورہ سے تمام فرقوں کے علماء کو اتفاق مختار ہو گیا یعنی رسول تافرائنی کے جیلوں میں جانے کے سلسلہ میں دیوبندی اور سی اور پڑ مقدم فرقہ کے اکثر علماء کو اس کے شرعی جوازیں اختلاف تھا اور وہ کا خریک بیچ گئی کے لیے اپنے آپ کو مجبور کرانے کو لا تلقوا یا بایسید یکو الخ المستہلکہ کا مصداق قرار دیتے تھے۔ جیسا کہ افاضات الیریس میں مولوی اشرف علی تھا فزونی بھی اسے حرام قرار دے چکے تھے۔ اس لیے رضا کار خریک میں اُمید سے بہت کم لوگ شریک ہو سکے۔ مزید ۱۹۵۲ء کو خریک شروع ہو گئی۔ سب سے اول رئیس اہل سنت حضرت مولانا صاحبہ صاحبہ رضا کار لے کر گراچہ روانہ ہوئے اور گرفتار کر لیے گئے۔ بعد ازاں کثیر شہروں سے رضا کار مظاہرے کرتے اور روانہ ہوتے رہے اور اس میں گرفتار کر لیے جاتے رہے۔ پھر کچھ بعد دیگرے مولانا ابوالحسنات، مولوی عطار اللہ شاہ، مولوی محمد علی جان نھری کو گرفتار کر کے مہو صاحبہ صاحبہ مدظلہ سب کو سکر جیل میں محبوس کر دیا گیا۔ قاضی امان احمد شجاع آبادی گرفتاری سے بچنے کے لیے پہلے شجاع آباد سے بھاگ کر کہیں پہنچا ہو گئے۔ مبینہ طور پر سب سے پہلے مولوی محمد علی جان نھری جیل میں بدل گئے اور حکومت سے عرض معروض کر کے بیرون میں بالفاظ دیو خریک سے معافی پر سکر جیل سے نکل گئے۔ خریک کمزور چلی گئی اس نے رضا کاروں کا سلسلہ بند ہو گیا۔ اور محبوس رضا کاروں نے حکومت سے بائیس ہونے مختلف ذرائع سے جیلوں سے باہر آنا شروع کر دیا مگر رضا کاروں کے اس انفرادی اقدام دفاخر سے مطالبات کی قاضی پر کوئی اثر نہ پڑا۔ اور تمام کی نظریں مرکز کے قادیان پر مرکوز ہو چکے تھے اور مولانا ابوالحسنات مرحوم دھما جڑا دھما صاحب ابھی سکر جیل میں عزم مصمم لیے مطالبات پر قائم تھے کہ دیوبندی مولوی عطار اللہ شاہ بخاری، محمد علی جان نھری، داؤد فزونی نے ۱۵ مئی ۱۹۵۲ء مطابق ۵ شعبان ۱۴۳۲ھ کو خریک سے محفل استعفاء کا اعلان کر کے تمام خریک اور مطالبات کا خاتمہ کر دیا۔ ان کا یہ عجیب اور بے سرو پائیان جنگ گراچی میں شائع ہوا۔ مولوی داؤد کے بیان کے چند الفاظ یہ ہیں :-

”ہم سب بشمول عطا اللہ شاہ بخاری اور مولانا محمد علی جان نھری اس بات پر متفق ہیں کہ مکر اور مصوبہ ملی لڑائی تبدیل کے بعد ہم کو ہر قسم کی رسول تافرائنی بند گردینی چاہیے۔“

(روزنامہ جنگ گراچی، ۱۱ مئی ۱۹۵۲ء)

دیوبندی مولویوں کا یہ بیان غبیہہ لوگوں کی سمجھ میں نہیں آیا اور اس سے ان کے کسی مخفی دنیادی پروگرام کے خدشات پیدا ہو گئے۔ کیونکہ مطالبات مذکورہ واجبی اور دائمی تھے صرف ذرات کی تبدیلی پر مقصد برآباد

کا اظہار اور مطالبات سے دست برداری بعید از فہم تھی۔ ایک تحریک کا مقصد وزارت کی تبدیل تھی اور بس، مہرجن سال مطالبات پر سے نہ ہو مسلم قوم کی بد قسمتی تھی اور شاید یہ تحریک میں بد عقیدہ لوگوں کی شرکت اور ان کے عدم اخلاص کا نتیجہ تھا۔ اگر مطالبات پر سے جو جاستے نو قادیانی دشمن مزید خدمت ندادند کے دامن نہ پھینکا جاتا۔ خیر کچھ ہوا ہوگی۔ اور ہمیں یقین ہے کہ جس مسلمان نے جتنا بھی کام کیا اس کا مزدور جو پائے گا۔ مگر قابل تعجب بات یہ ہے کہ حکومت نے تو ہزاروں کو کا فر قرار دیا۔ البتہ دیوبندیوں نے اس تحریک ختم نہوت کے رخصت کاروں کو کا فر قرار دیا۔ چنانچہ مولوی احمد انصاریؒ نے مطابق ۲۲ جمادی الاول ۱۳۸۶ھ کو دیوبندیوں کی مسجد میں چمک بزم السنہ کی چیتیں شریف کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے انہیں مولوی محمد علی صاحب نے ایک جاہل نالیگا کے اشارے پر براہ جرت و خطا کے اضافہ کے لائق میں یہ الفاظ کہہ ڈالے کہ جن لوگوں نے تحریک میں معافیاں مانگی تھیں وہ مسلمان نہیں رہتے، ان کے چمکے نماز نہ جائز ہے الہ۔

مولوی صاحب کو شاید یہ الفاظ کہتے خیال نہیں آیا کہ وہ خود اور ان کی ساری برادری اس گھر کی زد میں آگئی کہ وہ خود ہرول معافی پر جیل سے نکلے اور انکو دیوبندی بھی مختلف طریقوں سے قبل از مباحہ سزا یا فیصلہ تحریک جیلوں میں لگا کر نکلے چنانچہ مولوی صاحب کے اس معاندانہ فتوے کے بعد بعض لوگوں نے دیوبندی فرقہ کے معتد مقبول سے جو فتوے طلب کئے اور انہوں نے اصل جواب دے کر جلالہ دھری صاحب اور دیوبندیوں کی مکاری کا مجازہ اچھڑا۔ کہ مختصراً الفاظ ملاحظہ ہو۔

سوال ۱۔ کیا فرماتے ہیں کہ علمائے دین درمیں مسئلہ کہ مجلس کے امام مسجد صاحب جو کہ عالم فاضل ہیں کہ باہر کر گئے تھے والی قولہ دریافت طلب امر یہ ہے کہ جن لوگوں نے معافیاں مانگی تھیں وہ مسلمان رہے یا نہیں اور ان کی امامت نماز شریف جائز ہے یا نہیں۔ (مختصر)

الجواب: ۱۔ علمائے امام موصوف کی اقتدار میں نماز درست ہے۔ ورنہ عبد الشارعی نے نائب مفتی خیر الدار حسن خان۔ ۲۔ اس تحریک کے اختتام پر کافی حضرات نے معافی مانگ کر باقی حاصل کی۔ لہذا اس وجہ سے ان پر امامت نہیں کی جاسکتی۔ فقط وال جواب صحیح۔

عبد اللہ رضا اللہ عن مفتی خیر الدار حسن خان۔ ۱۵

مسوال ۲۔ (مذکور)

الجواب: ۱۔ اگر امام مذکور میں اور کوئی خلافت شرع باقی نہ ہوں تو اس کی اقتدار میں نماز پڑھنا درست ہے۔ فقط والسلام۔ ۲۔ احمد رضا اللہ عن نائب مفتی مدرستہ قائم العلوم ملتان۔

مدرسہ سیدہ دارالعلوم
ملتان

مدرسہ

ان دونوں فتووں کو پڑھ لیجئے اور مولوی عبدالرشید صاحب کے الفاظ ”کافی حضرات“ بھی بخیر پڑھ لیجئے۔ یہ کافی حضرات کون تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ اسی فرقہ کے ہی تھے، ہم ان کی طویل فہرست یہاں دینا فضول سمجھتے ہیں کیونکہ وقت گزر گیا اور وہ سن شہ مدرسے کے پھر تائبہ فائدہ کام ہے اور پھر یہ ذاتیات پر اثر آئے گا معاذ اللہ سے کسی اختلافات سے باہر ہے۔ یہ تو دیوبندیوں کا ہی شیوہ ہے کہ جب وہ ملائے اہل سنت پر کوئی اختلاف دی گرفت نہیں کر سکتے تو ذاتیات کو موضوع بحث بنا کر اپنی امت کو خوش کیا کرتے ہیں۔ لڑائی صرف یہ کرنا ہے کہ مسلمان کو کا ذکر کتنا خوب و کفر سے سبب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفیق آپس میں پیٹ لیں کہ ان میں کون مسلمان ہے اور کون نہیں اور انہیں نہیں پڑنیکہ چین کرنے سے پہلے اپنے گھر کی پڑتال بھی کر لینا چاہیے۔

اتنی ذرخضا پاکٹی دامن کی حکایت

دامن کو ذرا دیکھ ڈرا بند قبا دیکھ

دیوبندیوں کی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اغراض و مقاصد

صول مربعہ جاست زمین ○ آڑھت کی دکائیں

دیوبندی کہتے ہیں کہ ہم ہی تحفظ ختم نبوت کے عہدیدار ہیں۔ واقعی سنی بریلویوں نے اس کو پیٹ پرستی کا کارڈ بنا کر ختم نبوت کے دوہرے سے کارڈ باندھی نہیں چلایا۔ البتہ سنی علماء کی مختلف تبلیغی سرگرمیاں محتاج تعارف نہیں اور اعظم اہل سنت کی تالیفات مثلاً امام العلماء الراہیہ تین قروہ المجتہدین حضور قبلہ عالم سیدنا خواجہ پیر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آرام فرمائے گوئیہ شریف کی تصنیفات ”سلیقہ شیدائیں“ ”جاست مسیح“ ”وہب“ اور محمد الملت امام المسلمین الخیرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات ”الانقلاب علی السیلة الکذاب“ ”دیگر کتب مثلاً افادۃ الافہام وغیرہ اس باب میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ وہ نہ جاسے پڑ لیکن ختم نبوت ۱۹۵۰ء میں ہی عطا اللہ شاہ بخاری و محمد علی جالندھری المسلمین کے مقتدر علماء حضرت کاظمی اعظم مولانا ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ خطیب مسجد وزیرخان لاہور صدر مجلس عمل اور شریفیہ قطابت حضرت مولانا صاحب زادہ فیض الحسن شاہ صاحب مدظلہ کی جرتیاں چائا کرتے تھے اور انہیں کے نام پر دیوبندی دولاکھ روپیہ لوگوں سے بڑھ کر ڈاڑھ داریں سے مشرف ہوئے۔

خود دزد خود پاسبان

اہل فہم کو یہ دیکھ کر وہ اتنی حیرانی ہوئی کہ تحفظ ختم نبوت کے نام پر دیوبندیوں کی علیحدت اور ارحمت کی دکاؤں کے اجماع سے شرف ہونے والے اس دیوبندی گروہ نے ہی پورے ۱۳ سو سال بعد سب سے اول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کو جس قدر نقصان پہنچا کر چھوٹے بیٹوں کی مدد کی سب سے کسی بدترین سے بدترین فرقہ کو یہ جرأت نہیں ہو سکی حضور رسالت کا خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں اور اشد بانی و لیکن سر سوار اللہ و خاتم النبیین کے لفظ خاتم النبیین کے متعلق پورے ۱۳ سو سال تک تمام علماء امت کا قطعی و حتمی اجماع رہا کہ لفظ خاتم النبیین صرف آخری نبی کے معنی میں محصور اور مذہب سے اس کا ہرگز کوئی اور معنی نہیں اور اس معنی کے علاوہ کوئی اور تاویل کو سب سے پہلے کوسے دہ منکر اجماع کا فروغ نہ ہے۔

انگریزوں کی شرارت

مگر چونکہ انگریز ہندوستان میں ختم نبوت پر گہرے سے گہرے حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں ایک عجیب و غریب بنانا چاہتے تھے اس لیے فرجی دشمن کی مدد البطن مولوی سے خاتم النبیین کے معنی میں اجماع امت کے خلاف ترمیم کرنا چاہتا تھا اور سامنے ہندوستان میں مسلمانوں کے دشمن اور انگریزوں کے ذریعہ غلام صرف دیوبندی مولوی تھے۔ چنانچہ ۱۸۵۵ء کی جنگ آزادی میں بانی دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی اور مولوی رشید گیلانی اور ان کا توہیدی انگریزوں کی حمایت میں عہدین اسلام سے جنگ کرتا رہا بلکہ کئی دیوبندی مولوی تو اپنے سفید آقا کے نام کو سب پر "شہید" بھی ہو گئے۔ دیکھو کتاب دیوبندیوں کی تذکرۃ الرشید حصہ اول صفحہ ۱۸۵ اور ۱۸۶ اس کتاب دیوبندی مذہب کے خلاف پر ہم حال دے چکے ہیں۔ اس لیے اس موقع پر بھی بانی دیوبند نے ہی انگریزی نبی کے لیے راستہ صاف کرنے کے لیے اجماع امت کا منکر ہو کر خاتم النبیین کا معنی "نکا" "ذاتی" اور مرتبی خاتم اور اجماع معنی "آخر الزمان نبی" اور "خاتم زمانی" کو بے فضیلت بنا کر اس کے ساتھ یہ معنی لکھ کر انگریزی نبی کے لیے گئی فٹش نکال دی۔ دوسری سب کی پانچوں میں "دوئیں" بانی دیوبند پر اس کا گورا دارا معنی ہوا۔ مزار اعلام احمد نے اسے خاتم النبیین کے ذاتی معنی اصل ظل معنی ٹھہرتے کامیدان صاف ہو گیا اور بانی دیوبند کے صاحب امتیاس کے لیے تحفظ ختم نبوت کے لیے قربانی کی کھالیں اور چنہ اندولی کا مستند و ہند اکھل گیا۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کی اسلامی خدمات

دیوبندیوں کے ہر کام میں زراعت و زراعی کامی مقصد رہا ہے۔ چنانچہ تحفظ ختم نبوت کا صد مشہور قصہ خزانہ مولوی محمد علی جالندھری جس نے دو تین کاروباری قصہ اور مبلغ بھی اپنے ساتھ لے کر نکلتے ہیں۔ لاکھوں روپیہ بنی کی ناموس کے نام پر بیچ کر کسکے زمین کے مرے اور آڑھت کی دوکانوں سے شریف ہو کر انجم داریں داجر جیل سے شواب عظیم حاصل فرما چکے ہیں۔ چنانچہ دیوبندی فرقہ کے مرشد اعظم جناب مفتی عبدالکریم شاد کٹر شہر میں اپنے رسالہ چٹان میں اپنے ہی اس مرید مخلص مولوی محمد علی جالندھری کے متعلق لکھتا ہے۔

وہ مولوی محمد علی جالندھری (جاسے بیلے اب بھی اسی طرح محترم ہے جس طرح پہلے تھے، لیکن ایک چیز ہے مولانا محمد علی کی ذات دوسری چیز ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت دوسری چیز ہے۔ اس مجلس کے نام پر بیچ کر وہ روپیہ لگے۔ اس کے چند سطور بعد پر مشورہ صاحب لکھتے ہیں، مولانا محمد علی جالندھری ہر حال اس مجلس اور اس روپیہ کے امین بنے ہوئے ہیں۔ اب اگر وہ اس مجلس کو اپنی ذات تک محدود کر لیں اور جس مقصد کے لیے یہ روپیہ جمع ہوا ہے یا ہو رہا ہے اس مقصد پر صرف نہ ہو بلکہ اس کے جگس ان کے مشاہدہ میں صرف ہو یا اس سے اور اتنی خریدی جائے یا اس سے آڑھت کی جائے اور جس عظیم مقصد کا وہ پہرہ ہے وہ عظیم مقصد روز بروز بحجوج ہو رہے تو جہاد گرم فرمایا ہیں۔ بتائیں کہ اصلاح احوال اور احتساب جماعت کا کون سا طریقہ ان کے نزدیک مستحسن و مؤثر ہے۔ مقصد روپیہ جمع کرنا۔ تنخواہیں بانٹنا اور آڑھت چلانا ہے یا تحفظ ختم نبوت (سہت روزہ رسالہ چٹان لاہور اشاعت ۱۳۷۲ء صفحہ ۱۲)

ناظرین کو فرمایاں کہ یہ سب وہ انان کے گھر سے رویا جا رہا ہے اور اس سے واقف ہے کہ تحفظ ختم نبوت کا دیوبندی مقصد کیا ہے اور وہ بیان کے تقوے کا کس طرح دیوالہ نکال رہا ہے۔

ختم نبوت کے نام پر دو لاکھ روپیہ کی بند بانیٹ

حکومت سے مرزا یوں کو پاکستان میں غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لیے مارچ ۱۹۵۳ء میں عظیم عالم اہلسنت حضرت مولانا ابوالحسنات سید محمد شاہ صاحب خطیب جامع مسجد زبرخانی لاہور کی صدارت

میں ایک تحریک پہل۔ دیوبندی مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری و محمد علی جالندھری نے بھی تحریک میں شمولیت حاصل کر کے اسی تحریک کے نام پر ملک کے مختلف شہروں سے دولاکھ روپے جمع کر لیا کہ یہ روپیہ رفاکاروں اور تحریک کے خزانہ کی مصروفیت پر خرچ کیا جائے گا حکومت پاکستان اس تحریک کے خلاف بھی اس لیے اس نے اس تحریک کے مشورہ اور حضرت مولانا ابوالحسنات مرحوم و حضرت مولانا صاحبزادہ مفتی الحسن شاہ صاحب مدظلہ اور مولوی عطاء اللہ شاہ و محمد علی کو گرفتار کر کے سکھر جیل بھیج دیا۔ مدینہ علویہ پر مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری گرفتاری کے وقت یہ دولاکھ روپیہ اپنے بیٹے کے سپرد کر گئے کہ اس کو اس کو اب دہریوں کی پوری ننگانی کرنا۔ دہریہ پشاور کے بیٹے کا کافی پروگرام سکھر جیل میں محمد علی جالندھری کو پتہ چلا کہ اس روپیہ پر عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب کتنے کئے کہ تحریک کو گرم کرنے کے لیے سکھر جیل سے باہر جانا ضروری ہے بخاری صاحب بھی معاملہ سمجھ گئے مگر یہ عزت محض اس روپیہ سے پٹ گرم کرنے کے لیے کی جارہی ہے۔ انہوں نے نتیجہ اٹھایا کہ جالندھری صاحب بالآخر پیر ول صفات و معانی پر جیل سے نکل آئے عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب نے اپنے خزانہ احمد کو پیٹیا بھیج کر محمد علی روپیہ پر ہاتھ صاف کرنے کے لیے سکھر جیل سے باہر نکلا ہے۔ جزو دار ہو جاؤ۔ محمد علی روپیہ پر ہاتھ صاف کرنے کے لیے سکھر جیل سے مافی السحاب سے نکلا رہا ہے۔ بخاری کا بیٹا یہ جانکا کہ خرسن کو روپیہ لے کر ملنگر گزرا تھا گیا۔ احمد جالندھری صاحب کو دست پر دست آئے جا رہے تھے کہ تحریک ختم ہو گئی اور بخاری صاحب نے آئندہ خطرات سے بچنے کے لیے جالندھری کو براہ کمال احمد دے کر باہمی ہمد بابت کر کے یہ کام روپیہ ختم کر گئے۔ احمد مجلس مولانا ابوالحسنات نے بار بار اس روپیہ کا صاحب مانگا۔ چنانچہ جمعیت العلماء نے پاکستان کے دارالسلام السوا الاکظم میں ایک جوکر مولانا ابوالحسنات کی موجودگی میں چھپتا تھا کہ ایدہ میر مولانا معین الدین نے ہندو بعد رسالہ تدارک اس دولاکھ روپیہ کے صاحب کا مطالبہ کیا چنانچہ اسی مطالبہ کو سوا الاکظم مجریہ ۷ نومبر مظاہرۃ جمادی الآخر ۱۳۸۲ھ میں ۹۶۳ میں دہلی لیا۔ مگر دیوبندیوں کو ایسا سانپ سونگھ گیا کہ آج تک صدائے بازگشت نہ اٹھی اور قبولی شورش منشی کشمیری زمیں اور آدھت کی دکانیں بنائی گئیں۔

ہو عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب کا روپیہ خزانہ احمد کو پیٹیا بھیج کر محمد علی روپیہ پر ہاتھ صاف کرنے کے لیے سکھر جیل سے باہر نکلا ہے۔ جزو دار ہو جاؤ۔ محمد علی روپیہ پر ہاتھ صاف کرنے کے لیے سکھر جیل سے مافی السحاب سے نکلا رہا ہے۔ بخاری کا بیٹا یہ جانکا کہ خرسن کو روپیہ لے کر ملنگر گزرا تھا گیا۔ احمد جالندھری صاحب کو دست پر دست آئے جا رہے تھے کہ تحریک ختم ہو گئی اور بخاری صاحب نے آئندہ خطرات سے بچنے کے لیے جالندھری کو براہ کمال احمد دے کر باہمی ہمد بابت کر کے یہ کام روپیہ ختم کر گئے۔ احمد مجلس مولانا ابوالحسنات نے بار بار اس روپیہ کا صاحب مانگا۔ چنانچہ جمعیت العلماء نے پاکستان کے دارالسلام السوا الاکظم میں ایک جوکر مولانا ابوالحسنات کی موجودگی میں چھپتا تھا کہ ایدہ میر مولانا معین الدین نے ہندو بعد رسالہ تدارک اس دولاکھ روپیہ کے صاحب کا مطالبہ کیا چنانچہ اسی مطالبہ کو سوا الاکظم مجریہ ۷ نومبر مظاہرۃ جمادی الآخر ۱۳۸۲ھ میں ۹۶۳ میں دہلی لیا۔ مگر دیوبندیوں کو ایسا سانپ سونگھ گیا کہ آج تک صدائے بازگشت نہ اٹھی اور قبولی شورش منشی کشمیری زمیں اور آدھت کی دکانیں بنائی گئیں۔

کیا دیوبندیوں کو ایموں کے نزدیک پاکستان کے تمام مسلمان مشرک ہیں
حضرات انبیاء کرام علیہم السلام و اولیائے عظام کی روحانی ادا دین اور ۱۲۵۵ھ کی
جنگ میں نغہ یار رسول اللہ و نغہ یار علی کی جلالست و کرامت کا تصور
دیوبندی کہتے ہیں کہ یار رسول اللہ و یار علی کا نغہ و کفر ہے اور کوئی مسلمان یار رسول اللہ و یار علی کا نغہ

لکھتے تو دیوبندیوں کے قروطنہ کا درجہ حرارت ۱۲۵ ڈگری سے بھی بڑھ جاتا ہے۔ جسے کارنگ ویدانت اور قلب و نظر کے لحاظ سے دیکھنا اور دیکھنا ہی کی حالت قابل دیدہ ہوتی ہے۔ گراس نعرو مبارک کی عظمت و جلالت اور تصرفات و کرامات پاک و ہند کی ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ میں غازیان اسلام نے جو میدان کارزار میں مشاہدہ کئے اور علی الرغم انصاف المنکرین تمام پاکستانی اخبارات نے شائع کئے۔ دو روزہ جنگ کراچی اشاعت مشکل ہو کر ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۵ء رجمادی اثنا فی ۱۳۵۵ھ کی سب سے اوپر کی موٹی مرشیاں اور عبارت بلغظہ ملا مظہر ہوں لافظہ دیکھیں۔

پاکستانی افواج نے یا رسول اللہ کا نعرو لگا کر بھارت کی ٹٹی دل فوج کا صفایا کر دیا۔
بھاری سے پہلے ایک بڑے رگ سیا کوٹ شہر خالی کر دیا۔ کئی بدایات کرتے رہے۔
سرگودھا کے ہوائی اڈہ پر ایک رویش کو جھولی میں ہم لیے دیکھا گیا۔

راولپنڈی میں ایک پیر (غافلہ جنگ) پاکستانی افواج نے یا رسول اللہ اور یا علی مدد کے نعرو لگائے۔ بھارتی ٹٹی دل فوج کو بری طرح شکست دی ہے۔ اس معرکہ میں اپنی آخر الزمان اور شیر خدا اپنے مجاہدین کے سرور پر موجود تھے۔ یا رسول اللہ کے ذریعہ سرگودھا والے مجاہد بغیر لباس میں ایک بڑے اور گھوڑے پر سوار ایک چری دیکھے گئے۔ چوندہ کے نزدیک ایک لڑائی خاندان کو ہمارے ہی کی امداد کرتے ہوئے مجاہدین کے ساتھ یا رسول اللہ مدد کے نعرو لگاتے ہوئے دیکھا گیا۔ سرگودھا کے ہوائی اڈہ پر ایک بڑے رگ سیا کوٹ میں ہم لیے ہوئے دیکھے گئے۔ لاہور افواج چونکہ اوریا کوٹ میں اکثر غازیوں کو شاباش دی گئی اور جن مقامات پر یا رسول اللہ اور یا علی کے نعرو سنے گئے۔ سیا کوٹ شہر میں گولہ باری سے پیشتر ایک بڑے شہر کو خالی کرنے کی ہدایت کرتے رہے اور ہوا دہلند کا ہر ایک پرہتے رہے مختلف محاذوں سے ان غیر العقول اور ایمان افروز کرامات کی اطلاعات ملتی رہی ہیں۔ ان کرامات اور لڑائی اعداد کے واقعات کو ایک پمفلٹ کی صورت میں شائع کرنے کے لیے ایک مذہبی انجمن محاذ کے جوانوں اور گرد و نواح کے علاقوں سے ایسے افراد کے ذریعہ تقریب کام شروع کر رہی ہے۔ ان کرامات اور غیر العقول واقعات کا اعتراف مسلمان جوانوں، مجاہدین اور شہریوں کے علاوہ بھارت کے جتنی تہذیبوں نے بھی کیا۔

(انجمن جنگ کراچی منگل ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۵ء رجمادی اثنا فی ۱۳۵۵ھ)

فحوت ہے پاکستانی افواج نے یا رسول اللہ اور یا علی کا نعرو لگا کر میوان جیتا۔ اخبار نے یہ خبریں شائع کیں۔ پاکستان کے تمام مسلمان پڑھ کر خوش ہوئے۔ دیوبندی جنابیں کو کیہ رساری دینا مشرک ہو گئی۔

بَاب شانزدهم

باب شانزدہم

چاہا کہ کتے کا چیا کا دھارہ پیش
دیوبندیوں کے کفریاست

اُن کے طواغیت اور بے کھلا کفر

کافر ہوئے جو آپ کو میرا تصور رکھ
جو کچھ کیا وہ تم نے کیا ہے خطا ہوں میں

اصول :- جس مسلمان کا بنیادی عقیدہ خراب ہو جائے وہ کافر ہو جاتا ہے۔

تائید :- [مشامۃ الف تکفیر و الفساد اعتقاد]

یعنی عقیدہ خراب ہو جانے کی وجہ سے کفر کا ضروری ہوجانا ہے۔

[الکفر بالمعنی مصنف مولوی نور شاہ، صدر دیوبند، ص ۱۱۷، اسطر ۱۶]

اصول :- جو مسلمان دین کی ضروری بات (جیسے عورت، خدا اور رسول) کا انکار کرے وہ کافر ہو جاتا ہے۔

تائید :- جو کسی ضروری دین کا انکار کرے چاہے تاویل کرے یا نہ کرے، بہر صورت کافر ہے۔ مرتبہ ہے پہلو
جو اسے کافر و مرتد نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔

[اشد العذاب مصنف مولوی مرتضیٰ حسن (رحمہم اللہ) ناظم دیوبند، ص ۱۷۷، اسطر ۱۶]

تمہید

خدا تعالیٰ جل شانہ کا یہ اہل قانون سے کہ جو شخص کسی انسان کو بلا وجہ کسی گناہ سے ملوث کرتا ہے، تو خدا تعالیٰ نے خود اسی شخص کو اسی گناہ کے اندر مبتلا کر دیتا ہے، دیوبندی مذہب کے اکابرین و بانی مولویوں نے جب تمام عالم اسلام پر مشائخ کرام و اولیاء اللہ پر بدعتی، مشرک اور کافر ہونے کے فتوے چلائے و جمہور اُمت مسلمہ کی تحریک و میلان تک کہ سوائے چند ایک دیوبندی ملاؤں کے کسی کو بھی مسلمان نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے مقبولوں کے گستاخ دیوبندی و بانی مولویوں پر غضب فرمایا اور ان کے بڑے بڑے شیخ، محدث اور

حکیم الامت کھلاسنے والے چہار مولوی مرفوزیاست دین کا انکار کر کے خدا تعالیٰ جل شفا اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی توہین کر کے خود کو شرارت کا شکار پر گئے۔ خدا تعالیٰ کو جھوٹ سے مستحق کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کو پاگلوں، چڑاؤں، ایسا بتایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اعلیٰ عین سے بھی کم بتایا۔ تو دیوبندیوں کے جن چہار پیشواؤں، محسود قاسم، نافوئی، ارشدیہ احمد گنگوہی، علی احمد سہارنپوری، انصاف علی نقوی نے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول متوال صلی اللہ علیہ وسلم پر ناپاک کلمے کر کے اسلام کی مژدہری بات، ختم نبوت و ایمان یا اللہ و ایمان یا رسول کے مژوریات کا انکار کیا ہے۔ وہ یقیناً مرتکب کفر ہیں اور تمام امت مجاہد و مجہور علمائے اسلام جو اس بات پر مستحق ہیں اور ان کے اذنا ب دیوبندی دریت میں جو شخص ان کے کفر پر مطلع ہو کر رضا یا کفر ظاہر کرے ان کے کفر میں شک کرے اور خدا تعالیٰ جل شفا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پر راضی ہو کر اپنے پیشوا کے کفر پر پردہ ڈالے۔ وہ بھی کافر مرتکب ہے۔ یہ سب تمام امت مجاہد کا متفق ہے۔

دیوبندیوں کے طواغیت اربعہ کے کھلے کفریات

کفریہ عبارت نمبر اول

بانی دیوبند محمد قاسم نانوتوی کا کھلا کفر، ختم نبوت کے معنی پر اجماع سے مکمل انکار

خاتم النبیین کے معنی اجماعی | عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا ہی بمعنی ہے کہ آپ کا زمانہ سابق انبیاء کے زمانے کے بعد اور آپ منسوب ہیں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فتنہ پر روشنی ہو گا کہ تقدیم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فیصلت نہیں پھر مقام مدح میں ولیکن رسول اللہ و خاتم النبیین قرآن اس صورت میں ہو کہ جو صحیح ہو سکتا ہے۔

(تذکرہ انیس مسند محمد قاسم نانوتوی ص ۱۷)

خوف :- جس طرح قرآن مجید کے الفاظ منقول متقل تو ان کا انکار کفر ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کے معنی اجماعی و منقول متقل تو ان کا انکار بھی کفر ہے اور قرآن مجید کے ارشاد و خاتم النبیین کا معنی لاحق بعدی منقول متقل تو ان کے معنی خاتم النبیین کے اسی معنی فرمودہ سرکار دوام صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعیت امت محمدیہ کا اجماع ہے کہ حضور کا زمانہ سابق انبیاء کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں زمانہ آخری نبی ہیں۔ اور بعد اسی ہی معنی کا حامل ہے۔ اور محمد قاسم نے اسی معنی اجماعی منقول متقل متواتر کو بلا توجہ یا عیانہ خیالی بنا کر

فرمان نبوی لاتی بعد ہی اور خاتم النبیین کے معنی اجماعی منقول منقول متواتر کا صاف انکار کر دیا ہے جو کھوکھلے اور پھر منکر اجماع کا کافر بنا سب کے نزدیک مسلم ہے خود صدر دیوبندی بھی لکھتا ہے۔
 "حقل مسئلۃ یقطع فیہا بالاجماع الی قولہ ومخالف هذا لاجماع یفرک یکفر مخالف النص البین۔"

(انکار الخلف من مصنف مولوی انور شاہ ص ۱۷۱ سطر ۱)

(۱) سوا ہی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت

کو تصور کر لیئے یعنی آپ موصوف بوضع نبوت، بالذات

ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوضع نبوت

بالعرض اور دل کی نبوت آپ کا فیض ہے۔ پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں، آپ پر سلسلہ نبوت ختم ہو چکا ہے
 (تخیر الناس ص ۱۷۱)

(۲) ایک مراد تو شاہان شان آپ کے خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی۔ (تخیر برانس ص ۱۷۱)
 اسی اگر اختتام ہاں معنی تجزیکر جائے جس میں نہ عرض کیا تو آپ کا خاتم النبیین ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت
 خاص ہوگا۔ لہذا اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو۔ جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا۔
 (تخیر برانس ص ۱۷۱)

(۳) اگر خاتمیت بمعنی اوصاف ذاتی بوضع نبوت لیئے۔ جیسے اس پیغمبر ان سے عرض کیا ہے۔ تو پھر سوائے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد متصور و با ممکن ہیں سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے، بلکہ اس
 صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی۔ افراد متعدد بھی آپ کی افضلیت
 ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت ٹھکری میں کچھ فرق نہ
 آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور میں میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجزیکر جائے۔ الہ۔

(تخیر برانس ص ۱۷۱)

نوٹ۔ مولوی نانوتوی نے خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کو جابلا نہ خیال بنا کر ختم نبوت کے خود بخود معنی
 گھڑے ہیں کہ حضور خاتم النبیین ہاں معنی ہیں کہ آپ میں وضع نبوت بالذات ہے اور دیگر انبیاء کے کہ ام میں بالعرض
 جبکہ مراد خدائی بھی ہو سکتا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہیں بلکہ آؤ اور اسلی نبی کے ہیں۔ دیگر ازالہ
 ادہام تو نانوتوی کے تراشیدہ معنی کے لحاظ سے حضور کے بعد ہمیشہ کے لیے نبوت کا روزہ کھل جاتا ہے۔
 اور افراد متعدد کے غلط سے واضح ہے کہ اس کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی افراد نبوت تقدیر الہی

میں موجود ہے۔ و ہذا کہہ رہا لاجتماع برائت "ہر اربع سنت" فرماویں کہ کیا ہم نے بھی ایک ہی نغظ نعلن لکھا ہے مجھے امید ہے کہ اگر دیوبندیوں کی بھی تحقیق وہ حکمت "جاری رہی تو چند دنوں کے بعد مادی و معنوی دونوں ایک حرف بھی نہیں سکے گا لڑکھ قاسم کا برت کے افراد مقدراتا صاف بتا رہا ہے کہ اس کے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد بھی برت کے کچھ افراد تشریف لے گئے ہیں اور یہاں مقدورہ کا معنی مفروضہ لینا باطل ہے کیونکہ وہ خود اس سے آگے بلکہ بالعرض کہہ رہا ہے۔ بل اعتراض کے نیسے ہے اور اعتراض الشی عن لفظہ قطعاً باطل ہے یعنی یوں کہنا کہ افراد مفروضہ بلکہ بالعرض یہ تو کلام ہی باطل ہے یا کوئی یوں کہے کہ آپ آئیں بلکہ آپ آئیں۔ یہ تو کلام ہی باطل ہے۔ ہاں کلام تب درست ہوگا کہ کوئی شخص کسی شخص سے یوں کہے کہ آپ خط لکھیں بلکہ آپ آجائیں۔ تو معلوم ہوا کہ بل کے ماقبل اور مابعد کا مفروضہ ضروری ہے۔ ورنہ کلام باطل ہو تب سے تو لڑنا مانا ٹرسے گا کہ اس کے نزدیک مقدورہ سے مراد مفروضہ نہیں بلکہ تقدیر الہی میں مقدورہ افراد میں اور حضور کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبیوں کے مقدور مانا دیوبندیت کا ہی کرشمہ ہے۔

کفریہ عبارت نمبر ۲

رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد شینھوی کا کھلا کفر

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلم المخلوق ہونے کا انکار !!

۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابلیس الٰہی مل خود کرنا چاہیے کہ شیطان ملک الموت کا ہے بھی کہ علو ہونے کا صاف اقرار اس حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نص صلی علیہ کے بلا دلیل محض قیاس نامدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہونی فخر عالم کی وسعت علم کی کو کتنی نص قطع ہے کہ جس سے تمام نصوں کو رو کر کہ ایک شرک ثابت کرتا ہے الہ۔

(ابراہیم قاطع مصنفہ شفیق احمد علیہ و دیوبند مرسلہ سطر ۱)

۲۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فوشتہ ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے برگزنا بت ملک الموت سے کم علو ہونے کا صاف اقرار نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چکا کیونکہ زیادہ۔ (ابراہیم قاطع مذکور، مرسلہ سطر ۱)

نوش: حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام مخلوق الہی سے وسیع العلم انسانہ و ریات وین سے ہے اور ملک الموت اور دیوبندیوں کا صاحب نہایت اہلس بھی حضرت آدم علیہ السلام کے علمی مقابلہ میں ہی خدا تعالیٰ سے لاعلم لانا لامہ علمتنا عوض کر چکے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کس طرح برتر ہو سکیں۔ اور مولوی خلیل احمد دوشیدراحد نے شیطان اور ملک الموت کو صاف لفظوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اعلم اور وسیع العلم بھی ہے اور یہ صاف کفر ہے کیوں کہ یہ متفقہ شدہ ہے کہ جو شخص کسی بھی مخلوق کو حضور سے زیادہ عالم کہے، وہ کافر ہو جاتا ہے۔ دیکھو خود دیوبندیوں نے بھلا ہے:

"جو شخص یہ کہے، کہ فلاں مخلوق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ علم رکھتی ہے، وہ کافر ہے۔"

(ترجمہ بھارت شرقی المہند، مصنفہ و محدثہ مسیح مولویان دیوبند، صفحہ ۱۲)

کفریہ عبارت نمبر ۳

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو پاگلوں، حیوانوں سے تشبیہ
اشرف علی مضافہ کے کا کھلا کفر

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب مبہم کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد

بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبہ ہوں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب زید و عمر بلکہ ہر کسی و ممکن بلکہ جمیع حیوانات و مہیاؤں کے بیٹے بھی حاصل ہے الخ۔

(مفتی الامان مصنفہ اشرف علی مہر دیوبند صفحہ ۱۲)

نوش: یہ خاصہ اور عدم خاصہ کا معنی ہر شخص جانتا ہے، خاصہ الشئ ما لا یوجد فی غیرہ اور عدم خاصہ اس کو کہتے ہیں کہ وہی ہر جگہ پایا جائے وہی صفت دوسرے فرد میں پایا جاتی جائے مثلاً اگر کوئی کہے کہ وحید لا شریک ہے، تو اس کے معنی میں خدا تعالیٰ ہی کی کیا تخصیص ہے تو اس کے اس مرد و دول سے معلوم ہو گا کہ وہ خدا تعالیٰ کی صفت خاصہ کا منکر ہے اور اسی صفت کو اسی حیثیت سے وہ غیر خدا کے لیے بھی مانتا ہے، لہذا وہ کافر ہے اب دیکھئے ہمارے مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی

اپنی برصغرت میں مختل دھماڑیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برصغرت حضور کا ہی خاصہ ہے کسی غیر میں نہیں پائی جاتی مگر مولوی اشرف علی صاحب صاحب کتاب ہے اے لفظ سے وہ حضور کے ہی خاصہ علم کو پاگلوں جو انوں کے لیے ثابت کرتا ہے اور حضور ہی کی یہ تخصیص ہے کے بعد تھا تو یہ گائیہ کہنا کہ اس علم تو پاگلوں، جو انوں کے لیے بھی حاصل ہے صاف بتا رہا ہے کہ وہ پاگلوں اور جمیع حیوانات گیدڑ، گتے وغیرہ کے علم قییب کو حضور کے بالکل برابر کہہ رہا ہے اس میں صاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے اور یہ کھلا کفر ہے۔ دیکھو خود دیوبندیوں نے بھی لکھ دیا ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و ہائم و یحییٰ کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے۔

(المذمت، مسئلہ ۱۱)

خود دیوبندیوں کا اقرار کہ واقعی

یہ عبارات کفریہ ہیں

مولوی محمد ادریس دیوبندی کا ندھلوی لاہوری کا اقرار کہ ان عبارات میں تین رسول

میں سراط مستقیم، براہین قاطعہ، حفظ الایمان، وسایل الاعداد اور شہرہ محمدائیں نامی کتابوں کے مصنفین اور علمائے دیوبند کا عقیدت مند ہوں لیکن ان کی عبارت میرے دل کو نہیں لگ سکی ہیں۔

(دیوبند مولوی ادریس مندرجہ ماہنامہ تبلی دیوبند اگست، ستمبر ۱۹۵۵ء)

نوٹ:- دیکھئے مولوی ادریس صاحب اقرار کر رہا ہے کہ دیوبندیوں کی کتا و کتب کفریہ عبارات مستحقہ ہیں۔ اسی لیے تو اس کے دل کو نہیں لگتی مگر پراہو شخصیت پرستی کا اور اندھنی حقیقت کا دل تو ان گت خارج عبارات پر عمل نہیں مگر ان کا عقیدت مند ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گتے کے ساتھ عقیدت تو باطلان و اہام دیوبندیوں کے لیے قابل فخر چیز ہے۔ لاجل و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مولوی مابر القادری دیوبندی کا اقرار کہ ان عبارات میں حضور کے لیے غلط الفاظ استعمال ہوئے ہیں

ہاں یہ سزا ہے کہ بعض موصدین دیوبندی و بانی، علماء، سلفوں میں ہے احتیاطی موزد ہو گئی ہے۔ بات قرینہ اور خوبصورتی کے ساتھ غلط انداز میں کہی چاہیے تھی۔ ہمیں اعتراض ہے کہ لفظوں کی بے احتیاطی اور

اور بیکسٹل کے باعث خود ان کے مشن کو نقصان پہنچا ہے۔

(ماہنامہ فارانِ کراچی، باتِ پور سے ۱۹۵۵ء)

مولوی عامر عثمانی دیوبندی کا اقرار کہ ان کفریہ عبارات میں حضور کے شان کے متعلق یہ احتیاطی کلمہ ہے (۱) ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ مذکورہ الشب ابش قب (مستحقِ حسین احمد دیوبندی) کا اندازِ تحریر واقعی غیر محمود لائقِ اعتناء ہے بلکہ ہم دیکھیں گے، اور بھی بزرگوں سے کہیں کہیں اندازہ بشریتہ الفاظ و انداز کی ایسی لغزشیں ہو گئی ہیں کہ انہیں قابلِ اصلاح کہنا چاہیے۔ (پتلی دیوبند، فروری، مارچ ۱۹۵۶ء ص ۷۷)

(۲) میں صاف کہتا ہوں کہ ان علمائے (دیوبند) کی بظاہر قابلِ اعتراض غلو آمیز اور درحقیقت افراطی و تحریروں میں بھی مذکور یہ کہ الفاظ و اسلوب کے لحاظ سے ہی محبت سے ایسے ٹکڑے ہیں جنہیں فرقہ پرستوں کے ساتھ قابلِ اصلاح اور قابلِ ترمیم اور لائقِ تحذرت کہا جاسکتا ہے۔ بلکہ معنوی اعتبار سے بھی ٹکڑے لائقِ نظر ہیں۔ (پتلی دیوبند، اگست و ستمبر ۱۹۵۶ء ص ۷۷)

(۳) حضرت مولانا لدنی ارشاد فرماتے ہیں کہ انہوں نے بڑے بڑے ائمہ حق کی بیروی میں کہاں تک اہل حق کا فریضہ سرانجام دیا ہے؟ اور ان کا دیوبند و اشرف علی تھانوی و قاسم نانوتوی و غلیل احمد و رشید احمد گنگوہی کی مٹیلیوں سے رجوع کرنے میں کہاں تک قلوب و لبیبیت سے کام لیا ہے۔

(پتلی دیوبند، فروری، مارچ ۱۹۵۷ء ص ۷۷)

مولوی غلام نبی دیوبندی فورٹ جاس کا اقرار کہ عبارت گمراہ کن ہیں۔

پہلی فرصت میں یہ مسائل ان کتابوں سے کھوج دیکھئے تاکہ مسلمان گمراہ مذہبوں (رائی قلم) دنیا والوں کو تادیب اور تحریکوں سے دھوکہ دیا جاسکتا ہے۔ کیا فیروہ وانا کو بھی فریب دیا جاسکتا ہے۔

(روزنامہ نسیم، پورہ، ۱۹۵۸ء، اگست ۱۹، مفصل عبارت باب سوم میں ملاحظہ کریجیے)

مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دیوبند پر اس کی کفریہ عبارت کی وجہ سے خود علمائے دیوبند کا فتوائے کفر

مولوی نانوتوی نے اپنی کتاب تصفیۃ العقائد میں لکھا کہ نبی ہر قسم کے گناہ جھوٹ سے معصوم نہیں ہوتا

اس کی عبادت ہماری اس کتاب میں بحث "صورتی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دیوبندیوں کے ناپاک عقائد" میں
ملاحظہ کریں کسی شخص نے تاتوی کی یہ کفریہ عبادت کچھ کر علما نے دیوبند سے فتویٰ مانگا تو عامر عثمانی صاحب
لکھتے ہیں کہ۔

ایک شخص نے مولانا تاتوی کی کتاب تصحیح العقائد میں سے دو عبارتیں و مختلف صفوں سے بزرگ تفسیر بدل
کے لیں اور مفتیان دارالعلوم کی خدمت میں بفرج حضرت کا نام لکھے بھیج دیں مفتیان دارالعلوم نے اذنیانہ تاؤ۔
کھٹ سے فتویٰ چڑھایا کہ ان عبارتوں کا مصنف گمراہ کافر ہے اور اس کا رکاز غاصد ہوا۔ دوبارہ نکاح کرے۔ گویا
دوبارہ نکاح دیا گیا تو اسے سے مسلط نسب غاصد الخ۔

انجی دیوبندی (۱۵۹۵ء)

مولوی اشرف علی کی کفریہ عبادت دیوبندیوں کی دھینک گشتی

ہر ایک نے دوسرے کو کافر بنا دیا

تاتوی نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صلے کے متعلق جب یہ گناہ عبادت لکھی کہ۔
اگر بعض علوم غیبیہ مراد میں تو اس میں حضور کی ہر ایک تخصیص سے ایسا علم غیب تو زیہ و تبرک ہر صحت و جہنم کفر جمیع
یہودانہ و ہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان تاتوی ص ۸)
علما نے اہلسنت نے اعتراض کیا کہ اس عبادت میں لفظ "ایسا" سے معلوم ہوتا ہے کہ تاتوی کے نزدیک
پاکوں حیوانوں کا علم حضور کے برابر اور حضور کا علم معاذ اللہ حیوانوں پاکوں "ایسا" ہے۔ ایسا کہنا یقیناً کفر ہے۔ یہ عبادت
شان رسول میں از حد گستاخی اور کفر ہے۔ تاتوی کو چاہیے کہ یہ عبادت واپس لے کر تو یہ کرے۔ مگر تاتوی
کفر پر اڑا رہا۔ دوسرے علماء دیوبند مزاحم کی معقولیت کو پا گئے۔ ان کو یقین ہو گیا کہ تاتوی خواہ مخواہ خدا کو برا
ہے۔ حقیقت میں یہ عبادت یقیناً کفر ہے کیونکہ اس میں لفظ "ایسا" تاجز معنی بھی کریں کفر ہے عبادت نہیں نکل
سکتی۔ امتوں نے بھی احتجاج کیا مگر تاتوی پھر بھی عبادت واپس لینے کو تیار نہ ہوا۔

الہی کیوں نہیں اٹھتی قیامت مارجا کیا ہے

بالآخر اس گندہ ایمان سوز عبادت کو واپس لینے کے بجائے گنہوار، عقائد جہنم، دیوبند، سہاراں پور کے
سب اصحاب و اکابر دیوبند جمع ہوئے اور اس عبادت کو خطہ الایمان سے خارج کر کے یا اس میں ماسب ترین کہنے
کے لیے چار آدمیوں کی ایک سب کمیٹی مقرر ہوئی جس کے ارکان مولوی حسین احمد دیوبندی مولوی مرتضیٰ حسن درویشی

مولوی عبد الشکور بھٹوی مولوی شمس الدین احمد مدظلہ مقربوں سے ان ارکان نے اس کفریہ عبادت پر جو حاشیہ لکھا ہے اس کا مختصر نقشہ ملاحظہ ہو۔

مولوی رفیع الدین نے بڑے ہی کھیر کھیر لکھا کہ لفظ "ایسا" کبھی تشبیہ کے لیے آتا ہے جس کے معنی مانند اور مثل کے ہوتے ہیں اور کبھی اندازہ بیان کرنے کے لیے آتا ہے جس کے معنی "اس قدر" اور "اتنے" کے ہوتے ہیں۔ مثلاً تو ای صاحب کی عبادت میں اگر ایسا تشبیہ کے لیے ہوتا تو واقعی یہ عبادت کفریہ یعنی کیوں کہ حضور کے علم کو پاگلوں جیوانوں کے علم سے تشبیہ کفر ہے۔ مگر یہاں ایسا اندازہ کے لیے ہے۔ یعنی "اتنے" اور "اس قدر" کے معنی میں ہے۔ چنانچہ رقم لکھنے میں لکھا ہے۔

(۱) واضح ہو کہ ایسا لفظ مانند اور مثل ہی کے معنی میں ہی مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنی "اس قدر" اور "اتنے" کے بھی آتے ہیں۔ جو اس جگہ متین ہیں۔

توضیح البیان فی حفظ الایمان من حقہ مرتبہ حسن ص ۱

(۲) عبادت متنازعہ فیہا میں لفظ ایسا بیٹے "اس قدر" اتنا ہے پھر تشبیہ کیسے کر (توضیح البیان ص ۱) مولوی حسین احمد دیوبندی نے اس عبادت کے لیے یہ فیصلہ کیا کہ لفظ ایسا اگر یہاں "اتنا" کے معنی میں ہوتا تو یہ عبادت بدعت کفریہ یعنی مگر یہاں تو ایسا تشبیہ کے لیے ہے اس کی عبارات ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت مولانا (رحمۃ اللہ علیہ) عبادت میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں لفظ اتنا تو نہیں فرما رہے۔ اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ محاذِ حق حضور علیہ السلام کے علم کو اورد چڑوں کے برابر کر دیا۔

(اشتاب اثاب ص ۱۱)

(۲) اس سے بھی اگر قیاس نظر کریں تو لفظ ایسا تو کفر تشبیہ کا ہے۔

(اشتاب اثاب ص ۱۱)

(۳) نفسِ معصیت میں تشبیہ دی جا رہی ہے۔ (اشتاب اثاب ص ۱۱) اب ناظرین خود سنا رہیں رفیع الدین نے کہا کہ لفظ "ایسا" اس عبادت میں اتنا کے معنی میں ہے یہ تشبیہ کے لیے اگر تشبیہ کے لیے ہوتا تو واقعی مثلاً فوی پر کفر عائد ہوتا، مگر حسین احمد کہتا ہے کہ لفظ ایسا اس عبادت میں تشبیہ کے لیے ہے اگر اتنا کے معنی میں ہوتا تو واقعی مثلاً فوی پر کفر لازم آتا۔ اب بتائیے کہ ان دونوں میں سے کون صحیح اور کون غلط کہہ رہا ہے۔ مرتبے حسن کی تاویل پر مثلاً فوی اور حسین احمد پر کفر لازم اور حسین احمد کی تاویل پر مثلاً فوی اور مرتبے حسن پر کفر لازم۔

سمجھتے تھے رہے گی جنگِ محدودِ گل و بلبل
مگر تخریبِ نظمِ گلستاں تک بات چاہی تھی

فریاد کیا کہ جو معنی بھی کیا جاوے اس عبارت میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھانوی نے سخت توہین کی ہے۔

خود مولوی تھنوی حسن ناظم دیوبند کا فیصلہ کہ واقعی مذکورہ بالا عبارتیں لکھنے والے

چاروں اشخاص کا فرھو چکے ہیں

ان دیوبندیوں کو کا فر کہنا فرض ہو گیا کیونکہ وہ یسین کی کافر ہیں، جو انہیں کافر نہ

کہے وہ خود کافر ہو جائے گا

ان چاروں علما نے دیوبند کو کافر ان چاروں صاحب کے نزدیک بعض علما نے دیوبند کو کافر قرار دیا ہے، صدر ذیل کے طرح

مستفید احمد و خلیل احمد و اشرف علی و واقعی ایسے ہی تھے جس کے بعد انہوں نے

دیوبند کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے۔ جیسے علما نے اسلام نے جب مرزا

صاحب کے ساتھ کفر پر معلوم کر لیا اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے، تو اب علما نے اسلام پر مرزا صاحب اور

مرزا بھوں کو کافر اور مرزا کافر فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور مرزا بھوں کو کافر نہ کہیں۔ چاہے وہ لاہوری ہوں یا

قدنی وغیرہ وغیرہ، تو وہ خود کافر ہو جائیں گے۔ کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

اللہ العذاب مصنف تھنوی حسن دیوبندی، مسطوراً

نوٹ ہے۔ اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ جس طرح مرزا بھوں کو کافر نہ کہنا فرض ہے اسی طرح ان دیوبندی

پیشواؤں کو بھی کافر نہ کہنا فرض ہے جو انہیں کافر نہ کہے گا وہ خود کافر ہو جائے گا۔ اسی وجہ سے تو تمام اہل اسلام

ان دیوبندیوں کو کافر سمجھتے ہیں تاکہ انہیں خود کافر نہ ہو جائیں۔

جو اے مدعی کا فیصلہ میرے حق میں

نہیجانے کیا خود پاک و امن ماہ کھان کا

دیوبندی اماموں کی کفریہ عیارتوں کی عام فہم تشریح بعض عربی الفاظ کی وضاحت کیساتھ

(۱) مولوی اشرف علی صاحب خانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان کے ص ۷ پر حضور پیر اسلام علیہ وآلہ
الصلوٰۃ والسلام کے لیے کل علم غیب کا انکار کرتے ہوئے صرف بعض علم غیب کو حضور کے لیے ثابت کیا۔
اور اس کے ساتھ ہی لکھ دیا کہ:

اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زہد و عزم پر مبنی و مجاہدہ و جمیع حیوانات و نباتات کے لیے
بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان ص ۷ پر پند)

شریعت اسلامی میں علم غیب ان باتوں کے جاننے کو کہتے ہیں جن کو بندے عادی طور پر اپنی عقل اور
اپنے خواص سے معلوم نہ کر سکیں۔ زیادہ تر قرآنی نام ہیں۔ جیسے ہندوستانی زبان میں کوتو، مہتو، ایتھو، گہا کرتے ہیں۔ مہی
کے معنی بچہ، مجنوں کے معنی پاگل، جبر کے معنی سب جہوان کے معنی جانور، حیوان کی جمیع حیوانات، ہر پیر کے معنی
چار پارہ، ہر پیر کی جمیع پارہ، یہ فقہ کو کیا تفسیر ہے، الفاظ میں سوال ہے، لیکن انکار کے معنی میں ہیں۔ یعنی کفر و کفریت
میں۔ ایسے سوال کو استعمال انکار ہی کہتے ہیں۔ تو اس بات کا صاف و صریح واضح مطلب عربت ہی ہوا کہ بعض
علم غیب جو پیر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ اس میں حضور کی کچھ خصوصیت نہیں۔ ایسا علم غیب تو کھواجہ
نقوی کو بھی ہر ایک بچے، ہر ایک پاگل، ہر ایک جانور، ہر ایک چارپائے کو بھی حاصل ہے۔ مولوی خانوی صاحب
نے اپنے ان کلمات میں حضور پیر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک و مقدس علم غیب کو شخص خاص و عام
بیکر ہر ایک بچے، ہر ایک پاگل، ہر ایک جانور، ہر ایک چارپائے کے علم غیب کے ساتھ تشبیہ و تکریم سخت توہین
کی ہے۔ مولوی شبیل احمد صاحب ابنہ نقوی نے اپنی کتاب براہین خاطوہ کے ص ۱۷ پر لکھا۔

(۲) سفیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نفس سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی ذیلی
ہے کہ جس سے تمام نصوص کو روکر کے ایک شرکت ثابت کرنا ہے۔

براہین خاطوہ ص ۱۷ مطبوعہ دیوبند

اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سب سے زیادہ ناپاک، سب سے زیادہ بُری شے کا نام شیطان ہے،
ملک الموت کے معنی موت کا فرشتہ، وحشت کے معنی وسعت اور زیادہ ہونا۔ وسعت حکم کے معنی علم کا زیادہ

ہونا۔ اُن کے معنی قرآن مجید کی آیت یا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث، جس کے معنی واضح و روشن ہیں۔
 اور وہ آیت یا حدیث اسی معنی کے لئے ارشاد فرمائی گی کہ یہ قطعی کے معنی وہ قول جس کے معنی میں شک و شبہ نہ
 ہو، نیز عالم کے معنی وہ جی جس کی وجہ سے سارے جہان کو فزع حاصل ہوا ہو۔ حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کا لقب فزود عالم بھی ہے۔ اُن کی جینے نعوس، شرک کے معنی اللہ تعالیٰ کی ذات یا کسی صفت یا عبادت میں
 کسی دوسرے کو شریک کرنا، جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات یا کسی صفت یا عبادت میں کسی اور کو شریک کرے۔ ۵۵
 شریعت اسلام میں مشرک ہے۔

اسلامی شریعت کے حکم سے مشرک بھی کافر ہے۔ یعنی مسلمان نہیں۔ کافر کے معنی غیر مسلم ہیں تو اس
 بات کا صاف اور صریح واضح مطلب صرف یہ ہے جو کہ شیطان کے لئے اور موت کے فرشتے کے لئے علم کا زیادہ
 ہونا تو ان کی حدیث کے لئے ہوئے ارشادوں سے ثابت ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم
 کا زیادہ ترہا قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ موت کے فرشتے کے لئے اور شیطان کے لئے جو شخص و مبلغ
 اور قائد علم ہائے وہ تو مومن مسلمان ہے۔ لیکن رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو وسیع اور زائد ماننے والا
 مشرک اور کافر ہے۔ ایمان ہے۔ مولوی ایضاً صریحاً صاحب نے اپنے ان الفاظ میں حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وآلہ وسلم کے پاک اور مبارک علم کو موت کے فرشتے اور شیطان کے علم سے بھی کم نہ کر سخت شدید گستاخی
 کی ہے۔

مولوی قاسم صاحب نا تو ہی نے اپنی کتاب تنذیر اناس کے صفحہ ۱۰ پر لکھا ہے:

”وہ“ عام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا ہی معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانہ کے
 بعد اور آپ سب میں آخری ہیں۔ مگر اہل فہم پرکوشن جو گا کہ تقدم يانا خزاني میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر
 مقام مدح میں۔ لیکن رسول اللہ و خاتم النبیین و یا، اس موت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔“

(تنذیر اناس مقبولہ دیوبند)

اچانک کے معنی عام لوگ، اہل فہم کے معنی مجتہد اور لوگ، جس وقت اہل فہم کے مفصلے میں کام کا لفظ بولا
 جائے گا۔ اس وقت لوگ ام کے معنی بنے سمجھ لوگ ہوں گے۔ تقدم کے معنی پہلے اور آگے ہونا، تاخیر کے معنی
 بعد کو اور پیچھے ہونا۔ زانی کے معنی زمانے کے اعتبار سے بالذات کے معنی اپنی ذات کے اندر فضیلت کے
 معنی حق اور بزرگی۔ مدح کے معنی تعریف۔

واقعیہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں مستمدا ہے

ماکان محمد اباً احد من ساجد لکھ و لکن رسول اللہ و خاتم

النَّبیین وکان اللہ بکل شیء علیماً

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں سے بچھلے ہی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

اور سائنس سے تیرہ سو برس سے بھی زیادہ پیشتر سے اب تک لکھے بچھلے اولیاء و عوام و علماء اہل اسلام کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ اس آیت کریمہ میں حقائقہ النبیین کے صرف عملی ہی ہیں کہ حضور سب سے بچھلے ہی ہیں اور جو شخص اس ضروری دینی معنی کے خلاف کوئی اور معنی نکالے گا وہ ہرگز مسلمان نہیں بلکہ مشرکیت اسلام کے حکم سے کافر و مرتد اور بے دین ہے۔ لیکن مولوی نانوئی صاحب کی اس عبارت کا صاف اور صریح مطلب یہی ہے کہ آیت کریمہ میں خاتم النبیین کے معنی بچھن کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بچھلے ہی ہیں۔ یہ تو کاسچھ لوگوں کا خیال ہے جسکا دار لوگوں کے نزدیک یہ معنی غلط ہیں۔ کیونکہ زمانے کے لحاظ سے سب سے پہلے یا سب سے پچھلے ہونا اپنی ذات کے اندر کوئی خوبی اور بزرگی نہیں بلکہ آیت کریمہ میں اگر وصف خاتم النبیین کے معنی سب سے بچھلے ہی مردوں کو چوکہ دے آیت مبارکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف میں ہے۔ لہذا اس تشریف کے مقام میں خاتم النبیین فرمان سب سے غلط ہو جائے گا۔ یہی مولوی نانوئی صاحب اپنی کتاب تحفہ برائے اس کے حکم پر ایک مثال دیتے ہیں کہ دیکھو زمین پہاڑ، درو دیوار، چاند، آئینہ، آفتاب ہیں سب میں نور کی صفت موجود ہے۔ جب ہم تلاش کرتے ہیں کہ زمین پہاڑ کو درو درو آتے کو دیوار کو نور کی صفت کہاں سے حاصل ہوئی۔ تو نہ جلتا ہے کہ آئینہ ان چیزوں کے مقابل رکھا ہوا ہے۔ اس آئینے کے واسطے ان چیزوں کو نور کی صفت حاصل ہوئی۔ پھر ہم دریافت کرتے ہیں کہ آئینے کو نور کی صفت کس چیز سے حاصل ہوئی تو معلوم ہوتا ہے کہ آئینے کے مقابلے میں چاند ہے۔ چاند کا نور آئینے کو بھی نور کی صفت دے رہا ہے۔ پھر ہم تجسس کرتے ہیں کہ چاند کو نور کی صفت کس سے ملی تو یہ سبیت ظنی و نظامی کسی سے ثابت ہوتا ہے کہ چاند کو بھی نور کی صفت خود اپنی ذات سے نہیں بلکہ چاند کے مقابلے میں آفتاب ہے۔ آفتاب کا ہی نور چاند کو صفت سے موصوف کر رہا ہے۔ آفتاب تک پہنچ کر یہ تجسس جتنی کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ آفتاب صفت نور کے ساتھ بغیر کسی واسطے کے خود بخود اپنی ذات سے موصوف ہے اور آفتاب کے سوا چاند، آئینہ، دیوار، دروازہ، پہاڑ، زمین سب سب اپنی ذات سے نہیں بلکہ اسی آفتاب ہی کے واسطے سے نور کی صفت کے موصوف ہیں۔

پھر اسی کتاب کے ص ۸ پر لکھتے ہیں:-

در سوا سی طور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خائیت کو تصور فرمائیے یعنی آپ موصوف ہر صفت نور

یا کلمات ہیں اور سو آپ کے اور بنی وصف نبوت بالعرض اوروں کی نبوت آپ کا قبض ہے۔ پر آپ کی نبوت اور کسی کا قبض نہیں۔ آپ پر سلسلہ نبوت قائم ہو جاتا ہے۔

وصف کے معنی صفت، نبوت کے معنی پیغمبری، خاقیت کے معنی خاتم ہونا، موصوف بالذات وہ ہے جس کو کوئی صفت خود اپنی ذات سے بغیر کسی واسطے کے حاصل ہوئی ہو۔ موصوف بالعرض وہ ہے جس کو خود اپنی ذات سے نہیں بلکہ کسی دوسرے کے واسطے سے کوئی صفت حاصل ہوئی ہو۔ خاتم کے معنی ختم ہو جانے والا۔

تو مولوی نانوتوی صاحب کی اس عبارت کا صاف مزید دافع مطلب یہی چاہیے کہ یہ میں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین منسب کیا گیا ہے۔ اس کے عرف یہ معنی تصور کرنا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی واسطے کے خود بخود اپنی ذات سے نبوت حاصل ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور ہر ایک نبی کو اپنی ذات سے نہیں۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے واسطے سے نبوت حاصل ہوئی یعنی یوں کہ رسولوں سے نبوت حاصل ہوئی اور رسولوں کو کسطنین اولو العزم سے نبوت حاصل ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی اور کے واسطے کے خود بخود اپنی ذات سے نبوت حاصل ہوئی ہے تو جیسے آفتاب پر نقش و بیجو کا سلسلہ ختم ہو گیا تھا۔ اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کتب و فلاش کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔

مولوی نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین کے اس معنی کا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پہلے بنی ہیں۔ جو تمام اگلے پچھلے مسلمانوں کی ضروریات ایمانیہ میں داخل ہے، ختم زمانی اور خاقیت زمانی نام لکھا ہے اور مولوی نانوتوی صاحب نے خود اپنی طبیعت سے خاتم النبیین کے جو معنی لکھے ہیں کہ حضور بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور کے واسطے خود اپنی ذات سے بنی ہیں۔ کتب تفسیر و حدیث و کلام اور اصول و فقہ و لغت کی کسی کتاب سے ہرگز گزرتا نہیں کہ خاتم کے معنی موصوف بالذات ہیں۔ مولوی نانوتوی صاحب نے اپنے اس تراشیدہ و خاشدہ معنی کا نام ختم ذاتی اور خاقیت مہتری لکھا ہے اور اپنی اسی کتاب تنذیر الناس کے حصہ پر لکھتے ہیں کہ:-

”سنا بان شان محمدی خاقیت مہتری ہے نہ زمانی“

اس عبارت کا صاف مزید دافع مطلب یہی ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک کے لائق خاتم النبیین کے عرف یہی معنی ہیں کہ حضور بغیر کسی دوسرے واسطے کے خود اپنی ذات سے بنی ہیں۔ لیکن خاتم یعنی آخر الزمان آپ کے شان کے لائق نہیں۔ مولوی نانوتوی صاحب اپنی اسی کتاب تنذیر الناس کے حصہ پر لکھتے ہیں:-

۱۰۔ اعتقاد اگر باہر معنی جو بر کیا جائے جو میں نے عرض کیا، تو آپ کا خاتم ہونا انیسویں صدی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں کبھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا درست رہتا ہے۔“

اس عبارت کا صاف مزاج واضح مطلب یہی ہوا کہ خاتم النبیین کے اگر یہ معنی لیے جائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے نبی ہیں تو یہ خرافی ہوگی کہ حضور اس صورت میں مرحمت انہیں انبیاء علیہم السلام کے خاتم ہوں گے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دنیا میں تشریف لائے۔ لیکن اگر خاتم النبیین کے وہ معنی لئے جائیں جو میں نے بیان کئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغمبر کی دوسرے کے واسطے کہ اپنی ذات سے خود بخود نبی ہیں تو اس میں یہ خرابی ہے کہ اگر حضور کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو تو پھر بھی حضور ہی خاتم النبیین ہیں گے۔ یعنی حضور کے زمانے میں جو در نبی ہوں گے وہ سب اپنی ذات سے نہیں بلکہ حضور ہی کے واسطے سے نبی ہوں گے۔ لیکن حضور پیغمبر کی اور نبی کے واسطے کہ خود اپنی ہی ذات سے نبی رہیں گے۔ مولوی نانوتوی صاحب اپنی اس کتاب تہذیب النہس کے صفحہ ۱۲ پر لکھتے ہیں کہ۔

”اگر غایت نبوت یعنی انصاف ذاتی بوضاحت نبوت یہ لکھتے ہیں کہ اس بعد ان سے عرض کیا ہے۔ تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو اقرار مقصودہ بالخلق میں سے حامل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے اقرار خارج رہا ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی اقرار مقدرہ پر بھی آپ کی اعلیٰ ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہوا تو پھر بھی تا نبوت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔“

انصاف ذاتی بوضاحت نبوت کے کسی اپنی ذات سے خود بخود نبی ہونا، حامل نبوی کے معنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، اقرار مقصودہ بالخلق کے معنی وہ لوگ، جن کا پیدا فرمانا اللہ تعالیٰ کو منظور ہے، انبیاء کے افراد خارجہ کے مراد وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جو دنیا میں تشریف لائے، انبیاء کے افراد مقدرہ سے مراد وہ نبی جو دنیا میں تو پیدا تو نہیں ہوئے لیکن ان کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونا تقدیر الہی میں لکھا ہوا ہے۔

اس عبارت کا صاف مزاج واضح مطلب یہی ہوا کہ اگر خاتم النبیین کے یہ معنی مراد ہوں جو خود میں سے بیان کئے کہ حضور پیغمبر کی دوسرے نبی کے واسطے کہ اپنی ذات سے خود بخود نبی ہیں۔ تو اس میں یہ خرابی ہے کہ جو نبی دنیا میں پیدا نہیں ہوئے بلکہ تقدیر الہی میں ان کا پیدا ہونا مقدر ہے۔ ان سے بھی حضور کا افضل ہونا ثابت ہو جائے گا اور جو دنیا میں پیدا ہو چکے اور جو نبی پیدا نہیں ہوئے ان سب میں سے کسی کا بھی حضور کے مثل نہ

ہونا ثابت ہوگا بلکہ اگر یہ مان لیا جائے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک کے بعد بھی اور بنی پیدا ہوں گے تو بھی حضور کے قائم الایاد ہونے میں کچھ فرق نہ پڑے گا۔ کیونکہ حضور کے زمانے کے بعد جو بنی پیدا ہوں گے وہ سب کے سب اپنی ذات سے نہیں، بلکہ حضور ہی کے واسطے سے بنی ہوں گے۔ اور حضور اسی طرح بنی کر کے دوسرے بنی کے واسطے کے خود اپنی ذات سے بنی رہیں گے۔ مولوی ناولو تو یہی صاحب نے اپنی جہادوں میں حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پہلے بنی ہونے کی جو قاعدہ ضروریہ دینیہ سے ہے۔ سخت شدید تکذیب کی اور خود اپنے جی سے ختم نبوت کے ایسے معنی گھڑے جن سے قیامت تک ہزاروں لاکھوں جدید عیسائی مسیحیوں کے لئے نبوت کا دروازہ کھول دیا۔ مولوی ناولو تو یہی صاحب سے سیکھ کر ہر شخص معاذ اللہ کہہ سکتا ہے کہ میں بنی دینیہ ہوں۔ لیکن میں خود اپنی ذات سے نہیں، بلکہ حضور ہی کے واسطے سے بنی دینیہ ہونے کا دعوے کیا ہے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے رسالے ایک غلطی کا اقرار فرمایا بالکل عجیب سے اسی طرح اپنے بنی دینوں کے دعوے کیا ہے۔ جن کی عبارات اس کی تمام کتب میں صاف موجود ہے۔ دیکھو دعوت الایمان کا مرزا قادیانی نے بھی قائم الایمان کے یہی معنی لکھے ہیں کہ کسی شخص کے لئے تہ نبوت حاصل کر سکتا ہے۔ یعنی کاہن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے نہیں۔ ایک یہ بات بھی گزارش کرنی ہے کہ آیت مبارکہ میں خاتم النبیین کے صرف یہی معنی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے بنی ہیں، اس لئے تیرہ سو برس سے بھی بیشتر سے اب تک عوام و خواص تمام اہل اسلام بنستے چلے آئے ہیں یعنی یہی معنی تمام علماء کرام و صوفیائے عظام و متکلمین فہام و فہمین عالی مقام نے بنائے۔ یہی معنی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تابعین کو تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ عنہم نے تبع تابعین کو تابعین تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے بعد والوں کو سمجھائے، بلکہ یہی معنی خود پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم و اکبر و مسلم نے سیکھ کر ان حدیثوں میں ارشاد فرمائے بلکہ خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے بیسیوں آیات مبارکہ میں متعدد طریقوں سے قائم الایمان کے صرف یہی معنی سکھائے ہیں اور اس امر کا اقرار قادیانی مرزا یوں کے مقابلہ میں خود دیوبندی مولویوں کو بھی بار بار کرنا ہی پڑا۔ چنانچہ مولوی محمد شفیع صاحب مفتی دیوبندی کی کتاب ختم النبوة فی القرآن و ختم النبوة فی الحدیث و ختم النبوة فی الآثار سے اسی مضمون کے منہجہ حوالے ہم اپنی اس کتاب کی بحث ۱۱ دیوبندیوں کی فربہ کاریوں کے عنوان میں لائے ہیں۔ مولوی محمد قاسم صاحب ناولو اپنی اسی کتاب تخریر اناس کے ص ۲۱ پر لکھتے ہیں:-

”باقی رہی یہ بات کہ ہر دین کی تاویل کو زمانے توان کی تفسیر خود بائبل لازم آئے گی۔ یہ انہیں لوگوں کے خیال میں آسکتی ہے جو ہر دین کی بات فقط ازراہ سبب ادبی نہیں ماما کرتے۔ ایسے لوگ

اگر ایسا کہیں تو بجا ہے۔ المرء لقیس علی نفسه اپنا یہ طریقہ نہیں نقصان شان اور
چہرے اور خطا و نقصان اور چہرہ اگر وجہ کہ انتہائی بڑی کا حکم کسی معمر تک پہنچا تو ان کی شان
میں کتنا نقص آگیا۔ اور کسی طفل نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان
ہو گیا ہے

گاہ باشد کہ کودک نادانست

یہ غلط برداشت زندہ تیرے

اس عبارت کا صاف مراد مطلب یہی ہوا کہ ساڑھے تیرہ سو برس سے بھی پیشتر سے ایک کسی مولوی کسی
عالم کسی متکلم کسی مفسر کسی صوفی کسی ولی کسی تابعی تابعین کے کسی تابع کسی صحابی سے حتیٰ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم سے اہیت کر یہ میں قائم البین کے وہ مدعی ہو کر جو نہیں بن سکے جو مولوی یا قوی صاحب نے تصدیق
کئے ہیں کہ حضور نبی کریم اور کے واسطے کے خود اپنی ذات سے نبی ہیں اور قائم البین کے یہ مدعی گھڑنے کی یہ مشقیں تو
صرف مولوی یا قوی صاحب نے فرمائیں اور نا قوی صاحب نے ہی سب حضرات کے بتائے ہوئے کھلے
ہوئے ارشاد فرمائے ہوئے مدعی ہیں غریباں غامیباں غلطیاں بتائیں تو مولوی یا قوی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ
ساڑھے تیرہ سو برس پیشتر سے اب تک کے تمام اکابر شیوخ ایمان اسلام کے بتائے ہوئے مدعی کو غلط جاننے اور ان
کے مقابلہ میں میرے تصدیق کئے ہوئے مدعی کو صحیح ماننے سے ان اکابر اسلام کی کوئی توہین نہیں ہوتی۔ قائم البین
کے مدعی سمجھنے میں ان حضرات کا اکابر اسلام سے بھول چوک تو ضرور ہو گئی لیکن اس بھول چوک سے ان کی شان میں
کچھ کمی نہیں آئی۔ ان تمام حضرات اکابر اسلام اولین و آخرین میں سے کسی نے اس مسئلہ ضروریہ کی طرف زیادہ توجہ
نہیں کی۔ اس لیے ان میں سے کوئی بھی قائم البین کے صحیح مدعی نہیں سمجھ سکا۔ اس سے ان کا مرتبہ کچھ گھٹ نہیں
گیا اور میں نے یاد دہان کیا کہ وہ ان کے ہونے کے غفلت کے کی بات کہہ دی۔ قائم البین کے صحیح مدعی یہی
اس سے میرا مرتبہ کچھ بڑھ نہیں گیا۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک نا سمجھ لڑکا غلطی سے صحیح نشانے پر تیرا دیسکے۔ مولوی
یا قوی صاحب نے ان باتوں میں تمام اکابر اسلام اولین و آخرین کو بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی غلام غلامی بے
سمجھ لوگوں میں شامل کر کے سخت شدید بات کی ہے۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا ایک مہری دستخطی فتوے ہے جس کے فوٹو اکثر حضرات مناظرین
اہلسنت کے پاس ہیں اور اس کا عکس اسی ”دوبندی مذہب“ میں بھی ہم پیش کر رہے ہیں اس کے سوال کا
خلاصہ یہ ہے کہ:-

”دو شخص کذب باری میں گفتگو کر رہے تھے۔ ایک کی طرف داری کے واسطے تیسرے

شخص نے کہا کہ میں نے کب کہا ہے کہ میں دوزخ کذاب کا قائل نہیں ہوں، یہ قائل مسلمان ہے یا کافر؟ اور مسلمان ہے تو یہ بھی ضلالت یا ایست و جانت با وجہ قبول کرنے کے دوزخ کذاب باری تعالیٰ کے ہے۔

مولوی گنگوہی صاحب نے جو اس سوال کا جواب دیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ،

اس کو کافر کہنا یا باقی ضلالت کہنا نہیں چاہیے کیونکہ وہ جو خلت وعید کو جانت کثیر علماء سلف کی قبول کرتے ہیں۔ خلت وعید خاص ہے اور کذاب مام ہے کیونکہ کذاب بولتے ہیں قول خلافت واقع کو سودہ گاہ وعید ہوتا ہے۔ گاہ وعید گاہ خیر اور سب کذاب کے اذاع ہیں اور جو دوزخ کا دوزخ جس کو مستلزم ہے۔ انسان اگر سوا تو حیران بالغ و مروجہ ہو دوسے گناہ دوزخ کذاب کے معنی درست ہو گئے۔ اگرچہ بعض کسی فرد کے جو اہل بناد علیہ اس ثالث کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیے کہ اس میں نیکی کے سلف کی لازم آتی ہے۔ برعینہ قول ضعیف ہی ہے۔ مگر تاہم صاحب دلیل قوی کو تفصیل صاحب دلیل ضعیف کی درست نہیں۔ حقیقی منافق پر اور بیکس بوجہ قوت دلیل اپنی کے طعن و تشنیع نہیں کر سکتا، اس ثالث کو تفصیل و ضیق سے ساموں کو ناچاہیے۔ البتہ ہر ذی انکشاف ہوتا ہے۔ اس عبارت کا صاف معنی واضح مطلب یہی ہے کہ جس شخص نے یہ کہا کہ میں نے کب کہا ہے کہ میں دوزخ کذاب باری تعالیٰ کا قائل نہیں ہوں۔ یعنی وہ اس بات کا قائل ہے کہ معاذ اللہ خدا جہوت بول چکا خدا جہوت ہے ایسا کہنے والا بھی نہ کافر ہے نہ گمراہ نہ گنگنا رہے۔ بلکہ شیعہ صالح مسلمان ہے اس کو کوئی سختی نہ کرنی چاہیے۔ خدا کے سچے پیروں نے ہونے کا مسئلہ بھی ایسا ہی کہے دوسرے کا اختلافی ہے جسے حقیقی منافق کے اختلافی مسائل حقیقی نے کہا نماز میں پاتھ ناف سے نیچے باندھو منافق نے کہا کہ پاتھ ناف سے اوپر باندھو اسی طرح کسی امام نے کہا خدا سچا ہے، کسی امام نے کہا خدا جہوت ہے۔ خدا کو جہوت مانگنے والے کے کافر کہنے سے انکے زمانے کے علماء اسلام کو کافر کہنا لازم آجاتا ہے۔ ان کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ خدا جہوت ہے پھر مولوی گنگوہی صاحب نے اپنے نزدیک ایک دلیل سے ثابت بھی کر دیا کہ دوزخ کذاب باری تعالیٰ کے معنی درست ہو گئے۔ یعنی یہ بات شکیب ہے کہ خدا جہوت ہے۔

میل مناسبت معلوم ہوتا ہے کہ مولوی گنگوہی صاحب نے جس دلیل سے معاذ اللہ خدا کو جہوت مانا ہے کیا ہے۔ اس دلیل کی حقیقت بھی مختصر الفاظ سے واضح کر دی جائے۔ جس کلام کے کہنے والے کو سچا اور جہوت کہا جاسکے۔ اس کو خبر رکھتے ہیں جس کلام کے کہنے والے کو سچا جہوت مانا جاسکے، اس کو انشاء کہتے ہیں۔ خبر کا واقعہ کے مطابق ہوتا ہے صدق اور سچائی ہے جو خرواق کے مطابق ہو۔ ۵۰ سچی خبر اور خرواق ہے۔ خبر کا واقعہ کے مطابق نہ ہونا کذاب اور جہوت ہے۔ جو خرواق کے مطابق

نہ جوہ جہوئی تیرا دیر کا ذب سے کلام انشا نہ سچا ہو سکتا ہے نہ جہونا ہو سکتا ہے۔ بچیا جہونا ہو نامرت خبری کے ساتھ خاص ہے کسی جرم پر کسی مزا کا مقرر نہ کیا ہے کسی اطاعت گزار کی، فرمانبرواری، وفا شکاری پر کسی انعام کا اعلان کرنا وعدہ ہے۔ وعدے اور وعید سے کبھی کسی واقع کی خبر دینا مقصود نہیں ہوتا۔ بلکہ وعید کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ جرم کرنا چاہتے ہیں ان کو ڈرایا جائے، دھمکیا جائے جرم کرنے سے باز رکھا جائے۔ وعدے کا مقصد صرف اس قدر ہوتا ہے کہ اطاعت و فرمانبرواری کا لوگوں کو شوق دلایا جائے۔ ان کو خدمت گزار کی و اطاعت شکاری کی طرف متوجہ کیا جائے۔ ان کے دلوں میں خدمت و اطاعت کا جذبہ پیدا کیا جائے جس کا رخصت ہر کوئی انعام مقرر کیا جائے۔ اس کے بجائے دوسلے کو انعام نہ دینا عیب ہے۔ وفات و خیریت کیٹی و رواالت ہے۔ لہذا خلعت و عدہ یا وعدہ خلافی عیب و نقصان ہے۔ اور امتداد رک و تنانی اس عیب و نقصان سے وجہ پاک و منتر ہے۔ لیکن کسی جرم کرنے والے کو کسی وجہ سے اس جرم پر مقرر کردہ سزا دینا، معاف کر دینا، چھوڑ دینا ہرگز عیب نہیں بلکہ اس کو جو دو کرم بخشش و رحم کہتے ہیں ایک بادشاہ اگر میدان جنگ کی کسی خاص جہان بازی پر کوئی انعام مقرر کر دے اور ایک سپاہی اس جان بازی کو چورے طور پر ادا کر دے پھر بھی بادشاہ اس کو انعام نہ دے تو اس کو وعدہ خلاف کہا جائے گا۔ اس کو بدنام کیا جائے گا۔ اگر تھک لوگ زبان سے داس کے ہاتھ نہیں آئیں گے تو کم از کم دلوں میں تو ضرور ہی تمہیں گے کہ بادشاہ نے محبت کر لی۔ وعدہ خلافی کر کے دغا بازی اور غریب کاری سے کام لیا۔ لیکن اگر وہی بادشاہ اعلان کر دے کہ میدان جنگ میں دشمن کے مقابلہ میں جان بچا کر بھاگ آنے والے کی سزا یہ ہے کہ اسے کوئی سے اڑایا جائے گا۔ پھر اسی کی رعایا میں سے کچھ ایسے سپاہی اس کے سامنے پیش ہوں گے جو دشمن کے مقابلہ کی تاب نہ لا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوں اور وہ بادشاہ ان کو چھوڑ دے، معاف کر دے تو کوئی عقل مند ہرگز یہ نہیں سمجھے گا کہ بادشاہ نے اپنے قانون کو اپنے اعلان کو چھوڑ کر دیا۔ بلکہ یہی کہا جائے گا کہ بادشاہ نے بے جا سے سپاہیوں پر اور ان کے بال بچوں پر رحم فرما کر ترس کھا کر معاف فرما دیا بخش دیا۔ لہذا یہ خلعت و عید جرم کو بخش دینا، معاف کر دینا ہرگز عیب نہیں، نقصان نہیں، بلکہ خوبی و کمال ہے۔ اس کو رحم و کرم کہتے ہیں۔ اس کو ہر جھوٹ اور کذب نہیں کہہ سکتے۔

اس مضمون کو علامہ ابن عابدین شامی شامی اپنی کتاب رد المحتار کی اس جارت میں جس کو مولوی غلیل صاحب اینٹھوی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ کے حصہ پر نقل کیا ہے یہ لیں لکھتے ہیں:۔

صلی یحیو الخلف فی الوعیب فظا ہرما فی المواقف والمقاصد
ان الاشاعرة قالون بجوانہ لانہ لا یعید نقصا بل جود و کرم،

یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے گنہگار بندوں کے لئے جن مزاؤں کا اعلان فرمایا ہے۔ ان کے خلاف ہو سکتا ہے یا نہیں۔ ان گنہگاروں کو بخشا جا سکتا ہے یا نہیں، تو کتاب مواہت و کتاب مناقہ کی جہازوں سے ظاہر ہے۔ کہ اشاعرہ اس بات کے قائل ہیں کہ وحید کے خلاف ہو سکتا ہے۔ گنہگاروں کے لیے جو وحید میں فریائی گئی ہیں۔ ان کو ان سے معافی دی جا سکتی ہے۔ کیونکہ ایسا کرنا عیب نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ اس کو بخشش اور مہربانی گمانا ہے۔ اس تحریر سے ظاہر ہو گیا کہ خلعت و حید ہرگز کذب نہیں، عیب نہیں، نقصان نہیں، خلعت و حید کو کذب یعنی جھوٹ سے قطعاً کوئی ملالت نہیں۔ لیکن مولوی ابی نعیمی صاحب نے براہین قاطعہ کے ص ۲۷ پر کذب کو اصل اور خلعت و حید کو اس کی فرع بنا کر یہ لکھ دیا کہ خدا جھوٹ بولی سکتا ہے۔ اور مولوی شیخ علی صاحب نے اپنے صوفی دستخطی فتوے میں کذب کو حش اور عام اور خلعت و حید کو اس کی فرع اور خاص بنا کر لکھ دیا کہ:

۱۱۔ وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے ہیں

یعنی بیانات شکسہ ہو گئی کہ خدا جھوٹ بولی چکا، خدا جھوٹ بولتا ہے، خدا جھوٹ بولے گا، خدا جھوٹا ہے کیونکہ وقوع نہیں زوال کو شامل ہے۔ کسی چیز کا زمانہ گذشتہ میں یا زمانہ موجود میں یا زمانہ آئندہ میں واقع ہونا سب وقوع میں داخل ہے۔ مولوی شیخ علی صاحب نے اپنے اس ہمراہ دستخطی فتوے میں اللہ عزوجل کی سخت شدید تکذیب کی، اور مندرجہ کر اللہ تبارک و تعالیٰ کو جھٹلایا بنا بریں یہ چاروں اشخاص تکذیب باری تعالیٰ و توہین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و انکار نعمتِ نبوت کرنے کی وجہ سے مبتلائے کفر ہوئے اور دیوبندیہ کے مابینا امام کو بھی اقرار کرنا پڑا کہ

یعنی علماء مولانا احمد رضا خان صاحب، پرانے علماء دیوبندی کی کفر فرما رہی تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے۔ الخ۔

۱۲۔ اللہ العذاب مصنف مولوی مرتضیٰ حسن جانا پوری ص ۱۸

اور جسے چار سو سال پیش ازرب و عجم کے صحیح دوساٹ ملت و اکابرین علماء اور تمام ممالک اسلامیہ کے مقبول شریعت محمدیہ مطہرہ نے ان چاروں مولویوں کو صاف لغفلوں میں متکب کفر ہے دین فرمایا جن کے صورت مستحطلوں کے فتوے عربی زبان سے اردو میں منتقل کر کے آئندہ صفحات میں آ رہے ہیں اور ہم نے انھیں فرقہ کے شرعی صاحب کے فتوے کا اصل تو فوجا صل کر کے اس کا علی تردید ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرمادیں، اور خود قصہ کریں کہ گھوڑی کے اس فیصلہ کے بعد کہ وقوع کے معنی درست ہو گئے یا انہیں نہیں سے بھی نئی اگر صلی اللہ علیہ وسلم کے مہابک علم کو کم بنائے تفریق مندرجہ براہین قاطعہ پر تصدیق کے بعد کیا کوئی مسلمان ایسے شخص کو مسلمان تصور کر سکتا ہے۔ اب گنہگاروں کے اپنے قسم سے اٹھا ہوا فتوے ملاحظہ کر دیجئے جس میں وہ خدا تعالیٰ کو بی ایمان جھوٹا کہتا ہے۔ پھر اس اصل فتوے کو کافی عرصہ گزر چکا ہے، اس لئے اس کے فتوے ریاک، اُتو ورنے میں پریس سے گوبھن

حروف اور مہر کے حروف ضائع ہو گئے ہیں۔ تاہم سوال وجواب اور گفتگوئی کے یہ ناپاک الفاظ و قریح کذب کے معنی درست ہو گئے۔ کجی پڑھے جاسکتے ہیں۔ اگر تمام حروف و الفاظ و معنی مہر والا محسوس و فحش سے ملاحظہ کرنا ہو تو ہندوستانی حضرات، حضرت شیریشیہ اہل سنت مولانا حضرت علی خان صاحب دامت برکاتہم بلی بصیرت و پاکسانی حضرات دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں فخر لعین نے جاکر اطمینان کر سکتے ہیں۔

خدا پر یہ جو دھبہ جھوٹ کا بھڑپا

یکس نصیب کی غلامی کا داغ لے کے پلے

دیوبندیہ کے امام مولوی رشید احمد گنگوہی کے

قلمی دستخطی و مہری قوے کی عبارت جس میں

اس نے خدا تعالیٰ کو جھوٹا کہا جس کے اصل کا

عکس سامنے والے صفحہ پر موجود ہے۔

اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو

دیوبندیوں کا مشہور اعتراض

تمام علماء دین دیندہ کہتے ہیں کہ یہ فتوے ہمارے نہیں ہے بلکہ افتراء ہے۔ اس لیے اس کو گلوہی صاحب کی طرف سے منسوب کرنا درست نہیں۔

فیصلہ کن جواب

دیوبند کا ایک مشہور علماء فرقہ ہے فیض آباد میں حضرت شیرینہ اہل سنت مولانا شمس علی خان صاحب اور لاہور میں حضرت شیخ الحدیث پاکستان مولانا سر دار احمد صاحب دامت برکاتہما دیوبندیوں کی جتنی مقدمہ باز اور عہد دیوبندیوں ہی کی شکستیں دلائل کسی سے مخفی نہیں ایسے فتویٰ گلوہی کی زندگی میں ہی تردید ہو کر کہیں نہ چھپا۔ گلوہی صاحب انگریزی آدمی تھے۔ دیکھو اسی کتاب کی بحث دیوبندیوں انگریزوں کا گلوہی جو اگر یہ فتوے افتراء برتا تو وہ اپنے ان دانا انگریز سے سنی علماء پر سیٹھوں جرم عائد کروا دیتے۔ نیز فتوے دے دیتے کہ بعد اس سے منکر ہو جانا دیوبندی مولویوں کی پرانی عادت ہے۔ اس کے ثبوت میں ہم صرف دو نظریں پیش کرتے ہیں۔

۱۔ نالوثی پردیوبندی مفتوں نے حال ہی میں باجربے خیری کے گھر کا فتویٰ دیا اور جب شورش ہوئی تو پھر اس فتویٰ کو نہیں ختم ختم کئے ہر پھر کئے گئے۔ خود دیوبندیوں کو ہی اس بددیانتی پر یہ شکتا ہر کہ:

”اگر بعد میں یہ ثابت نہ ہو جانا کہ یہ عمارتیں اور یہ قیدہ خود اپنے ہی گھر کا ہے تو ہزار برس بھی اس فتویٰ کو غلط نہیں کہا جاتا۔“ دیکھ تفصیل کے لیے تجلی دیوبندی ۱۹۵۶ء۔

۲۔ دیوبند کے عابد ہتھم محمد شیب نے ایک خط میں کسی شخص کو لکھا کہ۔

”حضرت صاحب اکرام معیار حق نہیں ہو سکتے۔“

مودودی باپٹی نے اس پر شور مچا کر کے اخبار دعوت دہلی میں ہتھم صاحب کی خوب خرابی ہتھم صاحب کو پتہ نہ گئے اور کذب بیانی پر انگریز شائع کروا کر کہ۔

”اخبار دعوت ۹ فروری ۱۹۵۶ء میں میری طرف منسوب کر کے ایک خط شائع کیا گیا۔ جسے مضمون

(الجمیعت ۲۵ فروری ۱۹۵۶ء)

مودودی باپٹی نے جب ہتھم صاحب کی یہ دیانت دیکھی تو انہوں نے اس کے خط کا فتوہ شائع کرنے کا اعلان کر دیا اب ہتھم صاحب کو اپنا کذب داپس لینے کے سوا کوئی چارہ کار نظر آیا تو مودودیوں کے ملنے سے

جھکا کر ان کے گمراہ۔

”یہ خط میرا ہی ہے جو آپ نے شائع فرمایا ہے۔ ردت دیوبند ۲۵، ماہ ذی القعدہ ۱۲۵۶ء
 ناظرین کرام کے سامنے ہم نے دیوبندیوں کی کذب بیانی اور اسے غلط فتوؤں سے منکر ہو جانے کی یہ ایسی
 روش نہیں پیش کر دی ہیں جن کی تفصیل مولوی شبیر احمد عثمانی کے اختلاف مسلمہ دیوبندی مولویوں
 کے رسالہ ”مخفی دیوبند“ ماہ مئی ۱۹۵۶ء میں موجود ہے جس سے یقیناً ثابت ہو گا کہ مولویوں کے فتوے سے
 دیوبندیوں کا منکر ہو جانا یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ ایسے پائیدار اصول کے پرانے عادی ہیں نیز دیوبندیوں نے بھی مکتوبی کی
 دینی تحریر کا فوٹو اپنی کتاب نمکائیب رشیدیہ کے صفحہ ۱ پر دیا ہے دینا کے کسی بھی سپلیٹ کے سامنے پیش
 کر کے انصاف کا اوردہ کشکشا جا سکتا ہے۔ معلوم ہو جائے گا کہ یہ دونوں تحریریں ایک ہی ہاتھ کی کھجی ہوئی ہیں۔
 کچھ فرق نہیں ہے۔

دیوبندیوں کی ان کفریہ عبارات کے متعلق دیوبندیوں کی مکاریوں

کا صفحہ

فتاویٰ حامیہ میں دفیہ کے متعلق ملاں سنبھلی کے معرکہ اقلیم فیصلہ کن منظرہ کی
 خصوصی فریب کاریوں کا دفعیہ

(عبارت تحذیر الناس کے متعلق)

فریب: مولوی احمد رضا خان صاحب نے اس جگہ تحذیر الناس کی عبارت نقل کرنے میں نہایت افسوسناک
 تحریف سے کام لیا ہے۔ الخ۔ یہ عبارت تحذیر الناس کے متن مختلف صفحات کے متفرق فقروں سے جوڑ کر بنا لی گئی ہے۔ الخ۔ خات
 صاحب موصوف نے فقرہ کی ترتیب بھی بدل دی ہے۔ اس طرح کہ پہلے وہ فقرہ لکھا ہے۔ اس کے
 بعد ۲۵ کا پھر ۲۳ کا الخ۔ (فیصلہ کن منظرہ صفحہ ۴۲ پر اربع سنت و قیوم)

الجواب :- مولانا احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحذیر الناس کی عبارت کا مفہوم عربی عبارت
 میں بیان فرمایا ہے۔ عبارت میں تحریف کا سوال تو نہ پیدا ہوتا کہ اعلیٰ حضرت مرحوم تحذیر الناس کی اردو عبارت
 نقل فرماتے اور پھر اس کے الفاظ ترک کر دیتے یا علمائے عرب کے سامنے پیش کرتے کے لئے اردو عبارت

میں یہ خوبی پائی کہ وہ منکر ان عبارات پر دیا گیا ہے جن میں اس فقرہ کو کھیت سے غیر مفہوم مانا ہے دیکھو اس کی تصدیق القاضی
 ص ۲۵۱ اور دیکھو ہماری اسی کتاب کی بحث دیوبندیوں کے حضور کے متعلق ناپاک فتاویٰ۔ (مؤلف)

کاغذی میں مفہوم پیش کرتے ہیں تہذیبی معنوی کہتے ہیں حالانکہ اعلیٰ حضرت نے لفظ دیوبندی دیا سنت سے پیش فرمایا ہے لہذا یہ تحریک کا دھوکہ منبغی صاحب کی عقل و فہم کی کوتاہی یا کھٹ جسد و تعصب کا مظاہرہ ہے۔ کیونکہ مظاہرہ کے لفظ کا کتاب کی اردو عبارت کو کج فہم کسی طرح بھی دوسری زبان میں نقل نہیں کیا جاسکتا۔ یاں اس کا معنی بیان کیا جاسکتا ہے جو کہ کسی طور پر دیا متدرج سے ایلی حضرت نے بیان فرمایا ہے۔ ترتیب بدل دینے کا دھوکہ بھی ہے۔ معنی ہے کہ جو سوال میں ساری کتاب کا پیش کرنا ہی ممکن تھا۔ اس ضروری تھا کہ اس کے مختلف مقامات کی قابل اعتراض عبارت کو پیش کیا جاتا۔ ایلی حضرت نے قیام فقر سے نہیں نقل فرماتے بلکہ تحذیر الناس کی مختلف مقامات کی کفری عبارت کا مفہوم بیان فرمایا ہے۔ مسلمان جب قادیانی عبارت پیش کرتے ہیں تو کیا قادیانیوں کو بھی یہ کہنے کا حق ہے کہ تم مختلف فقرے نقل کرتے ہو۔ حالانکہ مولانا احمد رضا خان صاحب موم سے جن فقروں کا مفہوم نقل فرمایا ہے۔ وہ متعلق فقرے ہیں اور کلام نام ہے جن کے متعلق مفاہیم ہیں۔ لہذا ان کے نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ دیوبندی ملا صاحب کسی قدر جالاک سے متعلق عبارات کو یوں نام فقرہ کا نام دے کر کلام کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ ایلی حضرت نے ترتیب ہرگز نہیں بدلی۔ بلکہ پہلے مسلمانچہ و ہر کی عبارت کا بالترتیب مفہوم بیان فرما کر پھر جب ملا کی عبارت کا مفہوم بیان فرمایا ہے۔ تو عبارت کی علیحدگی کا یہ (مسم) دے دیا ہے جو کہ واضعاً بخیل کے لفظ پر اسباب بھی موجود ہے۔ دن و یا رشتہ اسادھوکہ دیتے ہوئے دیوبندیوں کو کہہ تو خوف خدا بھی کرنا چاہیے اور پھر ترتیب کوئی فرض بھی نہیں ہے۔ یہ تو آپ کے کوئی کا ہی کلام ہے۔ خود کلام الہی کی ترتیب بحالت غائر بھی بدل دینے کے متعلق آپ کے فتاویٰ صاحب مجددہ سو بھی لازم نہیں ہونے دیتے چنانچہ دیکھتے ہیں کہ درمختار میں ہے۔

و یکرد الفصل بسورة قصیرة وان یقر معن کو سنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ غار نگاہی اور

سجدہ سہو لازم نہیں اور اذ القادسی حصہ ۱۲۲۲ اب فرمائیے کہ آپ کے امام کے کلام مقدس کے بحث میں کرن سنی ضرورت ملتی ہیں؟

فربیب: تحذیر الناس کی عبارت میں بالذات کا لفظ تھا اور اس عبارت میں صرف بالذات فضیلت کی نفی کی گئی ہے جو بطور مفہوم مخالف فضیلت بالعرض کے ثبوت کو متکرم ہے۔ الخ
(خلاصہ الامراض فی حدیث کن مناہرہ ص ۲۳)

الحجوا صاحب :- اذ تو دیوبندیہ کا یہ کہنا ہی غلط ہے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم نے لفظ بالذات اور ایسا ہے کیونکہ آپ نے تو توہیدی کی جس عبارت کا ترجمہ فرمایا ہے۔ اس میں جملہ الافعال فیہ افعال صاف موجود ہے اور یہ لفظ اصل ہی لفظ بالذات کا ترجمہ ہے۔ لفظ اصل ذات کے معنی ہیں آتا ہے یا نہیں اس کے متعلق ہے شراخی استیشارات پیش کیے جاسکتے ہیں۔ یہاں ہم اتنا عرض کر دینا کافی سمجھتے ہیں کہ خصوصاً اسی کتاب محمد بن الحنفیہ میں تو لفظ ذات اور لفظ اصل ہر جگہ ایک ہی معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ یہ عبارت ملاحظہ ہو۔ نا تو توہیدی صاحب لکھتے ہیں :-

”یہ بات اس بات کو مستلزم ہے کہ وصفت ایمانی آپ میں بالذات ہوا اور مؤمنین میں بالعرض آپ اس امر میں مؤمنین کے تکی میں والد معنوی میں۔ یعنی اوروں کا ایمان آپ کے ایمان سے پیدا ہوا ہے اور آپ کا ایمان اوروں کے ایمان کی اصل ہے۔“ الخ۔

(تقدیر اناس ص ۱۱۱)

تو یہاں ذات کا بدل اصل اور اصل کا بدل ذات موجود ہے۔ افسوس کہ اگر سنبھل صاحب ہمارے سامنے ہوتے تو ہم ضرور عرض کر دیتے کہ یا تو دیوبندی علیحدت کا یہی دوا ایسا ہے اور یا پھر ایمان داری کا نظام ہی نہیں۔ یہ فرق دیوبندیوں کے جابلانہ اعراض کا اصل جواب تھا۔ اب ہم عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ملان صاحب کا لفظ بالذات سے مفاد اٹھانا ہی اسے کاربہ۔ کیونکہ اگر اسے قید احترازی تصور کر کے بقول سنبھل صاحب یہاں بطور مضمون بخلاف بالعرض بھی ملحوظ ہوتی تو تقدیر اناس کی یہ عبارت کا یہ حصہ کہ :-

”پھر مقام حد میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔“

یہ عبارت بالکل بے کار ہو جاتی ہے کیونکہ ختم زمانی کی فعلیت بالعرض کی صورت میں بھی ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کا مقام حد میں فرمانا تو پھر بھی صحیح ہو جائے گا چونکہ نا توہیدی بالکل ہی ختم زمانی کی صورت میں آیت مذکورہ کو مقام حد میں صحیح سمجھتا ہے۔ اس لیے واضح ہے کہ اس کے نزدیک نہ بالذات نہ بالعرض کوئی بھی فعلیت موزون نہیں اور اس کے ثبوت کے لیے اس کی دوسری بے شمار عباراتوں میں سے بطور توثیق یہ عبارت ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں کہ :-

”بر تقدیر عاقبت زمانی انکارا تہ مذکور میں قدر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ اعتراض نہیں۔“ الخ۔

(تقدیر اناس ص ۱۱۲)

یہاں نہ بالذات نہ بالعرض ہر قسم کی اعتراضات (فعلیت) اسے انکار ہے۔ وہ یہ تو منظور صاحب جو دل

چاہے یا نہیں مگر کا۔

کیسے بات جہاں بات بٹا نہ بنے

رسالہ چراغِ نسنت کا فریب گر ٹھہ

صاحب، چراغِ نسنت، نے کوئی نئی بات نہیں کہی۔ بلکہ اپنے کدِ آبِ پیشیا سنبھلی کی دروغ گوئیوں کی تصانیف فرماتے ہیں:-
 یہ عبادت جو ربیوں کے بزرگ نے یہاں لکھی ہے۔ یہ عبادت اس کتاب میں سر سے موجود ہی نہیں۔
 البتہ یہ لفظ موجود ہے ۱۱۱/۱ (چراغِ نسنت ص ۱۳۴)
 پھر فرماتے ہیں:-

ایک لفظ جہاں سے اٹھاؤ دوسرا پاں سے الگ۔ (ص ۱۳۴)

میں تو لکھتا، چراغِ نسنت، کی یہ عبادت پر مابین و جزو و تعجب ہے کہ جس شخص کی عبادت اور لفظ کے معنی کا یہی پتہ نہیں، وہ امت و مذہب کا مصنف سمجھتا ہے۔

اعوذ باللہ انت اکون من الجاہلین۔ کیوں حضرت؟ لفظ تو محمد پر ان میں اسی طرح موجود ہیں۔ تو فتح عبادت کی مسجد شید گج کے بدلے وصول شدہ سبز نوٹوں کا نام ہے یا پاکستان کی مخالفت میں انگریزوں اور ہندوؤں کے چندوں کا نام ہے۔ یاں تو فرمائیے کہ یہ عبادت "عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا یا نہیں مٹتی ہے کہ آپ کا زمانہ انیسائے سابق کے زمانے کے بعد اور سب میں آخری نبی ہیں" انہی انہی سب کا کیا دوبندی حساب سے ابھی تک ایک لفظ ہو جائے۔ کیا دوبندی سب کے سب ایسے جاہل ہیں کہ آپ ایسے جھوٹ بول کر بھی ان کو مطمئن کر لیتے ہیں کہ قرآن کی حمایت میں لٹنے پاؤں بیٹے وقت کچھ بھی خوب خدا نہ آیا۔ زندگی چار روز ہے۔ آخر کار با خدا۔

چوتھے خان صاحب نے اس موقع پر نقل کئے ہیں۔ ان کا اسبق والی خدع کروا بیٹے

(فیصد کن مناظرہ ص ۵۵)

الجواب :- اگر دس سو دو دھ کی کہنے منہ داسے دی گئے ہیں ڈال دیا جائے اور اس دیکھنے کے منہ پر لکھی دیکھ کر ایک تا کہیں ختم نہ ہو کہ ایک نوٹی ایک تو کہ کی اس ٹکڑی میں یا نہ دھ کرو دھ میں شکلا دی جائے پھر کسی مسلمان کو اس دودھ میں سے پلایا جائے وہ کہے گا کہ میں اس دودھ سے ہرگز نہیں پیوں گا۔ کیونکہ سب

حرام ہو گیا۔ چنانچہ والا کہنے لگا کہانی اس سیر و دھرم کے آٹھ سو توڑے ہوتے ہیں۔ آپ فخط اس بوٹی کو کیوں دیکھتے ہو۔ دیکھو اس بوٹی کے آگے دیچھے دائیں بائیں اور نیچے چارائیں گہرائی میں دو دھری دھری ہے۔ وہ مسلمان بھی کہے گا کہ یہ سارا دو دھری خنزیر کی ایک بوٹی کے باعث حرام ہو گیا۔

(حق پرست علماء کی موروث سے نارا ملے۔ مصنف احمد علی دیوبندی لاہوری ص ۱۸)

بالکل یہی قصہ محمد قاسم صاحب کے ماسبق والحق کا ہے کہ قرآن اُن کے ماسبق والحق میں کس قدر ہی اچھائی کیوں نہ ہو اس سوری کی بوٹی نے ان کے سارے الحق و ماسبق کو خواب کر دیا ہے۔

فریب۔ مولوی محمد قاسم صاحب کی دوسری عبادت میں ختم نبوت زمانی کا اقرار ہے تو پھر اب یہ بہتان کیوں لگاتے ہو کہ وہ ختم نبوت زمانی کے منکر ہیں۔ چنانچہ آپ کی اسی کتاب اور دوسری کتب کی دوسری تقریحات سے یہ امر ثابت ہے۔

(خداوند اعز از جن جنسہ کن مناظرہ ص ۱۰۶ فر ۱)

الجواب۔ مولوی صاحب خواہ کچھ ہی تقریریں کرتے رہیں۔ ہمیں تو ان کی ان قابل اعتراض کفریہ عبارات پر اعتراض ہے۔ اس کفریہ کی عبارت کی صفائی میں اس کی دوسری عبارات چینی کرنا تو ایسا ہے۔ جیسا کہ مرزا صاحب کے واسطے نبوت والی عبارات کی صفائی میں اس کی ”ہر نبوت را برود شد اتمام“ والی عبارت پیش کر کے مرزا علی جان پچاتے ہیں۔ جہ حال وہ عبارت سوری کی بوٹی ہے۔ جس سے سارا دو دھری حرام ہے۔ اپنے ہی شیوا احمد علی صاحب کا مندرجہ بالا دو دھری اور سوری کی بوٹی والا فیصلہ دیکھ لیجئے اور یہ تو بالکل ایسا ہے کہ جیسے کوئی بد مذہب کہہ دے کہیں نماز کو فرض مانتا ہوں۔ لیکن اقموا الصلوٰۃ سے صرف نماز کی فرضیت کو نہیں مانتا بلکہ ایک عام منہوم مولانا پل جو کہ ہر قسم کی عبادات نماز روزہ وغیرہ پر شامل ہو جائے ہی نانوتوی صاحب خاتم النبیین سے صرف ختم زمانی کے منکر ہیں۔ تو جیسے اقموا الصلوٰۃ سے صرف فرضیت نماز کے منکر کا جھال ہے وہی نانوتوی صاحب کا ہے اور خود مولوی حسین احمد دیوبندی اس امر کا اقرار کرتا ہوا نکلتا ہے۔

”معلوم کہ ناچلیہ کے آیت و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین کی تفسیر میں عام مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ مرزا خاتمیت سے فقط خاتمیت زمانی ہے۔ حقیقت مرقی تمہیں حضرت مولانا نانوتوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس چہرے کا ذکر فرما رہے ہیں۔“

(ارشاد آفتاب ص ۱۸)

فریب۔ صاحب تحذیر ان سے خاتم سے خاتم زمانی مراد لینے کو عام کا خیال نہیں بتلایا بلکہ صرف خاتم زمانی میں ہرگز نہ کو عام کا خیال بتایا ہے۔۔۔ الخ۔ (ذیہ کن مناظرہ ص ۱۰۶)

الجواب۔ استغفر اللہ من الکذابین۔ انسان کو رجوت بولتے ہوئے کچھ تو خوف خدا

گرتا چاہیے۔ کیا تخریر اناس کی اس کفر پر جاریست میں کوئی ایک بھی لفظ دکھا سکتے ہو کہ جس میں صحر کرنے کے معنی ہو۔ وہ تو صاف نکلا ہوا ہے کہ تمام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہو تا یاں یعنی ہے البتہ کہ اس میں کوئی لفظ صحر وغیرہ ہے جس سے صحر کی نفی کی ولادت ہو۔ نیز یقیناً صحر کی خاقیت ذاتی توبہ شمار دوسرے دلائل سے ثابت ہے جس پر سب کا ایمان ہے۔ مگر اس آیت خاتم النبیین سے خاقیت زمانی کے علاوہ کوئی اور خاقیت نکالنا آپ کے مولوی علمائے دیوبند بھی کفر تسلیم کر چکے ہیں۔ چنانچہ مولوی محمد شفیع مفتی دیوبند تصریح کرتے ہیں،
 آپ نے فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اس پر اجماع کا اعلان ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہی بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے مراد ہے پس ان لوگوں کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے جو اس کا انکار کریں اور یہ عقلی اور ایمانی حقیقہ ہے۔
 (مجموعہ فتاویٰ اسلامیہ دیوبند، ص ۱۷، مضافہ محمد شفیع دیوبندی)

مولوی محمد شفیع کی اس تصریح سے بالکل حیاں ہو گیا کہ آیت خاتم النبیین کے صرف ظاہری معنی پر ایمان لانا بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے فرض ہے اور اس ظاہری معنی میں تاویل یا تخصیص کرنے والا کافر ہے اور ظاہر ہے کہ اس کا مفہوم ظاہری وہی ہے جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لاینبی بعدی سے ارشاد فرمایا۔ کیا کوئی ناعاقبت اندیش کہہ سکتا ہے کہ صاف اللہ کے خاقیت ذاتی بھی اس آیت کا ظاہری مفہوم تھا۔ مگر حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کریمہ سالہ ظاہری زندگی میں یہ ظاہری مفہوم سمجھنے سے ہی قاصر رہے معلوم ہوا کہ اس کا ظاہری مفہوم صرف خاقیت زمانی ہے اور یہ آیت اسی میں مختصر ہے اور اس صحر کو تو ذکر اس کے ظاہری معنی میں تاویل کرنا جس طرح کفر و کفرانے کی ہے یہ صحر کفر ہے اور لفظ یہ کہ خود مولوی محمد قاسم نے تسلیم کیا کہ یہ معنی جو اس نے کلمے میں یہ نیز سو سال میں کبھی کسی نے بھی نہیں کئے، لکھا ہے۔

گاہ باشند کہ کوک ناداں

بشلف برہوت بن نہ تیرے

یعنی اجماعی حقیقہ اور اجماعی معنی کا منکر صرف یہی کوک ناداں ہے تو اس کے کفر میں کیا شک ہے؟

دیوبندی فرقہ کے اس ذمہ دار مفتی کی اس تصریح کے بعد خاتم النبیین کے اس معنی پر اجماع ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے پہلے اور آخری نبی ہیں اور اس کے اس معنی میں تاویل یا تخصیص کرنے والا کافر و کفرانے والا ہے تا تو ہی کے کفر و کفرانہ اور کسی اور تصریح کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اگر مزید وضاحت کی ضرورت ہو تو یہ کہ پاکستانی دیوبندیوں کے ایک سب سے مشہور مولوی کی صاف تصریح است ملاحظہ کیجئے۔ مولوی اوریں کا نہ صحر فی الحال مدرسہ اشرفیہ لاہور اپنی

کتاب مسک الحکم فی غم النبوة علی سید الانام میں آیت خاتم النبیین کے معنی کے مستثنیٰ آخری فیصلہ کرنا ہوا نکلتا ہے۔

(۱) قرآن وحدیث سنہ یہ اعلان کر دیا کہ آپ آخری نبی ہیں الخ۔

(ملک الخاتم النبیین ص ۱۳۱)

(۲) لفظ خاتم جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہوگا۔ تو اس کے معنی صرف آخر اور ختم کہنے والے کے ہوں گے۔ لہذا آیت مذکورہ میں چونکہ خاتم کی مضافیت نبیین کی طرف ہو رہی ہے۔ اس لئے اس کے معنی آخر النبیین اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے کے ہوں گے۔ (ص ۱۳۱)

(۳) خاتم النبیین کے جو معنی ہم نے بیان کئے ہیں آخر النبیین کے تمام ائمہ لغت اور علمائے عربیت اور تمام علمائے شریعت عہد نبوت سے لے کر اب تک سب کے سب ہی معنی بیان کرتے آئے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک حرف بھی کتبہ تفسیر اور کتب حدیث میں اس کے خلاف نہ لے گا۔ (۲۰)

(۴) ہم مزید توضیح کے لیے اس آیت کی دوسری قرائت پیش کرتے ہیں۔ وہ قرائت یہ ہے و لکن نبیاً ختم النبیین۔ یہ قرائت حضرت عبداللہ بن مسعود کے ہے جو خاتم تفسیر پر تیرہ میں منقول ہے۔ اس قرائت سے وہ تمام روایات اور تحفیات بھی ختم ہو جاتی ہیں۔ جو روایاتی جماعت نے خاتم النبیین کے لفظ میں کی ہیں (ص ۱۳۱) (۵) واضح ہو گیا کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہیں۔ (ص ۱۳۱)

(۶) ناخاتم النبیین کے بعد لاجب تعبدی کا اضافہ اس امر کی طرح دلیل ہے کہ خاتم کے معنی مہر نہیں بلکہ آخر کے ہیں (ص ۱۳۱)

(۷) خلاصہ کلام یہ کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ہی ہیں، جس نبی پر یہ آیت اتری اس نے اس آیت کے ہی معنی سمجھے اور کہا اے اور جن صحابہ نے اس نبی سے قرآن اور اس کی تفسیر سنی انہوں نے بھی ہی معنی سمجھے۔ فمن شارق فلیؤمر ومن شارق فلیکفر (ص ۱۳۱)

(۸) خاتم النبیین اور خاتم النبیین کے معنی ہیں آخری نبی۔ (ص ۱۳۱)

(۹) خاتم النبیین سے یہی مراد ہے نہ کچھ اور وہ احادیث جن میں آپ کے آخری نبی ہونے کا ذکر ہے اور وہ بھی وہی حقیقت خاتم النبیین کی ہی تفسیر ہیں اور بہت سی ہیں۔ (ص ۱۳۱)

(۱۰) اور ایسی حدیثیں جن میں آپ کو آخری کہا گیا ہے، چھ ہیں۔ اس قدر زبردست شہادت کے ہوتے ہوئے کسی مسلمان کا نہ محضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے سے انکار کرنا نیات اور اصول دین سے انکار ہے۔

(۱۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار اصولی دین کا انکار ہے اور خاص ہے کہ اصول دین کا

۱۷۲) اب سوال یہ ہے کہ.... غزوہ اہل صاحب نبوت کے دلی تھے اور دھونسوں اور اعدائے دین کے آگے ہی چلنے کے مشورے تھے۔ تو مرنے والے صاحب اس اصول دینی کے انکار کی تباہ کاریوں کو چھوڑنے کا ارادہ نہیں کیا..... اور اگر تہیں تو باوجود اصول دین کے انکار کے کیوں کافر نہیں اور اگر نہیں تو ان کی تکفیر کا اعلان نہ ہو رہی ہے۔ تاکہ کو نام کو اشتباہ نہ رہے۔ (۲۹۵)

۱۱۳) لغت اور محاورہ کا عرب کے اقتدار سے خاتم النبیین کے معنی آخر انبیین کے ہیں۔ (صفحہ ۴۵)

دوسرا لائحہ بندی اور خاتمہ النیبیین کے مفہوم اور اس میں کوئی فرق نہیں اور اس میں یہ کہ
 نبیین بھی مطلب ہے جو خاتمہ النیبیین کا ہے۔ اختتام نبوت پر وہی لفظ یگانہ طور پر ولادت کر سکتا ہے وہ
 (۲) مظلوم جو کہ کثرت نبوت امت محمدیہ کا اجمالی عقیدہ ہے۔۔۔ کہ نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی
 اور آپ آخری نبی ہیں۔ (۳)

صاحب مسک الخاتم کی ایسی بے شمار فیصلہ کن تقریحات میں سے صرف یہ بندہ خوشہ حاضر نہیں۔ آپ ان خداداد خصوصیات کا دوبارہ نظر فرمائیں تو یہ حال آپ کو نہیں بہر جائے گا کہ دیوبندی فرقہ کے اس ذمہ دار صنعت کو کسافت اور کرا کر چاہے کہ آیت حاتمہ النبیخین میں لفظ خاقلانین کا معنی حرفت آفرانین ہے اور یہ آیت حرفت اس میں خاتم زمانی منصوص ہے۔ چنانچہ تخریج مآ و مشکے الفاخر (حرف) اور (کی) اس امر کا واضح اثر ہے۔ نوٹ ہیں اس ان تقریحات سے

نتیجہ یہ نکلا کہ :-

۱۔ اس اہانت و کفر رسول اللہ و خاتۃ النبیین کے معنی آخری نبی کے ہیں اور یہ آیت صرف اسی معنی فقر زمانی میں ہی سمجھو رہے۔

۲۔ جو شخص خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے کوکھ کا خیال بنائے اور انکار کرے کہ خاتم النبیین کا معنی ذاتی یا عام نبی یا افضل نبی کرے اس کے معرفت اس نعمتی یعنی اور اجالی معنی آخر زمان نبی سے انحراف کرے یا اسے سب سے فضیلت بنائے وہ یقیناً کافر ہے، مگر تو سب سے بڑے ایمان سے اعتراف ہے۔

۳۔ مرفاعلام مسند بھی اس وجہ سے مرقوم ہوا تھا کہ اس نے خاتم النبیین کے معنی انہی ہی کو علامہ غیبیت پر محمول کر کے خاتم النبیین کے معنی ذاتی و مرتبہ نبی کے ٹکڑے تھے، ایسے شخص بھی اس آیت کے اس معنی سے متخلف ہو کر کوئی اور تعظیم یا ناول کرے گا وہ غیب کا خزانہ مرقوم ہو گا۔ اب یہ

مکھونا خدا سے کہ ننگرا کھادے
میں طوقاں کی ضد دیکھنا چاہیے ہوں

مولوی کا نہ صولی کی تصریحات کو ایک دفعہ پھر ملاحظہ فرمائیے اور

اب دیوبندیہ کے اہم نانوتوی کی یہ ناپاک عبارات پڑھیے

۱۔ سو تو اہم کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا یں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ تمام دنیا رسالت کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل جہم پر رو سخن ہو گا کہ تقدم یا تاخر کا نہیں بلکہ ذات کچھ حیثیت نہیں۔ پھر مقام مدین میں ولادت مرسل اللہ وخاتم النبیین فرما اس صورت میں کہ کچھ صحیح ہو سکتا ہے (تجدید اناس مس)

۲۔ اگر حقیقت یعنی انصاف ذاتی بوجہ نبوت لیجئے، جیسا اس مجددان نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی اور مقصودہ بالخلق، الہ۔ (تجدید اناس مس)

مولوی نانوتوی باقی دیوبندی کی ایسی بے شمار تصریحات سے جن میں اس نے خاتم النبیین کے حتیٰ آخر النبیین سے انحراف کر کے ذاتی اور مدنی نبی کے گھڑے میں معرفت یہ دو تو نے حاضر خدمت میں بیان عبارات کو اور اس کی عبارات خصوصاً فیہم، الاستعداد کے پڑھنے اگر آپ بھی کوئی بدبخت انسان کیسے نکال کر نانوتوی نے خاتم النبیین کے معنی آخری نبی سے انحراف نہیں کیا یا مرزا غلام احمد کی طرح نانوتوی کو نہیں تو پھر اس کی اس اکابر پرستی پر ہم انسانیت کی شرافت اور ایمان و خیال سے اپیل کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اس سے بڑھ کر دنیا بھر میں اسلام کا بدترین دشمن کوئی بھی نہ ہو گا۔ زمانہ اور ضد کرنا یہ تو دیوبندیوں کے میں کی بات ہے مگر ہم اپنے خریفانہ اندھا دہی سے سبکدوش ہو چکے ہیں اور گو ہم سراسر ماضی و خطا کا ہیں مگر انشاء اللہ اس مسئلہ میں اہل اسلام اور دیوبندی کا فیصلہ ہم محشر خدا تعالیٰ جل شانہ کی یہ لگت عدالت اور اس کے حبیب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کے حضور ہو گا۔ اللہم اعفولنا واسخرقنا شفاعتہ بجزمتہ الشیخ السید المرشد مہر علی صاحبہ اللہ علیہ ایداً ابداً۔

گنگوہی کے فتوے تکذیب باری تعالیٰ کے متعلق

قریب ۱۔ حضرت گنگوہی مرحوم کی طرف کسی ایسے فتوے کی نسبت کرنا سراسر افتراء و بہتان ہے الخ۔ بحمد اللہ ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مرحوم کے کسی فتوے میں یہ الفاظ موجود نہیں ہیں

علم نہیں۔ (معاذ اللہ) اسی طرح اگر علم جتنا وہ اس و غیرہ کمال نہیں تو بتاؤ یہ علوم خدا تعالیٰ کو ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو پھر کیا خدا کو بھی معرفت عدم کمال سے متصف نہ ہونگے اور اگر ہیں علوم خدا کے لیے کمال ہیں۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی کمال ہیں گئے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ذات و صفات الہیہ کے منظر اقم ہیں۔

قریب :- مولوی خلیل احمد نے شیطان کو حضور سے وسیع العلم نہیں کہا۔

(فیصل کن مناظرہ)

الجواب :- مولوی خلیل احمد کے الفاظ یہ ہیں۔ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نفس سے ثابت ہوئی۔ مگر عالم کی وسعت علم کی کوئی نفس قطعی ہے۔

یہاں تو وسعت کا لفظ موجود ہے اور تم کہتے ہو کہ وسیع العلم کہا ہی نہیں۔ ابیہا قبول ہے مولوی خلیل احمد نے صاف لفظوں میں شیطان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وسیع العلم مانا ہے۔ اب اپنا یہ فیصلہ خود پروردگار کے ۱۔ ان دو سروں کو اکثریت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ وسیع العلم کہہ دینا امتحانی بلاغت اور اعلیٰ درجے کی حماقت اور ضلالت ہے۔ (فیصل کن مناظرہ ص ۱۱۱، سطر ۱۱)

۲۔ کون امتحان اور شیطان کا کون سا امتحانی ہو گا جو ان علوم غیبیہ کی وجہ سے شیطان کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی دوسرے نبی علیہ السلام سے زیادہ وسیع العلم کہہ دے۔

(فیصل کن مناظرہ ص ۱۱۱، سطر ۱۱)

اب جناب ہی فیصلہ فرما دیں کہ جناب کے پیشوا اس کے امتحانی ہو گئے۔

قریب :- مولوی محمد السید صاحب بھی نایاب مقامات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لائے کا ذکر نہیں کرتے۔ (فیصل کن مناظرہ ص ۱۱۱)

الجواب :- علم اور حاضر ہونے میں فرق ہے۔ کیونکہ حضور سے مراد حضور صمدی بھی ہوتا ہے اور یہی مولوی عبدالحق صاحب مرحوم کی مراد ہے۔ نیز کیا چیز کا عدم ادعا اس کے عدم علم مستلزم ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو انوار اسلام کی عبارت میں صرف دو اسے کی نفی ہے۔ اس سے دیوبندیت کو یہ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔

قریب :- شیطان کے لئے صرف علم عطا فرمایا گیا ہے اور خیرک علم ذاتی کے اثبات کو کہا گیا ہے۔

(فیصل کن مناظرہ ص ۱۱۱)

الجواب :- مولوی خلیل احمد کی اس کفریہ عبارت میں قطعاً ذاتی و عطا کی کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ جناب

کا سرا اترتا ہے۔ مولوی عبد السید صاحب سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم عطا کی کا ہی اثبات فرمایا ہے۔ جس کے جواب میں مولوی خلیل احمد صاحب اسی وسعت عطا کی سے منکر ہو کر ایمان برباد کر بیٹھے۔

فریب و غری کا علم بھی کسی نبی سے بڑھ سکتا ہے۔ چنانچہ امام رازی فرماتے ہیں: ویجوز ان یکوت
عبد اللہ بنی فوق النبی فی علوم۔ الخ۔ (فیصل کن مناظرہ ص ۴۸)

الزامی جواب :- یہ بھی بالظاہر قریب ہے۔ جو کہ دوبندی کے شیخ احمد ریش کے لئے ہی قریب ہے۔ یہ عبارت
یا اس قسم کی دوسری عبارات جن میں یجوز یا ممکن۔ کا لفظ آتا ہے۔ (قطع نظر اس کے کہ ہمارے نزدیک
ایسے یجوز یا ممکن کا کیا حال ہے اور ایسے یجوز یا ممکن کہنے والے کون ہیں) مگر ہمارے لئے تو یہ یجوز بھی مفید نہیں۔
کیونکہ یہاں صرف امکان مراد ہے اور ہمارا اعتراض تسلیم و قریب ہے۔ یعنی ہمارے مولوی ضلیل احمد صاحب حضور
صلی اللہ علیہ وسلم سے شیطان کی وسعت علمی کا وقوع مان چکے ہیں اور اس کے جواب میں ہم امکانات کی عبارات
پیش کر کے جان چھوڑنا چاہتے ہو۔ اگر ہمارے نزدیک امکان اور وقوع ایک ہی چیز ہیں جیسا کہ ہمارے اس رویہ
سے ظاہر ہے۔ تو یہ کہ وہ تمام دوبندیوں و بایوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل نبی کا پیدا ہوتا ممکن
ہے۔ چنانچہ آپ کے مولوی اسماعیل صاحب لکھتے ہیں :-

”اس شخصہ کی پریشان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چلبے تو کہوں نبی اور ولی اور
جن و فرشتہ جبرائیل اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل پیدا کر دے۔“
(تقریب الامانیہ ص ۳۳، مسئلہ ۱۶)

اور پھر اس کی وضاحت کرتا ہوا صاف لکھتا ہے :-

”پس وجود مثل صلی اللہ علیہ وسلم داخل باشد تحت قدرت الہیہ و ہر المطلوب و ثانیاً آنکہ وجود مثل بندہ کو
مشی ممکن است و ہر شی ممکن بالذات داخل است قدرت الہیہ۔ الخ۔“

(زبدی مصنف مولوی اسماعیل صاحب ص ۱۳، مسئلہ ۱)

ان ہر دو عبارات سے صاف ظاہر ہو گیا کہ دوبندیوں کے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آپ ہی
جیسا کہ احمد و محمد پیدا ہونا ہر طرح ممکن ہے۔ اب دیکھئے مرزا غلام احمد دلائے گرتا ہے کہ میں ہی محمد و احمد ہوں۔ ۵

ہو م نیز احمد حضرت
در ہم حساب ابرار

(روشن دیوان قادیا فی ج اول ص ۲۰)

تو اب فرمائیے کہ مرزا غلام احمد مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقوع کا دعویٰ کرتا ہے اور آپ کے تمام دوبندی
مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امکان مان چکے ہیں۔ تو کیا مرزا کا دعویٰ محض دعوے مثل محمدیہ و وسعت مان لوگئے؟ ہمارے
قاعدے کے مطابق تو یہ دعویٰ ہر طرح درست ہو جائے گا کیونکہ جس طرح وقوع و وسعت علمی کے ثبوت میں امام

راز و چوکی عبادت امکان پیش کر کے اپنی جہالت کا ثبوت دے چکے ہو۔ اسی طرح مرزا بھی اپنے دھڑلے جھگڑا احمد
ہوئے کے ثبوت میں تمہارا احمقہ امکان نظرِ محضت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کر کے اپنا اُلو سیدھا کر چکا ہے۔
بیز و کھو تم خود امکان جھوٹ کے خدا کے لئے مدعی ہو چنا چنانچہ امکان کذب تمہارا مشہور مسئلہ ہے۔ تو اگر تمہاری
برادری کا کوئی آدمی یہ کہہ دے کہ میں تو خدا تعالیٰ کے لئے جھوٹ کا وقوع مانتا ہوں اور اس کیواس کے ثبوت میں
تمہارے خداؤں رشیدین از علما اور براہین قاطعہ صحت اور جہدِ الحق و حق کی عبادت امکان کذب پیش کر کے اپنا مطلب
نکال پہنچے تو یہ علمائے دیوبند کی ہی عالمانہ فریب کا دیوں کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ نیز اس سے قولِ ازم آئے گا کہ واقعی تم وقوع
کذب بات کے قابل ہو کر یہ کہہ دو کہ اور امکان تمہارے نزدیک شیءِ دھار ہے اور امکان کے تم تصدق ملے ہو۔ بہر حال
تمہارے لئے امام رازی کی عبادت ہرگز مفید نہ ہوئی ورنہ تمہاری ہی خبر نہیں۔

الجواب ہے پاؤں یا رکاز لعل و درازیں

لو آپ اپنے دامن میں حکمت و آگیا

تحقیق جواب

ہے کہ کہنے شیطان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے برتر ثابت کرنے اور
مرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لینے کی فریقت ثابت کرنے کے لئے
امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی تفسیر کو یہ کہہ کر اس میں شک کی ہے۔ کیونکہ امام رازی سنہ ۷۱۰ ہجری
یجود میں اسے ایکویں غبارِ السبئی یعنی طرف سے نہیں بلکہ ان بعض لوگوں کی طرف سے ظنی ہے۔ چونکہ فوجد
عبدالامت عبادِ دامن اس عید کو بنی تسلیم نہیں کرتے اور لطف یہ کہ خود ان بعض لوگوں نے جب اس عید کو
غیر بنی قرار دے کر یہ قول کیا: یجود میں اسے ایکویں غبارِ السبئی ان تو انہیں خود اپنے اس خطرناک اصول سے
خطر لاحق ہوا۔ تو خود انہیں بھی اپنے اس اصول کو باطل قرار دے کر بلا کر گناہ کر کے۔

ان موسیٰ ہذا غبارِ موسیٰ صاحب النور اجماع التفسیر کی رت آیت فوجد عبدِ امن عبادنا

(پارہ ۱۰ جلد ۱۰)

اب بتائیے کہ جب وہ عید بھی بنی نہیں اور یہ موسیٰ بنی نہیں تو اب غیر بنی کی بنی پر مبنی و حقیقت کا سوال ہی نہ رہا
تو بتاؤ کہ کیا تم اس موسیٰ کو بھی بنی نہیں مانتے؟ تمہارے شیطان کو عباد سے بنی مصطلعہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم میں
برتر ثابت کرنے کے لئے مستحقِ ثبوت عبد کی وہ عبادت تو نقل کر دی مگر تمہیں کی دوسری عبادت نقل نہ کی کیونکہ
تم نے یہ خیانت نہیں کی۔ انت۔ اللہ لایہدی کیسدا الخائنین۔

مصنف "فیصلہ کن مناظرہ" و مصنف "چراغِ سنت" کی بیک ٹارگیٹ

مصنف چراغِ سنت تصویر سے شیعہ طائفہ کو قوی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ثابت کر کے خود اس پر ہی حاصل کرنے اور مصنف فیصلہ کن مناظرہ نے اسی شیعہ کی بارگاہ میں "منظور" ہونے کے لئے حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا نام پیش کر کے جس دہانت کا پتہ دیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے ہرے بڑے بڑے اٹھالی ہیر بھی دونوں حضرات کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ دیکھئے جس صفحہ سے ان دیوبندیوں نے بعض غیر معتبر لوگوں کے قول بجاوڑا لیا۔ عینوا البنی والی بدگوہاریات نقل کر کے شیطان کی وسعت علمی کی گنجائش نکالی ہے۔ اسی صفحہ پر امام حضرت رازی نے اپنا مذہب یوں سامنے فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں:

كُونِ الْخَضِرَا عَلِيَّ شَانَا مِنْ مَوْسَى عَنِي جَا نَزْلَانِ الْخَضِرَا اِمَامَانِ
يَقَالُ اِنَّهٗ كَانَ مِنْ بَنِي اِسْرَآئِيلَ اَوْ مَا كَانَ مِنْ بَنِي اِسْرَآئِيلَ قَانِ قُلْنَا
اِنَّهٗ كَانَ مِنْ بَنِي اِسْرَآئِيلَ كَانَ مِنْ اُمَّةِ مَوْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ لِقَوْلِهِ لَقَالَا
حَكَايَةً عَنْ مَوْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّهٗ قَالَ لِفِرْعَوْنَ اِرْسِلْ بَنِي اِسْرَآئِيلَ وَالْاُمَمَةُ
لَا تَكُونُ اَعْلَى حَالًا مِنْ النَّبِيِّ الْاَوَّلِ

(تفسیر کبیر امام رازی ص ۵۰ تحت آیت فوجدا عبد امون عبادنا پانچ آخر)

یعنی اُمت کسی حال میں بھی نبی سے برتر نہیں ہو سکتی۔

اب بتائیے کہ جس امام رازی کا یہ عقیدہ ہے کہ کوئی اُمت نبی سے کسی بھی صفت میں فوقیت نہیں رکھ سکتی۔ وہ عقیدہ خود اس امر کا کس طرح غافل ہو سکتا ہے کہ خود اللہ تعالیٰ ہی نبی سے کسی بھی علم میں برتر ہو جائے۔ دیوبندی صاحب شیطان لعین کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے برتر ثابت کرنے کے لئے ایسی خیانتیں کر رہے ہیں۔ رب عالمین کو ہر شے کا جواب دیں گے خدا انہیں جہنم بھیجے۔ آمین۔

تاہم ان خوار مشرکین کے یہ بولوی منظور صاحب دیوبندیوں کے چوٹی کے عالم ہیں۔ مگر ان کے علم و فضل کا اندازہ لگانے کے سبب حکیم الامتوں کے شانِ ملکیت کا خوب اندازہ ہو سکتا ہے۔

قبہ صحر کن دکنستان من بہار مرا

برائین قاطعہ کی پاک جہاد است کے متعلق دیگر خریب کاریوں کے جوابات اقہادات "دیوبندی مذہب" کی بحث میں ملائمہ فرمائیں یہاں خوفِ طوائف چھوڑ دے گئے ہیں۔

عہ اس اصول کے خود دیوبندی قائل ہیں کہ فیصلہ کن مناظرہ چراغِ مصنف و غیرہ۔ "فلسفہ علی سبیل الاتزام۔" (تولفت)

عبارت حفظ الایمان کے متعلق

فریب۔ تھانوی کی عبارت میں فقرہ "اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے" کے لفظ اس میں سے مراد مطلق بعض علم غیب ہے، حضور کا بعض علم غیب مراد نہیں، نیز "ایسا" کے لفظ سے بھی مطلق بعض غیب کا علم مراد تھا، ذکر سوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اقدس، الجواب۔

(مشور فریب دیوبندہ فیصلہ کن مناظرہ ۱۳۵۷ھ)

الجواب۔ ۱۔ تھانوی صاحب کی اس ساری عبارت میں کسی جگہ بھی مطلق بعض علم غیب کا ذکر نہیں ہے۔ لفظ "اس" غیر متعین ہے جس کا مرجع یقیناً وہی بعض غیب ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے مذکور ہے، اور اس سے پہلے حضور کی علم علی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب مذکور ہے۔ ذکر مطلق بعض علم غیب کیونکہ اول آپ کی ذات مقدسہ، دوم اس غیب سے مراد حضور ہیں جن میں چار قسم کی تخصیص ہے۔ یہ تمام الفاظ اس امر پر مراد وال ہیں کہ اس تمام عبارت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی بعض علم غیب کا ذکر ہے اور اسی کی کثرت مشروط ہے اگر یہاں حضور کا بعض علم غیب مراد ہی نہیں تو پھر تخصیص و عدم تخصیص کے لفظ کا کوئی مفہوم ہی نہیں رہ سکتا، اس عبارت میں یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی بعض علم غیب سے بحث ہے۔ چنانچہ جو انات کو تشبیہ و رسم کر یا ہے یہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی از حد تخصیص کی گئی ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی صفت مبارک کو حیوانات کی صفت سے تشبیہ دینا کفر ہے اور خود دیوبندیوں نے تشبیہ کو کفر مانا ہے، چنانچہ دیوبندیوں کے معتبر رسالہ "چراغِ سنّت" مصنفہ دیوبندیوں تصور میں تقریباً ۱۰۰ ہے۔ کہہ۔

دیوبندیوں کے احراق کا خلاصہ ہے، کہ لفظ "ایسا" معرفت تشبیہ کے لئے آتا ہے۔ اور یہاں معاذ اللہ حضرت تھانوی نے حضور کے علم کو جانوروں اور دیوانوں جیسا کہا ہے۔

(چراغِ سنّت ص ۷۸)

اس عبارت سے واضح ہے کہ اگر تھانوی کی عبارت میں "ایسا" تشبیہ کے لئے مانا جائے تو کفر ہے۔ چنانچہ "معاذ اللہ" کا لفظ ثابت ہے۔ اور اسی عبارت کے بعد دیوبندیوں نے اس لفظ کے دوسرے معنی بھی اسی وجہ سے نکالی کہ جانِ حیرت کی کوشش کی ہے کہ "ایسا" کو یہاں تشبیہ کے لئے مانا کفر ہے "اب" کہنے دیوبندیوں کے سب سے بڑے مولوی حسین احمد صاحب دیوبندی صاحب احرار کہہ چکے ہیں کہ لفظ "ایسا" یہاں تشبیہ کے لئے ہی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں

"لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے۔ اور (اشاب الثاقب ص ۷۸)

عروض سیاق عبارت اور سابق کلام ہر دونوں ہفت دلائل گوتے ہیں کہ نفس بمعنیات میں تشبیہ

واشباح ان شاق صلیب احمد ص ۱۱۱

دن جا رہی ہے۔

تو مولوی صلیب احمد نے تھانوی کی عبارت میں ایسا کوشیدہ کے لئے متعین کر دیا ہے اور دیوبندی ہی اقرار کر چکے ہیں کہ اگر ایسا یہاں متعین کے لئے ہو تو کفر ہے۔ اس پر چارعاہستہ "داسے نہایت خوش ہو کر اپنی مفت کے چارے سے تھانوی کی اور جنین احمد وغیرہ سب دیوبندیوں کے فرض امید کنڈر آتش کر چکے ہیں اور خود دیوبندی دیوبندیوں کے کفر سے کفر کا شکار ہوئے۔ "فردن المطرقام تخت المیزاب"

فہرست۔ حفظ الایمان میں مذکورہ بالا عبارت کے بعد لازمی نتیجہ کے طور پر یہ فقہ تھا کہ تو جانتے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔ خالصا جب نے اس کو بھی صاف ارادہ کیا کہ اس فقرے سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے اور فیصلہ کن منازعہ ص ۱۱۱

الجواب۔ یہ فقرہ کیا، اگر ایسے ہزاروں فقرے ہوں، تب بھی تھانوی صاحب کی کفر عبارت کو کفر سے سنیں نکال سکتے ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم الغیب کہنے یا نہ کہنے سے تو عین بیان بحث ہی نہیں، بلکہ اس کی اس کفر عبارت پر اعتراض ہے جو کہ تمام نقل کر دی گئی ہے اور اس فقرہ کے ہوتے ہوئے بھی یقیناً یہ عبارت کفر سے لیریز ہے، کیونکہ اگر کوئی دیوبندی مولوی اشرف علی صاحب کو عالم کہتے اور دوسرا شخص یہ کہہ دے کہ یہ تھانوی صاحب کو عالم نہ کہو، کیونکہ

حفظ الایمان کی عبارت کا مثالی فنوٹو

تھانوی صاحب کی ذات پر علم کا حکم کیا جانا اگر قبول دیوبندیہ درست ہو تو دریافت طلب امر ہے کہ اس علم سے مراد کل علم ہے۔ یا بعض علم وکل ہونا تو عقلاً و نقلاً محال ہے، اور اگر اس سے بعض علم مراد ہے تو اس میں تھانوی صاحب کی ہی کی تحقیق ہے۔ ایسا علم تو ہر کسے، بشرطہ کہ بھی حاصل ہے تو جانتے کہ سب کو عالم کہا جاسکے۔

اب بتائیے کہ یہاں "تو چاہیے کہ سب کو عالم کہا جائے" ملا کر بھی کیا جناب کو یہ عبارت منظور ہے، حالانکہ یہ عبارت بعینہ اسی مذکورہ بالا عبارت کا مکمل مثالی فنوٹو ہے۔ یا کوئی بد نیت یوں کہہ دے کہ۔

دوسرا فنوٹو۔ خدا تعالیٰ کی ذات مقدسہ پر قادر ہونے کا حکم کیا جانا اگر قبول اہل اسلام

صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس قدرت کے کل قیام پر قدرت مراد ہے، یا بعض پر کل ہی پر تو قدرت تو عقلاً و نقلاً محال ہے، کیونکہ ہر ایک باری اور اپنی موت و فنا وغیرہ محالات پر قدرت کا

تعلق ہی نہیں ہے، اگر بعض قدرت مراد ہے تو اس میں خدا تعالیٰ کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسی قدرت تو ہر جی و جنوں بلکہ جیسے حیوانات و جمادات کے لیے بھی حاصل ہے۔ جو چاہے کہ سب کو قاتل کر دے یا تو فساد ہی مٹائے دیوبند اگر اس پر سخت کاری کرے گا تو کھانا سے نزدیک درست ہوگا اور تھامے نزدیک یہ عبارت کیسا بے غار کہلائے گی۔ ہمارے نزدیک تو جس طرح اس عبارت میں خدا تعالیٰ کی توہین کا مرتکب ہو کر وہ شخص کافر ہو جائے گا۔ اسی طرح مذکورہ عبارت میں بھی تقاضا ہی صاحب حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو توہین کر کے مرتکب کفر ہوئے۔

فتریب بہ حفظ الایمان میں صلی اللہ علیہ وسلم چھاپا ہوا افتخار صاحب نے اس کو اڑا دیا۔
رفیصلہ کن منظرہ ۱۳۹۰ھ

الجواب دو۔ آخر ادا ہوا تو خیر دیوبندی علماء کا ایک محبوب مشفق ہی ہے مگر ایسا افتخار ہم نے کسی کی زبان پر نہیں سنا۔ مولوی منظور صاحب خدا کے لئے بنا جس کر کیا آخرت پر ان کا ذرہ برابر بھی ایمان نہیں اور عذاب الہی ایسے مذہم ہو گئے ہیں کہ ایسا سفید بھوت بول کر اپنی دیوبندی امت کو خوش کرے ہوئے انہیں ہی خیال نہیں آتا کہ غیر ہمارے دیوبندی مشفقین تو ہماری ملیت کا جنازہ لٹکتا ہوا دیکھ کر بھی ضرور خوش ہوں گے مگر ہمارا حضرت ان کے بھی ضرور جو ہیں۔ کیا وہ ہمارے اس جوش پر مطلع ہو کر دیوبندی مذہب کو مجھو کہ مذہب نہ سمجھیں گے۔

ناظرین کرام کو دعوت فیصلہ !!

ملاں سنبھل صاحب۔ حضرت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ پر الزام لگانے میں کہ انہوں نے حفظ الایمان کی عبارت نقل کرنے میں خیانتیں کی ہیں چنانچہ وہاں صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا ایمان صاحب نے اڑا دیا۔ اب ہم ناظرین کرام کی خدمت میں پڑھ کر اپیل کرتے ہیں کہ بندہ کے پاس حفظ الایمان کتب خانہ اعزازیہ دیوبند کی طبع شدہ موجود ہے ناظرین کرام تشریف لاکر ملاحظہ فرمائیں، اس کتاب میں ہرگز صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا نہیں ہے اور یہ دیوبندی کی طبع شدہ ہے تو ناظرین کرام ملاں سنبھل کے دجل و فتریب اور کذب و افتراء کی ساری حقیقت متکشف ہو جائے گی۔ یہ جھوٹ تو بالکل سامنے موجود ہے۔ ایسے ہی باقی جھوٹوں کا حال ہے۔ اور یہ فیصلہ کن منظرہ ہستانت فتریب و دجل اور مکر کا مجموعہ سمجھئے۔

اگر کوئی شخص ہمارے پاس موجودہ رسالہ حفظ الایمان میں اس جگہ "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھا ہوا دکھادے تو اس کو۔

مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام

دیا جائے گا۔ در ذرا بت ہو گیا کہ اہل سنت و جماعت نے ہرگز خیانت نہیں کی، بلکہ دیوبندی لائسنس یافتہ خاں میں سنبھل کی کتاب فیصلہ کن مناظرہ کے پڑے پڑے اعتراضات کا صفایا کر دیا گیا۔ اور اب بفضلہ تعالیٰ حسام الحرمین کی کارروائی بالکل بے غبار ہے اور سنبھل کی بعض فریب کاریوں کو بالکل نظر انداز کر کے اس نے ذکر نہیں کیا۔ کہ بعض تفسیر ادقات سے اور یہاں اختصار بھی ملحوظ ہے۔ اس لیے کہنا ظہر کر ام دیوبندیوں کی فریب کاریوں اور ان کے کئے کئے سے مکمل طور پر مطلع ہو چکے ہوں گے۔

دیوبندی مذہب کے چار مولویوں کی تکفیر تکمیل جانے والے عام سوالات (جوابات دیوبندی کتب سے)

سوال ۱۔ دیوبندیوں کے یہ پشوا مسلمان تھے اور مسلمانوں کو کیسے مرتد و کافر کہہ سکتے ہیں؟

الجواب ۱۔ اب تو اگر آپ بھی پرتابے کہ مسلمان ہونے پھر مرتد ہو گئے۔

(افاضات البیویہ مقامی ۱۱۳، ص ۱۱۳، ۱۱۴)

۲۔ دوسرے یہ بات تمام ہو چکی ہے کہ کافر شخص کا نام ہے جو مومن نہ ہو پھر اگر وہ غلام میں ایمان کا دعویٰ ہو تو اس کو منافق کہیں گے اور اگر مسلمان ہونے کے بعد کفر میں مبتلا ہو جائے تو اس کا نام مرتد کہاجائے گا۔

(مکتوزہ اسلام کی تہذیب، مہندہ مولوی محمد شفیع دیوبندی ص ۲۱)

۳۔ وان طرأ کفردہ بعد الاسلام خص باسم المرتد لرجوعه عن الاسلام

(اکثار المحدثین، مہندہ مولوی انور شاہ دیوبندی ص ۱۳۷)

سوال ۲۔ وہ کس وجہ سے کافر و مرتد ہو گئے تھے؟

الجواب ۲۔ اشارہ الی تکفیرہ بقسا دا اعتقادہ۔ یعنی عقیدہ خراب ہونے سے تکفیر کرتی ہوئے گی۔

(اکثار المحدثین، ص ۱۳۷)

سوال ۳۔ دیوبندی علماء کی عبادت کو پیش کرتے وقت ان کے آگے پیچھے کو تو کچھ نہیں جاتا۔ بس تھوڑی سی عبادت پر

کوڑ کا فقر سے لگا دیا جاتا ہے۔ حالانکہ تب باقی کتاب کا معقول اعلیٰ ہے تو اس مختصر کی وجہ سے کیا فرائض لازم آسکتی ہے؟

الجواب :- اگر دس سیر دودھ کسی کھلے منہ والے دیگ میں ڈال دیا جائے اور اس دیگ سے منہ پر ایک ٹکڑی رکھ کر ایک ناگرس خنزیر کی ایک بوتلی ایک تولہ کی اس ٹکڑی میں بانٹ کر دودھ میں منکادی جاسے پھر کسی مسلمان کو اس دودھ میں سے پلا یا جلے۔ دھکے لگائیں اس دودھ سے ہرگز نہیں پوئ گا کیونکہ سب حرام ہو گیا ہے۔ پلانے والا کھنے کا کہ بھائی دس سیر دودھ کے آٹھ سو توئے ہوتے ہیں۔ آپ فقط اس بوتلی کو کیوں دیکھتے ہیں۔ دیکھنا اس بوتلی کے آگے دیکھنا میں بائیں اور اس کے پیچھے پارائش کی گرائی میں دودھ کی دودھ ہے۔ وہ مسلمان بھی کھے گا۔ یہ سارا دودھ خنزیر کی بوتلی کے باہر حرام ہو گیا۔

اعلائے حق کی مودودت سے ناراضگی، مسند مولوی احمد علی دیوبندی لاہوری علیہ السلام تا آخر،
یہی قصہ دیوبندی مولویوں کی ناپاک عبارات کا ہے کہ اگر یہ ان کی کتب میں کیا کچھ نہ لکھا ہو۔ مگر جب ان کی یہ خفیہ عبارات درج ہے تو سارا دودھ حرام ہے اور دیکھئے اہل صواب کھتے ہیں:
"ایک شخص کسی خاندان کی بڑی تعریف کرے کہ آپ کا خاندان محبت ہی شریف ہے اور آپ کے والد صاحب بزرگ آدمی ہیں اور آپ کے دادا صاحب، شاد اشراق، قابل زیارت ہیں۔ آخر میں یہ کہہ دے کہ میں نے بعض لوگوں سے سنا ہے کہ آپ خلع واسے ہیں تو کیا اس آخری فقرے سے اس شخص کا دل قبل نہیں جلتا گا۔"

اعلائے حق کی دیوبندیت سے ناراضگی ص ۵۵، مسطر ۱۱

بغیر بھی حال ان نام نہاد خاندان اسلام ملائے دیوبند کا ہے کہ وہ اپنی کتابوں میں سب کچھ کہتے کے بعد خدا کے تعالیٰ جل ش : اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی ایمان سوز توہین کر جاتے ہیں کہ جس سے ان کا سارا بدن دھوا اڑتا دکھاؤ ہو گیا ہے۔

سوال :- دیوبندی کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں تو پھر مدنی اسلام کو آپ کا فریقوں کہتے ہیں؟
الجواب :- دوسری طرف تو بغیر یافتہ آزاد خیال جماعت ہے۔۔۔ وہ ہر مدنی اسلام کو مسلمان کہنا فرض سمجھتے ہیں۔۔۔ جس طرح کسی مسلمان کو کا فر کہنا ایک سخت پرخطر معاملہ ہے اسی طرح کا فر کو بھی مسلمان کہنا اس سے کم نہیں۔
دکھو اسلام کی حقیقت ص ۵۷، مسطر ۶

سوال :- کیا کسی شخص کو کا فر کہہ سکتے ہیں جو اسلام کا دعویٰ ہو؟
الجواب :- اگر کوئی شخص ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کرے یا کوئی ایسی ہی تاویل و تخریج کرے جو اس کے اجماعی معانی کے خلاف معنی پیدا کرے تو اس شخص کے کفر میں کوئی تاخیر نہ کیا جائے۔ (دکھو اسلام

کی حقیقت صلاً سطر ۸

(۱) جیسا کہ حق اسم سے عالم انبیس کے لیے معنی کئے ہیں جو کہ اس اجماع معنی کے خلاف ہیں۔

(۲) ضرورتاً وہیں کا انکار کرے وہ قطعاً یقیناً تمام مسلمانوں کے نزدیک مرتد ہے کا فر ہے۔
راشد الغاب مولوی رفیع حسن چاند پوری ناظم دیوبند

(۳) ولا نزاع فی الکفار منکر شی من ضرورت دانت وین

راشد الغاب مولوی رفیع حسن چاند پوری ناظم دیوبند

سوال :- دیوبندی تو کعبہ معظمہ کو اپنا قبلہ سمجھتے ہیں، کیا دین کرتے ہیں، خدا کو مانتے ہیں، رسول کو مانتے ہیں، الٰہی نبیؐ نمازیں پڑھتے ہیں اور خشوع و خضوع سے عبادت الٰہ نہیں مشغول رہتے ہیں، تو عیسے کے عاشق اور اسلام کے سچے خادم ہیں، ایسے لوگوں کو کافر کیسے کہا جاسکتا ہے؟

الجواب :- (۱) اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ اہل قبلہ میں سے اس شخص کو کافر کہا جائے گا جو اگرچہ تمام علم طاعات و عبادات میں گزرا ہے مگر عالم کے قدیم ہونے کا اعتقاد رکھے۔ اسی طرح وہ شخص جس سے کوئی چیز موجب عتاب میں سے صادر ہو جائے۔
راشد الغاب مولوی رفیع حسن چاند پوری ناظم دیوبند

(۲) لا خلاف فی کفر المخالف فی ضرورت دانت وین کان من اهل القبلة
المواظب طول عمر علی الطاعات۔

راشد الغاب مولوی رفیع حسن چاند پوری ناظم دیوبند

سوال :- دیوبندی حضرات تو نماز روزہ کے پورے پابند اور دین اسلام کے سچے پرستار ہیں نماز پڑھتے روزہ رکھتے والے شخص کو کافر نہ مانتے ہیں تو اور کیا ہے؟

الجواب :- (۱) دعائے اسلام و صلوات و نماز و عیام (روزہ) و استقبال بیت الحرام، یہ سب احکام اسلام کے لئے کافی نہیں، جب تک کہ ان موجبات سے تائب نہ ہو جائے۔
راشد الغاب مولوی رفیع حسن چاند پوری ناظم دیوبند

(۲) دعائے اسلام کی حقیقت صلاً سطر ۲۰
مسئلہ :- دیوبندی کفر کے ہوتے ہوئے محض دعائے اسلام و صلوات و عیام و استقبال بیت الحرام ترتیب احکام اسلام کے لئے کافی نہیں، الخ۔
(۱) یاد رہے انہوں نے کوئی ایسی تحریر لکھ دی کہ جس سے قربانی لازم آئے۔ مگر ان کو کافر تو نہ کہا جاسکتا ہے؟

سوال :- دیوبندی خدا اور رسول کو مانتے ہیں۔ تو اگرچہ انہوں نے کوئی ایسی تحریر لکھ دی کہ جس سے قربانی لازم آئے۔ مگر ان کو کافر تو نہ کہا جاسکتا ہے؟
الجواب :- ومخالف هذا لا جرم یکفر کما یکفر مخالف النعم (البین)۔ راشد الغاب مولوی رفیع حسن چاند پوری ناظم دیوبند

مسئلہ ۱۱

سوال :- دیوبندی علماء نے اسلام کی اس قدر خدمت کی ہے کہ ہر شہر پر گنگہ دیوبندی علماء کے فیض یافتہ علماء موجود ہیں پھر انہوں نے کتاب اللہ کی تفسیر اور احادیث نبوی کی تشریح تحریر فرمائی ہیں۔ ساری عمر صرف دین اسلام میں صرف کی، تمام دنیا ان کے فیض سے مستفیض ہے۔ تاہم رسالت کے میدان میں اکابرین دیوبند سب سے آگے آگے رہتے اور جس قدر علماء دیوبند نے کتب تصنیف فرما کر مذہب کی خدمت کی ہے۔ وہ کسی سے بھی مخفی نہیں۔ پھر ہر زمانہ میں بیوگ دینی و سیاسی خدمات کے سرور ہے ہیں ایسے مبلغین دین اسلام کو کارکنانہ کس قدر بے جا بات ہے۔
(علمائے حق اور مشہور رسول مراد دین)

الجواب :- جو نادر روزہ بھی ادا کرتا ہوا در تبلیغ اسلام میں ہندوستان میں ہی نہیں تمام یورپ کی خاک بھی چھاننا ہو۔ بلکہ فرض کرو کہ اس کی سب سے تمام یورپ کو اللہ تعالیٰ تعزیتی ایمان و اسلام بھی بنا دیتا تو اس کے علاوہ اسلام ایمان اور سب سے پیش رو کوشش و سب سے ساتھ دنیا و علیہم اسلام کو گائیاں دیتا ہوا و ضروریات دین کا انکار کرے۔ وہ قطعاً یقیناً تمام مسلمانوں کے نزدیک مرتد ہے کا فرض ہے۔

(ارشاد العذاب مسئلہ ۱۱ و ۱۲)

سوال :- مان لیا کہ علماء دیوبند سے کوئی کفر نہ کر رہا ہوگا، مگر ایک بات کو ہی نے کفر کی دگر دی کر دینا کوئی انصاف کی بات ہے؟

الجواب :- کفر کے لئے ایک بات بھی کافی ہے کیا کفر کی ایک بات کو نہ لے کے کفر نہ ہوگا۔
(انصاف الیوم و قہاقوی ۱۱ و ۱۲ مسئلہ ۱۱)

سوال :- ہم نے تو یہ سنا ہے کہ اگر کسی میں ننانوے باتیں کفر کی ہوں اور صرف ایک بات بھی ایمان کی ہو تب بھی اُسے کافر نہیں سمجھنا چاہیے؟

الجواب :- اس کا مطلب لوگ غلط سمجھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ایمان کے لئے صرف ایمان کی ایک بات کا ہونا بھی کافی ہے۔ لیکن ننانوے باتیں کفر کی ہوں۔ تب بھی وہ مزید ایمان نہ ہوں گی۔ حالانکہ غلط ہے اگر کسی میں ایک بات بھی کفر کی ہوگی وہ بالاجماع کافر ہے۔
(انصاف الیوم و قہاقوی ۱۱ و ۱۲ مسئلہ ۱۱)

سوال :- علماء دیوبند اپنی جارات کی تاویل کرتے ہیں تو پھر خواہ مخواہ انہیں کافر بنانے میں ہمیں دست انداز کیا ہے۔

الجواب :- (۱) جو کسی ضروری دین کا انکار کرے چاہے تاویل کرے یا نہ کرے بہر صورت کافر ہے، مرتد ہے پھر جو اُسے کافر و مرتد نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔
(ارشاد العذاب مسئلہ ۱۱ و ۱۲)

(۲) عز و دانت دین میں تاویل دانی کفر نہیں۔ (افاضات الیومیرہ تھانوی ص ۳۳ من ۷، مسطر ۲۱)

(۳) اگر مرد کو شیخ سے سچی محبت ہو، تو کبھی اس کے سامنے اپنی غلطی کی تاویل نہیں کر سکتا۔

(افاضات الیومیرہ تھانوی ص ۳۳ من ۷، مسطر ۲۱)

سوال :- آپ لوگ تو لوگوں کو کافر بناتے رہتے ہیں۔

الجواب :- (۱) اعتراض المحاسبہ کے استے لوگوں کو کافر بنایا جاتا ہے، میں نے لکھا ہے کہ بنایا نہیں جاتا، بنایا جاتا ہے۔ ایک نقطہ کا فرق ہے۔ یعنی کافر وہ خود بنے ہیں، صرف بتلایا جاتا ہے۔

(افاضات الیومیرہ تھانوی ص ۳۳ من ۷، مسطر ۲۱)

(۲) اگر کل علماء پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ علماء لوگوں کو کافر بناتے ہیں، میں کہا کرتا ہوں، کہ ایک نقطہ قسم ہے کہ کہہ دیا ہے۔ اگر ایک نقطہ اور بڑھا دو، تو کلام صحیح ہو جائے وہ یہ کہ وہ کافر بناتے ہیں (بات)، بنا رہے نہیں (بالتو)، بناتے کے معنی کی تحقیق کر لو۔ وہ اس طرح آسان ہے کہ یہ دیکھ لو کہ مسلمان بنانا کس کو سکتے ہیں اسی کو تو کہتے ہیں کہ یہ ترقیب دی جائے کہ تو مسلمان ہو جا تو اسی قیاس پر کافر بنانے کے معنی کو کفر کا تعلیم دے ترقیب ہوں گے۔ تو کیا تم نے کسی مسلمان کو دیکھا کہ علماء اس کو یہ کہہ رہے ہوں کہ تو کافر ہو جا۔ البتہ جو شخص ۔۔۔ خود کہہ کر کہے اس کو علماء کافر بتا دیتے ہیں، یعنی یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ کافر ہو گیا۔ (افاضات الیومیرہ تھانوی ص ۳۳ من ۷، مسطر ۲۱)

سوال :- خیر وہ کافر ہوں یا مسلمان، اگر ان کو کافر کہتے ہیں، میں کیا فائدہ؟

الجواب :- (۱) ایسا کہنے والا شخص بھی کافر ہے۔ جو کفر کو کفر نہ کہے۔

(افاضات الیومیرہ تھانوی ص ۳۳ من ۷، مسطر ۱۶)

(۲) کسی کافر کو فائدہ کفر ہے کہ باوجود مسلمان کہنا کبھی کبھی ہے۔ (اشد الذباب ص ۹، مسطر ۱۲)

(۳) فلاں صاحب کے ایک مغرب خاص نے وعظی میں بیان کیا برے فخر کے ساتھ کہ اندوہ پر ہم نے کفر کا فتوہ دیا۔ دیوبندیوں پر ہم نے کفر کا فتوہ دیا۔ خلافت والوں پر ہم نے کفر کا فتوہ دیا۔ حضرت والا نے سن کر فرمایا کہ جو چیز کسی کے پاس ہو سکتی ہے وہی تقیم کیا کرتا ہے۔ لیکن اگر ڈرانے دھمکانے شرکی انتظام کے لئے کسی وقت کافر کہہ دیا جائے، اس کا مضائقہ نہیں۔ اس میں انتظامی شان کا غور ہو گا۔

(افاضات الیومیرہ تھانوی ص ۳۳ من ۷، مسطر ۱۶)

نوٹ :- یہ کلمہ تھانوی صاحب بر وقت دیوبندیوں کو کافر کفر نہیں کہنا چاہیے۔ لیکن اگر گاہے بگاہے اُن کو کافر کہا جائے تو مضائقہ نہیں۔

سوال :- ہمیں اپنا کام کرنا چاہیے۔ ہمیں ان دیوبندی مولویوں کو کافر کہنا کوئی فرعن واجب تھوڑا ہی ہے۔

الجواب :- اگر خان صاحب کے نزدیک بعض علماء کے دیوبندہ اسی ایسے ہی تھے، جیسا کہ انہوں نے انہیں کھانا خان صاحب پر ان علماء کے دیوبند کی تکفیر فرض کی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے۔ جیسے علماء اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقاید پر مبنی معلوم کر لیے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے تو اب علماء اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر و مرتکب فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں، چاہے وہ لاہوری ہوں یا قادیانی وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں گے۔ کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

راہنہ القادسیہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب دہلی شریعت رکھتے تھے اور ان کے ساتھ مولانا احمد حسن صاحب

اردو اور امیر شاہ خان صاحب بھی تھے۔۔۔۔۔ امیر شاہ خان صاحب نے مولوی احمد حسن صاحب سے کہا کہ کچھ عرصہ تک ایک بروج دال مسجد میں چل کر پڑھیں گے۔ سننا ہے وہاں امام صاحب قرآن شریف بہت اچھا پڑھتے ہیں۔ مولوی احمد حسن صاحب نے کہا کہ اسے پٹھان، جاہل (اپنے میں بے تکلفی بہت تھی) ہم اس کے نیچے خانہ نہ پڑھیں گے۔ وہ تو ہمارے مولانا محمد قاسم صاحب کی بیٹی کے ساتھ ہے۔ مولانا نے سن لیا اور دوسرے فرمایا۔۔۔۔۔ میں تو اس کی دینداری کا مقتدا ہو گیا۔ اس نے میری کوئی ایسی بات ہی سنی ہوگی جس کی وجہ سے میری تکفیر واجب ہوگی، اور اہمیت غلط سمجھ لی ہو۔

راہنہ القادسیہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب دہلی شریعت رکھتے تھے اور ان کے ساتھ مولانا احمد حسن صاحب

سوال :- علماء دیوبند نے جو عبارات کہی ہیں، آخر کوئی دیکھ کر منشا تو ان کا بھی ہوگا۔ وہ کوئی جاہل نہ تھے۔ وہ اتنے بڑے عالم فاضل محدث تھے۔

الجواب :- بے منشا کچھ تو کوئی غلطی ہو ہی نہیں سکتی، کوئی منشا ہی کچھ کر غلطی ہوتی ہے۔ شیطان بھی تو کچھ سمجھا۔ خدا اور وہ یہ سمجھا تھا کہ میں براہوں اور چھینا۔ مگر وہ کچھ غلط ٹکلی معلوم ہو کہ شخص منشا کا ہونا بات کے لئے کافی نہیں۔

راہنہ القادسیہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب دہلی شریعت رکھتے تھے اور ان کے ساتھ مولانا احمد حسن صاحب

سوال :- دیوبندی مولوی صاحبان کی ان عبارات سے جو غلط معنی لکھتا ہے۔ وہ علماء ان غلط معانی سے ہمیشہ ہزاری ظاہر کرتے رہے ہیں۔ مثلاً مولوی محمد قاسم صاحب پر الزام ہے کہ انہوں نے ختم نبوت زانی کا انکار کیا ہے۔ حالانکہ وہ خود اپنی اسی کتاب تحفہ لافلاس اور دوسری کتب "منظرہ عجیبہ" و "قلنا" میں تو صاف تصریحیں کر گئے کہ ختم نبوت زانی پر ہمارا مکمل ایمان ہے تو پھر ان کی طرف اسی منشا دلی عبارت کو سے کھڑا کرنا پر یہ الزام لگانا کہ وہ ختم نبوت زانی کے معنی میں کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ ان کی دوسری تحریر کی بھی دیکھی چاہئیں۔ مولوی رشید احمد صاحب گنڈوی قبیل احمد صاحب پر یہ الزام ہے کہ انہوں نے شیطان امین کو حضور سے وسیع اعظم مانا ہے۔ حالانکہ وہ حضرات تو فرماتے ہیں کہ ہم مگر اسیا اللہ تعالیٰ نہیں رکھتے۔ بلکہ ہم تو حضور کو ہی مخلوق الہی سے وسیع اعظم مانتے ہیں تو صرف ہر ایمان قاطع کی اس عبارت کو کھڑا کر کے

مختصہ سے وسیع العلم ہونے کا معنی نکلتا ہے اور دوسری تحریروں کو چھوڑ کر ان پر ایسا الزام لگانا بھی درست نہیں اور
مختصہ صائب پر تشبیہ علم معائن کا الزام بھی درست نہیں کیونکہ مبیط الانسان وتطهير العنوان میں صحت الزام موجود ہے۔ تو
صرف انہیں قابل اعتراض عبارات کو ہی نہیں دیکھنا چاہیے۔ جب وہ عقیدہ اپنا اس الزام کے خلاف بار بار ظاہر فرماتے
ہیں تو پھر اس عبارت کی کیا وقعت ہو سکتی ہے؟

الجواب :- کسی شخص یا فرقہ کے متعلق یہی طور سے یہ ثابت ہو جائے کہ وہ ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر ہے
اگرچہ انکار میں دلیل ہی کرنا ہو اور اساتذہ انکار کرنے سے تبری بھی کرنا ہو۔ مسئلہ قرآن مجید کے محرف و نا قابل اعتبار ہونے
پر اگر کسی شخص کی ایسی صاف عبارت ہے کہ اس سے یقینی طور پر یہی مفہوم نکلا سے پھر باوجود اس کے وہ اپنی عبارت کو
قطعیان کر اس سے رجوع نظر نہیں کرتا مگر عقیدہ تحریف قرآن سے تبری کر رہے تو اس تبری کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ وہ بالفاق و
اجماع کا فریب ہے اس کے ساتھ کسی قسم کا اسلامی معاملہ نہ کرنا جائز نہیں اس سے کسی مسلمان کا نکاح جائز الہ۔
مگر واسلام کی حقیقت مسند مولوی محمد شفیع مفتی دیوبند ص ۱۵۷ (سطر ۱۲)

سوال :- ممکن ہے کہ ان مولوی معانجان نے اپنے کفر سے توبہ کر لی ہو؟

الجواب :- ہم نے تو ان تک کسی کتاب و تحریر میں ان کی توبہ تحریر نہیں کی تھی۔ اور کتب

سوال :- لیکن ہے کہ انہوں نے دل میں توبہ کر لی ہو؟

الجواب :- جس درجہ کی غلطی ہے۔ اسی درجہ کی معذرت ہو تب اس کا مذاکر ہو سکتا ہے وہ یہ کہ تحریری غلطی ہے

تحریری ہی معذرت ہو۔ و انفاذات الیوم یہ تھا نوی ۱۳۳۵ھ (سطر ۱۵)

سوال :- ممکن ہے کہ انہوں نے تحریری توبہ کی ہو مگر اس کو ظاہر نہ کیا ہو۔

الجواب :- چونکہ اس تحریر کا اعلان ہو چکا ہے۔ لہذا معذرت کا بھی اعلان ہونا چاہیے۔

(انفاذات الیوم یہ تھا نوی ۱۳۳۵ھ (سطر ۱۶)

سوال :- ان دیوبندیوں کو کافر کہنے کی منی علماء کو کیا ضرورت تھی؟

الجواب :- اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے۔

(اشاد العذاب تاظم دیوبند مطبوعہ دیوبند صفحہ ۱۳۳ (سطر ۲۲)

خدا تعالیٰ جل شانہ اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے والے
دیوبندیہ کے اہل کفر یہ تحریریں تمام عالم اسلام کے علمائے اسلام کی فیصلہ کریں

عُلَمَاءِ عَرَبِ مَكَّةَ مُعَظَّمَةٍ

المنقص لثان لالهويه والرسالة قاسم التانقوي ورسيد احمد الكنگي
وخليل احمد الانبيتهوي واشرف علي التانقوي ومن حذا حذوهم والى قولهم
يعق عليهم السوال وسود الحال الخ۔

ترجمہ :- شان الوہیت و رسالت گھٹانے والا قاسم نانوتوی و رسید احمد کنگہوی و خلیل احمد انبیہوی
و اشرف علی تنقوی اور جلال کی چال بظاہر ان پر وبال اور شرابی علی لانف ہوجی الخ۔ (سام ص ۳۸)
لا شہدۃ فی کفر ہم بلا مجال بل لا شہدۃ فیعت شک بل فیمن توقفت فی کفر ہم لا
ترجمہ :- ان کے کفر میں کوئی شک نہیں، بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے، بلکہ کسی حال میں ان کو کافر
کہنے میں توقف کرے، اُس کے کفر میں بھی شبہ نہیں۔ الخ۔

- (۱) محمد سعید بن محمد البعلبعل مفتی شافعی مکتبہ (۲) احمد ابو الخیر مراد خطیب سید خرام مکتبہ (۳) محمد
سابق مفتی مفتی مکتبہ (۴) علی ابن مسدین کمال مکتبہ (۵) محمد عبد الحق بن مولانا شیخ شاہ محمد آزاد آبادی مکتبہ
(۶) سید اسماعیل بن سید علیل حافظ کتب خرام مکتبہ (۷) محمد عزیزی سید خرام مکتبہ (۸) عزیز ابن بکر بائندیک
مکتبہ (۹) محمد ماجد بن شیخ حسین مفتی بانی مکتبہ (۱۰) محمد علی مالکی مدرس مسجد خرام مفتی مالکیہ (۱۱) محمد جمال فیرہ شیخ حسین
مفتی مالکیہ (۱۲) اسد بن احمد الدبان مدرس مسجد خرام (۱۳) عبد الرحمن ابن المرعوم احمد الدبان (۱۴) محمد یوسف افغانی مدرس
مدارسہ مولانہ مکتبہ (۱۵) تھکی قلیہ حاجی ادا اللہ صاحب ہمار جسکی مکتبہ (۱۶) محمد یوسف تیار مکتبہ
(۱۷) محمد صالح بن محمد افضل مکتبہ (۱۸) عبد الکرم واعظی مکتبہ (۱۹) سعید بن محمد الیمانی مکتبہ (۲۰) محمد احمد جاد
البدادی مکتبہ

علمائے عرب و مدینہ طیبہ

۱۰۰ محمد تاج الدین ابن الحرم مصطفیٰ ایلیاس خٹھی مفتی مدینہ منورہ (۲۲) عثمان بن عبد السلام دہلوی مفتی مدینہ منورہ (۲۳) سید احمد الخیر امری المذنی الاشعری الدہلی (۲۴) خلیل بن ابراہیم بن بڑو فی خادم العلم المسجد النبوی - (۲۵) محمد سعید ابن السید محمد المظفری (۲۶) شیخ الدہلوی محمد بن احمد المظفری احد طبقات العلم بالحرم النبوی (۲۷) عباس رضوان خادم العلم فی مسجد افضل الخوفاات (۲۸) لکڑا بن احمد المظفری الدہلی مدرس مسجد نبوی محمد بن محمد الجلیب الدہلوی محمد بن محمد السوسی الخیر امری خادم العلم الشریف السید احمد ابن السید اسماعیل الخیر مفتی افتخار مدینہ منورہ (۲۹) عبد القادر توفیق المشبلی المدرس الخٹھی فی المسجد النبوی -

نوٹ :- ان سائن طبع کی منفصل تحریریں ہم ہر صفحہ کی کتاب تمام لوگوں میں قابل مطالعہ ہیں ہم نے بطور غور و معرفت دستخط زبان اردو اور دہلی محقق کر کے نقل کئے ہیں۔ گو یا ہم اسلام مکہ معظمہ و مدینہ منورہ عالیہ کے عین متیقان شریعت محمدیہ صلی صابجا التجسسہ والثناء دیوبندیہ کے طوابعیت اربعہ کے کتبہ جہاد است مندرجہ (خلاۃ الايمان) تھانوی، و محمد بن الناصر نافی و (براین خاطر) گنگوہی و انیسٹری، گو لا خلاف شرک و کفر متیقن اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ دیوبندی علماء جو توہین کرتے خدا و رسول کے مرتد ہو چکے ہیں۔ ان سے اور ان کے پیروں جاننا ان سے مسلمان الگ دیں۔

دیوبندیوں کے کفریات کے متعلق تمام علمائے اہلسنت و جماعت

ملک نجم مہندوستان کا فیصلہ کن بیان

مختصر خلاصہ کتاب الصوارم المنذریہ

۱۱ الاستفتاء کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت و یقینان دین و ملت اس مسئلہ میں کہ شرکاً قادیانی نے سچا خدا دی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا و واقع البلاد مکہ کہ کہ نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور دیوبندیوں کے شیوا (دشمن) احمد گلوی سے و قرعہ کدے کے معنی در دست ہوئے کہ کہ اللہ عزوجل کو فی الواقع عبادت کیا۔ اور اس کی شہادت دی و فیصلہ دیا کہ وہ شیطان و ملک الموت گوید و دست لہس سے ثابت ہوئی و فخر عالم کی و حسب علم کی کوئی ہی نفس فطری ہے و براین خاطر ص ۱۰ کہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو شیطان کے علم

کے کہ بتایا اور اشرکت علیٰ تقاضا تو یہ کہ کہہ کر کہہ کر میں علوم قدیمہ اور میں تو اس میں صورت کی کسی شخصیت ہے۔ ایسا علم غیب
تو بد و شر و کج و برستی و جہنم و جہنم و حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ مفسدات ایمان اشرک علیٰ مشاء، اس سے ان الفاظ
سے ضرورتاً اشرع و مسلم کی شدید توہین کی اور تمام تقاضا تو یہ کہ کہہ کر کہہ کر میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خاتم
جہاں باقی معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد ہے۔ ایمان اور تقدم و تاخر زمانی میں کچھ تفصیلات نہیں
اعلیٰ انسانی مسأ، اور اگر بالفرض بعد از نبوی بھی کوئی نئی پیدا ہو تو پھر بھی خاقیت محمدیہ میں کچھ فرق نہ آئے گا
تجدید راس نہ سکا، کہہ کر ضرورتاً اشرع و مسلم کی ختم نبوت کے معنی میں صرح ادا جامع اُمت کا انکار کیا۔ اور آخر الانبیاء
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے نبی آئے کو جائز اور ختم نبوت میں غیر عقلی ٹھہرایا، ان لوگوں کے متعلق جہنم شریفین کے علمائے
کرام نے بالاتفاق فتویٰ دیا ہے کہ یہ لوگ اپنے اقوال و طعنات کے سبب کافر و مرتد ہیں اور جو شخص ان کے کفریات پر
مطلع ہو کر ان کو مسلمان جانتے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے یا انہیں کافر کہتے ہیں تو قتل کرے وہ
بھی کافر و مرتد ہے۔ یہ خادشی حرام انحراف حق میں یا نہیں، اور تمام مسلمانوں پر ان کا ماننا لازم و ضروری ہے یا نہیں؟۔
انصار حق فرمائیے اور ادا شد و جل سے اجر پائیے۔ بینوا و فوجروا۔

المستحق لب من بن احمد مری مری سنا اور گوئل کا سنا اور مالدار، پختہ ریاست جہانگیر،

الجواب

بیٹک قادی حرام الحرمین علیٰ ستر الحکمر والین حق و صحیح ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد
ابن شیری اور اشرکت علیٰ تقاضا تو یہ کہ کہہ کر کہہ کر میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خاتم
استقامت، اور مجموعہ قضاوت سے مبارک حرام الحرمین میں ہے۔ فرد کفار و مرتد و ملعونین ہیں۔ ایسے کہ جو ان کے کفریات پر مطلع ہو کر
بھی ان کے کفر میں شک کرے اور انہیں کافر نہ جانتے وہ خود کافر و ملعون ہیں۔ احکام حرام الحرمین کا ماننا فرض قطعی ضروری
اور ان کے مطابق عمل کرنا حکم شرعی لازمی حق، حادثہ تعالیٰ اعلم و علیہ مل مجاہدہ اتم و اسع۔
کتبہ، الغفر اولاد رسول محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم، خانقاہ برکاتیہ، ماہرہ

۱۸ جمادی الآخر ۱۳۳۵ھ

تصدیقات علمائے بریلی

الجواب صحیح

غفر ساجد علی بن احمد قادیانی
غفر مصطفیٰ رضا القادری النوری، علی غفر

فیروز علی قادری، رضا قادری، الہی قادری، انوری قادری	رحمہم اللہ، غفرلہم، سید الدین حسین دارالعلوم الحبنت و حاجت
خیر علی، علی حسین، رضا قادری، الہی قادری	المفتی قادری محمد عبد العزیز، مفتی علی، مدرس دوم دارالعلوم منظر الاسلام
محمد ابراہیم رضا قادری، مفتی علی، مدرس دوم دارالعلوم منظر الاسلام	سر دار علی الہی قادری، مفتی حسنہ
محمد تقی علی قادری، مفتی غفرلہ، تاج محمد منظر الاسلام	فیروز احسان علی مفتی حسنہ، منظر پوری مدرس منظر الاسلام
محمد نواز الہدی، حیات پوری	محمد عبدالرؤف مفتی حسنہ، فیض آبادی
فیروز سید غلام محمد الدین ابن سید مولانا مولوی رحمتہ اللہ تعالیٰ قادری راندیری، مفتی حسنہ	المعبد المسکین غلام حسین الدین، الجھڑی
محمد نور، رضا اللہ حسنہ، آرومی	فیروز محمد مسدین اللہ باری
فیروز غلام حبیب علی، انجلی، قادری، برکاتی، غفرلہ مدرس دارالعلوم منظر الاسلام	ابوالانوار سید محمد شریف الدین، اشرف، اشرفی جیلانی، جالی، غفرلہ
فیروز حسین الدین قادری، مفتی فرید پوری	
فیروز عبدالعزیز قادری، مفتی المصطفیٰ المصطفیٰ قادری، ثم الگو، کھپوری، غفرلہ	محمد شہاب الحق، مفتی حسنہ قادری
فیروز ابو الحسن، محمد ابراہیم، جلیل الدین، مفتی الہدی، مفتی اللہ تعالیٰ امن، ذہب، مفتی، والی، مفتی دارالافتاء جامعہ رضویہ منظر الاسلام بریل	

عبدالحامد سلطان احمد البریلوی مفتی مہتمم

فیروز پور محمدان وزیر اعلیٰ ہندوستان مفتی سنی قادری ابوالحسن
رمضانی غفرلہ

انفیر ابو العزیز عبدالحامد مفتی سنی قادری احمدی
آقا کوٹ لوی غفرلہ

فیروز پور انظر محب الرضا محمد مجتوب علی قادری رمضانی
مکتوبی و غفرلہ ربیع القوی

انفیر حشمت علی مفتی الحنفی قادری البریلی غفرلہ

کیچوچہ شریف

کتبہ العبد المسکین محمد المدعو بایضاً فیصل الدین البہاری عقولہ اللہ البہاری
امین الافتاد فی الجاہلیۃ الاشرقیہ نعم الجواب وجہ التحقیق وبالقبول
والاتباع حدی وحقیت وانا العبد الفقیر السید احمد اشرف القادری الحشری
الاشرفی الجیلانی کان لہ الفضل الدیانی -
لا یموت ان فتاویٰ علماء الحرمین المحترمین فی تکفیر ہولاد المذکورین
صحیحہ وانا الفقیر ابو المحامد السید محمد الاشرفی الجیلانی عقاقتہ
اللہ الصمد -

انفیر مصعب الدین احمد غفرلہ لاجلہ مدرسہ
فی الجاہلیۃ الاشرقیہ

عبد المسکین ابو المعین الدین الاشرفی الجیلانی
الموطن فی الکچوچہ جتہ المفسرۃ -

الجواب صحیح - سید مصعب اشرف

الجواب صحیح - فیروز پور محمد سلیمان اگر پوری

جیلپور

انفیر عبدالباقی محمد بریلوی قادری الرمضانی جیلپوری غفرلہ

الجواب صحیح محمد عبد السلام عشاء مدنی جیلپوری غفرلہ

دربار عالی علی پور شریف ضلع سیالکوٹ

حامی الخیرین کے قلم سے حق میں اور اہل اسلام کو اُن کا ماننا اور اُن کے مطالبات میں کتنا ضروری ہے جو شخص اُن کو تسلیم نہیں کرتا وہ راہِ راست سے دُور ہے۔ الخ۔

الجواب صحیح۔ محمد حسین عفا اللہ عنہ بہتم
ہتم نقشبند یہ علی پور سیدان

الراحمہ چارہ مل عفا اللہ عنہ بقلم خود از علی پور
سیدان ضلع سیالکوٹ پنجاب

الجواب حسن، خان محمد بقلم خود مدرسہ اولیٰ مدرسہ
اسلامی ڈولہ ضلع سیالکوٹ

محمد کرم الہی بی اسے، میکٹری، لیکن قدام الصوفیہ
علی پور سیدان

الجواب صحیح۔ محمد کرم ان بقلم خود

سرکار اعظم اجمیر شریف

یہ لوگ ان احوال پیشہ کی وجہ سے کافر و مرتد خارج از اسلام ہیں۔ الخ۔

امتیاز احمد انصاری شفیق دارالعلوم معینہ عثمانیہ اجمیر شریف

فیتر ابو السلام محمد حامد علی عطی، عفا اللہ عنہ،

محمد الحی عفا اللہ عنہ مدرس دارالعلوم عثمانیہ اجمیر شریف

محمد عبد الحمید علی عفا اللہ عنہ مدرس دارالعلوم معینہ

غلام محی الدین احمد علی عفا اللہ عنہ شادی احمدین نام پوری

فیتر غلام علی عفا اللہ عنہ، فیتر محمد حامد علی عفا اللہ عنہ،

احمد محمدی العبدی عفا اللہ عنہ مدرسہ تعلیمہ العلماء معینہ

قاضی محمد احسان الحق نعیمی برائے شریف

ابو الفاتح سید محمد احمد رضوی قادری، الوری

ابو الہدی محمد شمیم اللہ علی عفا اللہ عنہ

فقیہ سید غلام بن الحارث بن سہبانی	خادم الشرف و خورشید صائم و فاضل
فقیہ محمد حسن عفی عنہ	الغیر محمد عبد العتید و فاضل
فقیہ محمد فخر الدین بہاری پور توری	فقیہ سید النیر مراد آبادی عفی عنہ
الغیر الخیر الخیر و الخیر و المراد آبادی شہرہ اشرف و الامامی	فقیہ سید حسین الدین بہاری عفی عنہ السیاری
	غلام سید الاولیاء رحمی الدین الجیلانی ٹیکڑوھی
مراد آباد	
ما ارجاب بہ سیدی فرحوق صاحب	العبد الملتزم بجلد التین محمد نعیم الدین
محمد عمر النعیمی	عفا عنہ المعین
انجاس سید محمد عبد الرشید	
علمائے لاہور	
ابو محمد ویداعی عفی عنہ۔ فہرست امام الحرمین بن نجاسہ، الخ۔	
قالہ بقبہ و عقبہ بقلمہ العبد الراجحہ رحمتہ لربہ القوی ابوالبرکات	
سید احمد حنفی قادری رضوی مدرسہ دارالعلوم حنفیہ مرکزی انجمن حزب	
الاحناف لاہور۔	
سید فضل حسین نقشبندی گجراتی، سید عبدالرزاق مجددی، حمید رضا آبادی	نور محمد ستوری شیخ پوری
مفت محمد شاہ پونہوی، عبدالغنی ہزاروی، محمد مقصود علی عثمانی	ضاحی صاحبی نقشبندی علی عثمانی

محمد عبدالغنی لاہوری

مدرسہ فیض الغریب آراء صلیح شاہ آباد

فقیر محمد ابراہیم غنی عشرہ مدرس مدرسہ فیض الغریب ، محمد عبدالغفور غنی مدرس اول مدرسہ فیض الغریب ،
محمد اسماعیل غنی عشرہ مدرس مدرسہ فیض الغریب ، محمد نور العتق غنی مدرس مدرسہ فیض الغریب ،
فیقر محمد حنیف آروی غنی عشرہ ، سلطان احمد آروی عشرہ ، محمد نعیم الدین آروی غنی عشرہ ،
عبدالحمید آروی غنی عشرہ ، فقیر محمد عبدالحمید غفران الحمید رضوی آروی ، محمد الرحمن درویش گل
محمد حنیف مدرس مدرسہ فیض الغریب ، محمد نعیم الدین آروی غنی عشرہ ، محمد فریب اللہ غنی مدرس مدرسہ
فیض الغریب ،

یانگی پور پینٹ

محمد ظفر الدین قادری شریک المذاہب و فاضل مہاری ،

سیتاپور

فیقر سید ارتضائیلین قادری برکاتی

جلال آباد صلیح فیروز پور پنجاب

محمد اسماعیل مسعود آبادی ، مفتی ریاست جلال آباد - صلیح فیروز پور ،

پلوکھریہ صلیح مظفر پور

فیقر رشید احمد دہلوی

ابوالولی محمد عبدالرحمن بنی ناظم نور الاسلام پلوکھریہ ،
محمد شہدائرحمن گانی اللہ مدرس سوم مدرسہ نور الہدیہ ، ترف الدین مدرس اول مدرسہ نور العلوم واقع کرمان

محمد عطاء الرحمن مفتی مسند مدرس دوم مدرسہ نور الدین ، محمد ولی الرحمن مفتی نور الدین مدرس اول مدرسہ نور الدین
محمد رفیع کاشانی قادری شیعہ ، محمد صیغی الرحمن مدرس چہارم نور الدین ، فیض عبدالمکریم صیغی مفتی مسند
فیض عبدالحق مدرسہ درجہ اولیٰ ، فیض ابوالحسن منظر پوری

بہاول پور

اشخاص مذکورین فی السوال اعلیٰ مرزا غلام احمد قادیانی و جاسم نانوتوی و رشید احمد گلگنجی و خلیل احمد بنیہری
و اشرف علی تھانوی بلاشبہ و مشبہ ایسے اقوال ملعونہ جیسے کہ باحث یقیناً کافر مرتد ہیں۔
عبد المذنب الفقیر ابو محمد محمد بن المدعو بسلام رسول البصا و نقوری مفتی مسند

گڑھی اختیار خان جھبہ پور

عبدالباقی المتعارف محمد یار فریدی محمدی مفتی قادری بقلم خود از گڑھی اختیار خان

کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ

ابو یوسف محمد شریف الحنفی الکوٹلی ، مفتی مسند ، ابو الیاس امام الدین مفتی قادری مفتی مسند از کوٹلی لوہاراں
ابو صالح سید حسین امام مسجد کوٹلی لوہاراں

کھڑوہ سیداں ضلع سیالکوٹ

الفقیر سید فتح علی شاہ قادری مفتی مسند

چتوڑ راہ چپوتانہ

بیک قادیانی مسامحین حق ہیں الخ۔

الفقیر عبدالمکریم مفتی مولیٰ الرحیم چتوڑی

فیض قاسم فضل احمد عطا اللہ مدرس مفتی مسند لدھیانہ پنجاب۔

لودھیانہ :-

دہلی

محمد نظرائے غفرلہ۔ امام سید فتح پوری، دہلی۔

انا اللہ المقتدر الی اللہ اسمہ رب الارضین محمد عبد العزیز بنی عبد غلبہ جامع مسجد مزنگ۔

مزنگ لاہور

گل محمد امام سید مرزا احمد دین

سہارن ضلع ایٹہ

سید محمد عبد الحمید عفی عنہ

خاکسار ایوان الغنقل محمد کرم الدین عفا اللہ عنہ ازہرین، ضلع جلم۔

بھین ضلع جلم

تحصیل چکوال، احمد دین واعظ الاسلام ازہرین دستغابی

محمد فیض الرحمن عفا عنہ مولوی فاضل مدرس مولی گورنمنٹ، ڈاکٹر سکول پٹیوال

سنبیل ضلع مراد آباد

کتبہ: محمد اجمل القادری مدرس مدرسہ سنیہ الاسلامیہ

الحنفیہ سنبیل

دادون ضلع علی گڑھ

ڈاکٹر الفیہ القادری محمد المدعو بعباد الدین الجمالی غفرلہ۔

فتیر غلام علی الدین قادری جمالی غفرلہ

شاہ جہان پور

فتیر سلامت اللہ قادری مفتی عفی عنہ

نکوہ ضلع جالندھر

فتیر سید محمد سعید چشتی مفتی گوہر ضلع جالندھر۔

مٹو ضلع غلام گڑھ

ابو حامد اسمد علی ازہرین۔

کنوڑہ ضلع ہوشیار پور

اراجی مہلت ربیعہ القوی امجد علی غفرلہ مولی

مہر ضلع بنگلور

السید حمید رشاد القادری حنفی۔

امروہہ ضلع مراد آباد

الجواب صحیح۔ محمد فیض الحق عفا عنہ مدرس اہل سنت و جماعت المعروف بمدرسہ

خفیہ اہل بیت، سید محمد عبدالعزیز، سید احمد سعید علی ہند، عبدالحمید فیصلہ منی ہند
فیضان اللہ، محمد بنی بخش، علوی لاہوری، کان اللہ، سید محمد، علی شاہ لاہوری،
محمد قنصل الرضیٰ علی ہند، لاہور

وزیر آباد خادم شریعت محمد نظام الدین لٹانی۔

رام پور محمد رحمان حسین النوری مدرس مدرسہ ارشاد العلوم
حقہ اشتاق احمد فاضلہ الصدق سابق مدرس مدرسہ شمس العلوم، بدایوں،
کاشور ابواب صبح، العبد فقیر محمد فضل مدرس مدرسہ اسرار المدارس، کان پور
محمد سبحان علی حسہ، خادم العلماء محمد رفیع خان، دارالعلوم کان پور،
حرہ، ابوالشامس عبدالحمی ملی فیض کرا مدرسہ معین الاسلام، کتبہ کھڑاسا بھیل،

پلاوا انی ضلع نین تال

الغیر القادری محمد عبدالحمید فیض الحق السنی۔

الغیر محمد عبداللطیف القادری علی ہند،

حسام الحرمین کے فتاویٰ بیچک ہیں۔ الخ۔

فیضان الکشف محمد بنی علی مدرس مدرسہ اسلامیہ، کواڈ،

انوار ضلع بریلی

ضلع مان بھوم

خیدر آباد دگت

الغیر اہل اللہ الغنی، سید محمد بادشاہ واعظ مسند مسجد۔ حیدر آباد دکن۔ احمد حسین، البیدویہ القادر
سید شاہ لطیف محمد الدین قادری، فیضان اللہ قادری حیدر آبادی بکسر فیض شجرہ و فیضات کبیر تاجو
غنائیہ حیدر آباد دکن۔

المکین سید فیض الدین فخرک۔ ابواب صبح، غلام محمد الدین فتوری،
سید احمد علی علی ہند۔ غلام محمد فیض نظام الدین قادری۔

سورت

الغیر مستہ عباس بیان

بھرتھ

بیمبئی و بدایوں و دہلی

افتخار اللہ سے میرزا احمد القادری کا لفظ تھا، تاہم سنی کانفرنس میں بیٹھی، تہذیب احمد جندی مدبر غالب بیٹھی
ابوالحسن محمد سعد اللہ کی، محمد ابراہیم مفتی تھے، حافظ عبدالحسید دہلوی، محمد جلیل احمد القادری، محمد مزین الحق
مفتی تھے، اختر علی محمد ابراہیم مفتی القادری، غلام محمد کھنوی، محمد عبدالحلیم اللہ بیٹے مستوفی میرٹھ،
محمد فضل کریم دہلوی، عبدالحلیم التوڑی، الشاہ جہان پوری، محمد شمس الاسلام تھلے مولوی عبد الرشید مرحوم
مہتمم مدرسہ معانی دہلی، محمد عبدالحلیم انام سید و صوفی تالاسب، حافظ عبدالحق مفتی عسکری بیٹھی، حررہ عبداللہ اعظم
محمد عبداللہ مفتی تھے، محمد عبدالحق، خادم الطلیع محمد احمد حسن دہلوی، عبد الرحیم بن محمد علی دہلوی،
محمد عبد القادر دہلوی۔

الحفیظ الدین محمد امین القادری، فقیر محمد عبدالحلیم
صدیق اللہ شاہ، محمد یحییٰ مدرس مدرسہ اسلام، محمد نواز الحق قادری غفرلہ

بیمبئی ضلع تھانہ

عبدالمستقر ابی مولانا السید محمود جان اسٹی بھٹنی، حافظ غلام رسول۔

جودھپور کاٹھیاواڑ

عبدالحامد غلام مصطفیٰ اسٹی بھٹنی تھے،
مکرمین گروہ کے عقائد باطل و بدو ہیں۔ الخ۔

دھوراجی کاٹھیاواڑ

السلطان علی قادم العلماء عبدالحلیم بن المولوی حامد صاحب، عبدالحلیم،

احقر حاجی نور محمد، خادم العلماء صالح محمد بن احمد میلان، سید الدین حسین میر جانی مسجد، بندہ حقیر

محمد عبدالرشید خان بایونی، فقیر حقیر خاک رحمد علی، خادم العلماء محمد میاں،

عبدالحق قادری رضوی، سید عبدالحق، محمد شمس الدین قادری ناگوری غفرلہ، فقیر

ابوالخیر محمد فیض اللہ اعظمی غفرلہ، عبدالحق حسین مفتی غفرلہ اویادی، ابوالرشاد سید جلال

رشید شکر شکیل بی، خادم العلماء غلام احمد قریبی تعلیم خود، فضل احمد مفتی تھے، انابند کسبہ محمد حسین عرب مفتی القادری

انتقد بنی الفضل الرحمانی، رشید حسن دہلوی رضوی،

ابوالفضل محمد عبد اللہ عبد بن مولانا شاہ و سنی احمد محدث صورتی،

سید بھیت

آگرہ

نثار احمد مفتی تھے تھے، مفتی صاحب مسجد آگرہ،

پی صلح پشاور

حقیقہ تمام مومنین فیست کہ در تمام المومنین مذکور است الخ۔
العبد ابو النصر کمال الدین بن الخلیفۃ الملوکی محمد احمہ۔

بدایوں

عبدالسلام مفتی مدد سس اول شمس العلوم

فرنگی محل

محمد عبدالقادر رضا اللہ مدد مدرسہ عالیہ نظامیہ فرنگی محل بکھنؤ۔

سراج گنج بنگال

بندہ آثم ابو ناظم محمد کاظم رحمتی چشتی۔

پارہ ضلع اعظم گڑھ

فیروز محمد اعظمی قادری برکاتی غفرلہ۔

کریم ضلع بلیا

فیروز السعد محمد عبدالعظیم قادری۔

فتح پور سہوہ

فیروز محمد عبدالعزیز خان قادری، فیروز محمد یونس سنبھلی، فیروز احمد یار خان قادری مفتی فتح محمد عبداللہ المراد آبادی غفرلہ۔

ریاست ام لور

محمد نورالحمد الراشیدی کان اہلدار العبد محمد محمد حسین مدرسہ ارشاد العلوم۔
محمد شجاع الدین مفتی مفتی محمد ارشاد العلوم۔ محمد شریع الحسین مفتی محمد شمس۔

عبد عبداللہ الہمدانی مفتی محمد مدرسہ ارشاد العلوم۔

محمد عبداللہ الشافعی مدد سید یار محمد بلوی، الشافعی محمد غفرلہ ابن حضرت مولانا بدایت الرسول رحمۃ اللہ علیہ۔

کانپور

عبد الشافعی غفرلہ مدرسہ خیر کانپور الشافعی ابو القاسم محمد حبیب الرحمن کان اللہ۔ محمد عبدالکریم مفتی غفرلہ
محمد ادرست مفتی مدد العبد الشافعی عبدالغنی العباسی المدد سس دارالعلوم کانپور، عبدالرزاق مفتی مدد مدرسہ اعداد العلوم کانپور، ابو المظفر شاکر حسین غفرلہ۔

جاو

محمد صاحب علی مفتی مدد

اجیر شریف حاضرین عرس

سید محمود زیدی الوری، سید محمد میر ان الشافعی المدد سس مدد سس محمد اسماعیل
جمیری اچھانہ، فیروز شاد احمد ناگوری، فیروز شمس الدین احمد چوہدری

(۳) مکالمات سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا کہ آپ کا علم ان امور میں مکالمات کے برابر بھی ہو چکا ہو یا نہ ہو۔
(۴) آپ کا علم اور اہل علم سے وسیع العلم اور اہل علم سے متاثر و زیات دین سے ہے۔ نیز کچھ ہے

حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام مخلوق اہل سے وسیع العلم اور اہل علم سے متاثر و زیات دین سے ہے۔ جس کی عبادت میں تمام انبیاء سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زیادتی قائم انبیاء ماننا یہ جاہلانہ خیال ہے۔ جس کی عبادت میں ہے۔

(۱) حوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم ہونا یا نہیں سنی ہے کہ آپ کا سابقہ انبیاء کے زمانے کے بعد اور سب میں آخری نبی میں مگر اہل فہم پر روشنی ہو گا کہ قدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ نیز تمام درجہ میں ولگت رسول اللہ و خاتم النبیین فرما اس صورت میں کہ کرمیج ہو سکتا ہے۔ انہی۔
(۲) اگر بالفرض بعد از نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو بغیر بھی غایت تھی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ انہی۔
(تذکرہ اہل سنت ص ۲۳)

حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اس آیت کا معنی لاینبی بعدی سے ختم نبوت زمانی ہی ارشاد فرمایا ہے نیز کچھ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ میں خیالی گدے کے خیال سے بھی کئی درجہ بدتر ہے۔ (تذکرہ اہل سنت ص ۲۳) اب دریافت طلب اس معاملہ ص ۱۲ اور جنور کا بیان شریف کرشن کوئٹہ کے ساگ سے بھی برابر ہے۔ (ابراہیم خاں ص ۱۳) اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ دیوبندی خیال کے مولوی جو خود اپنے عقائد کہتے ہیں اور اپنے عقائد کہتے ہائے مولویوں کو اپنا پیشوا اور مجدد اور پکا مومن سمجھتے ہیں جس طرح اس زمانے کے اکثر دیوبندی مذکورہ بالا عقائد کہتے والے کا یہ دیوبندی کو یک ہی تھے ہیں تو کیا ان دیوبندیوں کو کچھ نماز درست ہے یا نہیں۔ برائے مہربانی شرعی حکم سے فتویٰ صادر فرمایا جاوے۔ البتہ توجہ ورا
(سائل محمد بن ابیہرہ لاہور سے تصدیق ملاحظہ فرمائیے)

الجواب بجواب و هو الموافق للصواب
والجواب بجواب و ہوا الموافق للصواب
والتحقیق یہ تھا کہ دین دیوبندی کے ہیں اور نماز اس قسم کے اشخاص کے پیچھے باطل محض ہے۔ ان کو قصداً انہی نماز سخت گیرانہ حرام ہے اور نماز ان کے پیچھے کچھ بھی جائز نہیں اس کا اعادہ فرض ہے۔ ان کے ساتھ سلام و کلام میں سلام نشست و برخاست سب حرام و ناجائز ہے۔ فقہ و اللہ تعالیٰ اعلم۔
فقیر الدار کات یہ احمد مختار ناظم مفتی دارالعلوم
مکرمی اہل حرم الاحناف پاکستان، لاہور



الجواب :- صورت سولہویں امکان کذب کا مذہب میں کے دیوبندی قابل میں یہ عقیدہ معتزلوں کا ہے۔
قال الامام الرازی ان المؤمن لا يجوز ان يظن بالله الكذب بل يحسن
بذلك عن الايمان اور شریعت موافقت میں ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی عقیدہ تھا کہ ان اللہ
قادراً علی ان یکذب ویظلم تو دیوبندی بھی معتزلوں کا عقیدہ رکھتے ہیں اور امام اہلسنت وجماعت
کذب باری تعالیٰ کو ممتنع و محال بالذات سمجھتے ہیں۔

باقی سوال مذکورہ میں دیوبندیوں کی جو تباہ کن تحریروں درج ہیں۔ ایسا لکھنے والا کسی طرح بھی مسلمان نہیں رہ سکتا، علامہ نقی
شریف شافعی فرماتے ہیں جن شخص کسی بھی مخلوق کو حضور سے زیادہ عالم کہے وہ مرتد و کافر ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے دیوبندیوں
کے ائمہ شریف علی و رشید احمد و فیصل احمد و محمد قاسم بنو اسلمہ کو تمام دوسرے ائمہ علمائے عرب و عجم سے عداوت ہو چکا ہے
اور آج کل کے دیوبندیوں میں تمام مولویوں کو ایسا امام برحق مانتے ہیں اور ان کے کفریات کی بے جا تائیدیں دیتے ہیں انہوں نے
میں ہندوستان میں ائمہ ان کے پیچھے کسی مسلمان کی بھی خوار نہیں ہوئی اور نہ ہی فریضہ ادا ہوتا ہے۔ اس کا اعادہ فرض ہے
خدا تعالیٰ ہر مسلمان کو ہر بد اعتقاد سے محفوظ رکھے۔ واللہ اعلم و خیر اقام و مکمل۔
۱۱ بعد غلام محمد علی تنویری کوثری، و مقرر المظفر شاہ :

الجواب :- مسلمانوں پر فرض ہے کہ ان سے علیحدہ رہیں اور ان کے پیچھے نمازیں نہ پڑھیں اور یہی فرضی نمازیں ان کے
پیچھے پڑھی ہیں ان کا اعادہ کریں۔
فیروز الفضل محمد سرور احمد مظفر خادم اہلسنت خادم جامعہ ضریف مظفر الاسلام
جنگ بازار لاہور قدیم جمادی الاول ۱۳۴۲ھ۔

الجواب :- دیوبندیوں کی عبارات ناقابل تاویل ہیں تو ہیں و تفصیل رسالت کا کفر بنو امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ
ہے اس لئے توہین و تمقیر کرنے والے اور تمقیر نشان رسالت پر معلق ہو کر حق ماننے والے یقیناً کافر ہیں۔ ان کے
کوہ میں شک کرنے والے بھی کافر و مرتد ہیں۔ کافر کے پیچھے نماز جائز ہونے کا قول سوائے کافر کے کوئی نہیں کر سکتا
بنابراین ان لوگوں کی امت قطعاً حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
فیروز احمد سعید کاظمی مظفر لاہور مہتمم مدرسہ اہل علوم عثمان

الجواب صحیح
ابو انوار محمد عبدالقادر مظفر لاہور آبادی جامعہ ضریف مظفر لاہور

الجواب صحیح
بریلوی شریف جعفر آباد ضریف کوہ جہان آباد

الجواب صحیح
نذیر احمد علوی شریف جامع مسجد سلطان علی ضریف لاہور

الجواب صحیح
ابو اسحاق محمد شریف الدین شریف جامع مسجد بنو ہاشم

الغیر حافظ نواب الدین خطیب جامع مسجد پرانی غلامی علیہ

عن اجاب فقدا اصاب

فقیر فیض احمد خادم الملک خطیب جامع مسجد قہار شریف
شعلہ ننگری

فقیر بخش جام پوری شعلہ ذبیہ غازی خان

شاہ محمد عارف اشد قادی خطیب مرکز جامع مسجد

راوالپنڈی

نوٹ: کچھ اختلاف و تقریریں بوجہ اختصار کے ترک کر دی گئی ہیں صرف یہ مختصر نقل کر دیے گئے ہیں۔

تصدیقات حضرات مشائخ کرام و اولیائے عظام رضی اللہ عنہم

ارشاد عالی مخزن فیض و برکات، شیخ شریعت و طریقت سلطان العارفین قبلہ عالم ابن قبلہ عالم شیخ المشائخ حضرت
قد خواجہ محمد بخش صاحب مہاروی سجادہ نشین دربار مقدس غریب نواز مرشد عالم

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ دربار عالی حشیشاں شریف

علمائے کرام نے جو اشعار کا جواب دیا ہے، بالکل صحیح ہے۔ یہی ہم عقیدہ شخص کے جیسے بھی مسلمان کو غازی رضا
جائز نہیں۔
محمد بخش مہاروی سجادہ نشین بقلم خود۔

ارشاد عالی قبیلہ و مدائن سلطانی العارفین شیخ العلوم العقیدہ و الشیخ الاسلام ڈاکٹر المسلمین حضرت قبلہ خواجہ عبدالدین
صاحب سیالوی زین سجادہ دربار مقدس مرشدی و مولائی حضرت شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ۔

دیار عالمی سیال شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لولیہ والصلوة والسلام علی من لا نبی بعدہ۔
اما بعد۔ فان الطائفة الطائفة والعلیة والاعیة الباعیة من ائمة الشیعة الوہابیة
یعتقدون ان الکذب للواجب سباحتہ ونعالیہ وقدس عما یتقون الظالمون
علو کبراً۔ فقد کفروا بنسبة امکات الکذب الیہ تعالی شانہ و اوصافہ واجبة
فی کل الذم جمیع ولا شئ ان توصیفہ بالامکان المذکورین یمتثلن مکان الموصوف
علی وجه العینیة کما هو معذہب جمہور الحکماء والمتکلمین فضلا عما علینا اهل السنة و

والجماعة كما ان تلك الشككة تكفر بانحمار الوصف الواجب وهو الصدق ومن اصدق من الله قتيلا ومن اصدق من الله حديثا مع ان قولهم هذا يخرجنا عن معنا صدقنا من استكمال الواجب بالغير فيمكن به مثل هذه الهفوات ويمكن ويتروك في الخسران خذلهم الله تعالى

وكذا لا شك في تلك الفتنة بانحمار الاوصاف الكاملة لمن به حمد الحمد محمد على الاطلاق صلى الله عليه وآله وصحبه وسلم من العلم وعدم رؤيته لتخليه والعلاج والاحاسر والناظر والاعانة لمن استمدوا واستعان بدانته العليا فلي كافية المسلمين عدم التحيز اليهم والتحرر عنهم فلا تركوا الى المسلمين ظلموا فاصولوا فخلعوا والصلاة عليهم حرام بالاجماع

ترجمہ سطر آخر: سب مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ ان سے محبت اور ظالموں کی طرف سے جنگیں نہیں ہمارا ان کے پیچھے اور ہمارا ہاتھ ۱۸ پر بالاجماع حرام ہے۔

(محمد قزلباشی بن قزلباشی سیال شریفیت)

از مسیح شریفیت و ملتفت و بہار مقدس شعلہ بانی معدن صمدانی، سلطان الاولیاء و مرشدنا و مولانا قبلہ عالم حضرت خواجہ پر سید میر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گورودی

از مفتی اعظم دیوبند عالی گورہ شریف

فوائد مشائخ عظام و فضلاء اہل سنت والجماعت سے ہندو کو کلیتہً الطاق ہے۔

رحمہ اللہ عالمی محب الہی منہ آستانہ عالیہ گورہ شریف ترقیہ اربعہ الشی فی ۱۳۴۶ھ

خود ہر گورہ شریف کا کوئی نواسے جو دیوبندی اٹھائے پھرتے ہیں وہ گورہ شریف کے کسی منشی کا نہیں اور اگر ہوتا بھی توچ نکاح میں عبادات کفریہ کا ذکر نہیں اس لئے وہ دیوبندیہ کو مفید نہیں۔ ایسی غریب کاری کہ کہے اہل حق کو صدمہ دینا یہ دیوبندیوں کی صاف دکھائی ہے۔ اہل سنت ہر شیانہ ہیں۔

منشیہ العیض و الجود سلاخ فاندان پشت اہل پشت نور نظر خواجہ خواجگان پشت، حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ غلام محمد صاحب تونسوی مدظلہ العالی۔

دیوبند عالی تونسہ شریف

جواب میں ہے: ایسے اصحاب کی محبت بھائے خواہ کہ قاطع ایمان ہے۔ نماز پڑھتا تو درکنار دیگر ایسی

کی مجلس سے بھی بہر لازی ہے۔ خان محمد تونسوی مفتی عہدہ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ۔

حضرت قیدہ خواجہ غلام مرتضیٰ صاحب تونسوی

انجواب صحیح - بندہ غلام مرتضیٰ قیدہ خواجہ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ۔
مفتی بن شریعت و طریقت عارف باللہ حضرت قیدہ خواجہ صاحب مدظلہ العالی ہمارے

مہار شریف و دربار عالی چشتیاں شریف

انجواب صحیح - خادمہ دگاہی خدا بخش ہمارے۔
فیاض خاص و عام فخر السادات حضرت قیدہ مولانا سید ولیر حسین شاہ صاحب مدظلہ

زیر سجاد و دربار عالی چورہ شریف (ضلع کیمبلپور)

انجواب صحیح - سید ولیر حسین شاہ سجادہ نشین چورہ شریف انعم خود۔
سلطان انارکین امام العابدین بحر العلوم شیخ المشائخ حضرت قیدہ خواجہ مولانا

مولوی حسین بخش صاحب ملتان شریف سجادہ نشین حضرت محمد موسیٰ پاک شہید

انجواب صحیح - حسین بخش مفتی عہدہ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ۔
ارشاد عالی - قیدہ الصالحین فیاض عالم جامع الشریعت و الطریقت حضرت قیدہ سید فیض علی شاہ صاحب
وامت برکاتہم العالیہ زیر سجادہ دربار عالی سادہ است کرام دگاہ مقدس حضرت قیدہ سخی شوق الہی شاہ صاحب رحمۃ

اللہ علیہ

دربار عالی ماری شریف سید سخی شوق الہی شاہ صاحب (ضلع بہاولنگر)

حضرات علمائے کرام نے جو استثناء کا جواب عطا فرمایا ہے وہ بالکل صحیح ہے ایسے یہ عقیدہ اور بہ خیالات
شخص کے پیچھے جتنی مسلمان کو نماز پڑھنا ہرگز بائز نہیں۔ ایسے یہ عقیدہ لوگوں سے میل ملاقات بھی حرام ہے۔ ایسے
لوگوں سے دوست کرنا بمنزلہ حرام کاری کے ہے۔ چونکہ حضرات علمائے اہل حق ان یہ عقیدہ لوگوں پر غصے کے خورے
لگ چکے ہیں وہاں ان سلسلہ حقیقہ کے تمام مریدان خاندان سلسلہ قادریہ و سلسلہ نقشبندیہ کے تمام مریدان پر غصہ ہے کہ ایسے

لوگوں کو امام نہ بنایا جائے۔ ایسے برقیہہ لوگوں کے در درجات میں جتنی مسلمانوں کو چاہیے کہ چندہ وغیرہ دیوارے
بمذہب و حرام کے ہوگا اور جتنی مسلمانوں کے سچے ان برقیہہ لوگوں کے مدارس میں داخل کئے جائیں درود و سچے اس کو ہر
سے تباہ ہو کر فارغ ہوں گے۔ اعلیٰ حضرت خواجہ سلطان العارضین حضرت خواجہ محمد کن صاحب سجادہ نشین درگاہ
شریف علیہ حضرت خواجہ نور محمد سادوی قدس سرہ العزیز تمام حیشیتہ کے پیشوا ہیں۔ اعلیٰ حضرت مدظلہ العالی نے فرماتے دیا
ہے ایسے برقیہہ لوگوں کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔ تمام خدعان سلسلہ کو پلہ پیچے کہ ان کے میل جول پرستہ وغیرہ
بنکر دیا جائے۔ فقط والسلام۔

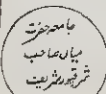


اگر خادم الشکر و ملائے دین سید محمد رفیع علی شاہ نقوی البخاری
الحمدی سجادہ نشین درگاہ شریف حضرت سید بنی شوق الہی صاحب
تحصیل حیدرآباد ریاست بہاول پور
۸ ربیع الاول ۱۳۷۱ھ

از مرکز قیامات دربار مقدس شیرازی معدن محمد افغانی مشیخ الاولیاء قطب ولایت پشاور نقشبند قبلہ میاں
شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

مفتی اعظم دربار مقدس شریف شریف

وہاں ہر بخیر و بخت اور دلیہ دیوبندیہ اور دلیہ بخیر و بخت غلام خاتیر ایسے عقائد مذکورہ بالا کہنے والے
جو کہ باقی تمام اہل اسلام کو شرک کا کہتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے عقائد مذکورہ بالا سے اور بہ اعتبار نسبت شرک کہہ کر
کے طرف اہل اسلام کی خود کا فرقہ شرک ہو چکے ہیں، باعتبار مجموعہ امین اور بہ اعتبار ایک امر کے ایسے عقائد کہنے
والوں سے تمام اہل اسلام کو بچنا چاہیے۔ میل جول نہ کرنا شادی و قرآنہ سب میں اجماع از گریں اور مطابق حکم قرآن مجید
لا تفتقد بعد الذکوة مع القوم الظالمین کے حامل ہو کر تواب دارین حاصل کریں اور ایسے لوگوں کی اقتدا
کرنا غامضیں ہرگز جائز نہیں اور ان کو مدارس اسلامی میں مقرر کرنا ظلم عظیم ہے اور ایسے لوگوں کے کوہ پر تکیہ کرنا بھی
کفر ہے۔ بنابرین قولے بخیر و بخت اور دلیہ بخیر و بخت و شرک کہہ کر تواب دارین حاصل کریں اور ایسے لوگوں کے کوہ پر تکیہ کرنا بھی



معر

حرمہ محمد عبدالجبار مفتی محمد المنان مفتی مدر جامعہ حضرت ولی برحق
میاں شیر محمد صاحب قدس سرہ العزیز مجددی نقشبندی شریف شریف

ارشاد عالی مرکز فیض و عرفان زینب سجادہ دار شریف خیر پور مہاراجہ ریاست بہاول پور

دربار عالی خیر پور شریف

الحمد للہ سبحانہ
ابرار و مقدس قطب ربانی معدن صمدانی سلطان الاولیاء رضوی باکر گاہ نبوت شریعہ الہیہ قبلہ عالم حضرت پیر سید
اسماعیل شاہ صاحب متنا اللہ فیہ متنا اللہ علیہ ابد ابد اعدا تعالیٰ آپ کی عمر دوا فرمائے۔ جیوہ فرمائے

حضرت کرمانوالہ

یکم ذی الحجۃ ۱۳۴۱ھ صوبہ المقدس کوہ شہد عالم قبلہ خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ درس شریف پرفخرا الاولیاء محترم
جو دو کرم حضرت صاحب کرباؤ اللہ فاضل اللہ تعالیٰ علینا من شایب کردہ ایک کی نگاہی سے تشریف لائے۔ اس
نگار فارم و غلام محمد علی، دیگر اراکین انجمن حزب الرسول کو شرف خدمت نصیب ہوا۔
اے کلمہ بدشت۔ بالمش آ باد می ما

حضرت والا نے جن روز شہی چشتیاں میں قیام فرمایا سبحان اللہ کرمانوالہ کی بارگاہ جنس میں خواجہ خواجہ کا ایک
محرمانہ نظر آتا تھا اور حضور کی زیارت سے مجنا چکر کوئی تین روز ظاہری و باطنی یہی حاصل ہوتی رہی خصوصاً کے محفوظات
شرعیہ سے اتباع شریعت و مشق و عطلہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گراں سما ہوتی رہتے تھے۔ فرمایا کہ مستحب شریعت قیام
میں صدیقین کی جماعت سے آٹھ گنا۔ اور فرمایا کہ ہندوگان خدا کی خدا داد قوت کے سامنے ڈوبتی پیرلوں کو تروا ہوا کوئی
بڑی بات نہیں اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے اور صمد اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیاء اللہ بھی باعظم و القدورہ
حاضر و ناظر ہیں۔ اور فرمایا کہ سب ادبوں کا رد کرنے والے کچھ سخت آدمی بھی ہوتے چاہئیں۔

دیوبندیوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی

سورہ ابراہیم کی شب سو فی نور محمد صاحب مدظلہ حضرت صاحب برج شدت گری کے کھجا بلا ہے تھے اور تو
صوفی صاحب نے عرض کی کہ حضور والا علمائے اہلسنت کہتے ہیں کہ دیوبندیوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔
حضرت نے فرمایا کہ ہمارے حضرت میں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ سب ادبوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔
صوفی صاحب نے فرمایا کہ وہ صاحب کے لیے دوبارہ عرض کیا کہ حضرت کو اگر کوئی دیوبندی وہابی یا بغاوت سے ادبی نہ کرتا ہو
تو پھر اس کے پیچھے نماز چھ لیا کریں، حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہندوگان دین کے معمولات کو بغوت و تشکر کہہ دینا

کوئی تھوڑی سی بے ادبی ہے۔ تو آج کل کونا دیوبندی بے ادبی نہیں کرتا یعنی نماز کے محالے میں سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔

نوٹ :- مولوی نذیر محمد صاحب پک فیر، سہ نمرہ او تحصیل چشتیاں شریف، منہاج مبادل ٹکریں رشتہ میں نیز داغ باؤ کہ دیوبندیوں نے جو عبارات اپنے موافق حضرت والا کی طرف منسوب کر کے نامائز قائمہ امٹھاسنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے متعلق گزارش ہے کہ حضرت والا سے ہرگز ان دیوبندیوں کے متعلق کفر و عیارت ذکر کے استسار نہیں کیا گیا جن کی عبارات کفر پر جو دیوبندیوں نے، ایسا وہ کہی کو کار کمناباں جن کا شیوہ نہیں، اگر دیوبندی بھیجے ہیں تو وہ فقہ سیستہ الامیان، حنفیہ الامیان، براہین قاطعہ محمدیہ اناس کی وہ عبارات جن میں حضور سید عالم تائید اربعہ علی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں مزید توہین کی گئی ہے حضرت والا کی خدمت میں پیش کر کے ان عبارات کی تائید میں حضرت اقدس کی کوئی ایسی تحریر حاصل کریں جس سے ان کا مقصد علی ہو جائے۔ لیکن میں دھولے سے کہتا ہوں کہ انشاء اللہ حق قیامت تک کوئی دیوبندی اپنے مولیوں کی عبارات کفر پر کی تائید میں حضرت والا کی کوئی عبارت پیش نہ کر سکے گا۔

از دربار مقدس حضرت داماد گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایداً ایداً
بوشک گت خان بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیوبند پر وہاں امام بنانے کے لائق نہیں۔ نہ ان کی نماز
نہ ان کی آقا و جہانگیر گرام، جان بوجھ کر نماز ادا کی تو کبیرہ کا مرتکب، محنت گنہ گار، والعلہ الحقیق عتد
الملک الخفا و اللہ تعالیٰ و رسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب۔
فیروز آبادی محمد امجد زلی خان منیر الرحمن بارگاہ حضرت مجدد و داماد گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور
تمام حضرت مشائخ گرام کے ارشادات کی اصل کاتبی قلمی بندہ کے پاس محفوظ ہے۔

دیوبندی مذہب کے رو میں لکھی گئی کتاب صمصام قادری کا خلاصہ
مع نمونہ دستخط

علمائے کرام احناف و مشائخ عظام کے مقدس عقائد کا نمونہ

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ۱۲۷۵ھ میں جب مولوی محمد رفیع کے قریب مولوی علی صاحب دہلوی نے شریعت کی اور اعتقاد علمائے احناف و صوفیائے عظام پر طعن و تشنیع شروع کیا اور شاہین رسالت

صلی اللہ علیہ وسلم پر گت خیال نہ رکھیں۔ تو حضرت مولانا محمد حسینی دہلوی قادری دہلوی نے دہلی کے دہلیہ کے درمیان کتاب مصفاۃ قادری لکھ کر اس میں عقائد اہلسنت و جماعت کے روز کر کے ربوہ سالانہ موسیٰ خواجہ خواجہ گل خان سلطان آبادی حضرت شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ تمام اولیائے کرام و علمائے عظام کے سامنے پیش کی تو تمام شریک و اس شریعت نے ان عقائد کی تصدیق کی اور اس کتاب پر دستخط فرمائے ان عقائد کا موزون تصدیقات ملاحظہ ہوں۔

(۱) وجود باسود و محمود و احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فقط صورت بشری ہی نہیں جیسے کہ بعض متفائل نیک رائے کلیشہا کا مقتبت اندیش اپنے حبیب بشر تصور کرتے ہیں بلکہ فی الاصل وہ گوہر نورانی ذرا صلی خدا کے تعالیٰ عزوجل کے ہیں۔ اس پر خبر و قیاس حدیث انا لمن نور و الله و الخلق کلہم فوری۔

(مصفاۃ قادری ص ۱)

(۲) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف مناننا اور قیام کر کے صلوٰۃ و سلام پڑھنا ضروری واجب و امر الہی ہے۔

(مصفاۃ قادری ص ۱)

(۳) جو شخص کہ اپنے حبیب بشر کہے وہ شیطان ہے اور اس پر کفر عائد ہوتا ہے۔ (مصفاۃ قادری ص ۱)

(مصفاۃ ص ۲)

(۴) مرادات پر پورے کرنا فتح و غفر و تفسیحات سب امور مستحسن ہیں۔ (مصفاۃ ص ۲)

(۵) اذان میں اشہد ان محمد رسول اللہ سن کر آگے گئے چوم کر انھوں پر لگانا اور صلی اللہ علیک یا رسول اللہ پڑھنا امر مستحب ہے اور اس کا التزام افضل ہے۔ (مصفاۃ ص ۲)

(۶) علم غیب اضافی اولیائے کرام و انبیائے عظام خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے شاربے دیا

ہے اور حضور کو علوم خمسہ وقت قیامت وغیرہ کا بھی علم ہے۔ (ص ۲)

(۷) حضرات انبیائے کرام و اولیائے عظام کو تو ان الہی کا نظم جان کر ان سے غائبانہ امداد مانگنا حیات و

معات ہر طرح جائز ہے۔ (ص ۲)

(۸) ولیفہ یا رسول اللہ یا علی یا حسین یا شیخ عبدالقادر جیلانی شینا اللہ کا ہر طرح جائز ہے۔

(ص ۲)

و دستخط مبارک تصدیق کنندگان اولیائے کرام و مرغان اللہ علیہم اجمعین

خواجہ اللہ بخش تونسوی سجادہ نشین شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ۔ (مولوی) نور اللہ کٹہ ہمار شریعت

خواجہ غلام رسول نوکری۔ (مولوی) نور بخش سجادہ نشین حضرت خواجہ نور محمد ہمار دی۔ (مولوی) غلام فخر الدین

ہمار دی۔ مولوی عبداللہ احمد وقت آباد بخش پاک پٹنی۔ مولوی گل بخش ہمار دی۔ مولوی نصیر بخش کٹہ ہمار دی۔ مولوی

غلام فرید ہمار دی۔ عبدالوہاب فریدی۔ عبدالکودیر آبادی۔ مولوی محمد ہمار دی۔ امام الدین اپوری۔ عبدالرحمن فریدی

عبدالرحمن بن حنیف، مولوی شرف الدین ابوبہری، محمد اکرم سکندری، علامہ فخر الدین سکندری، مولوی محمد عظیم سلطان احمد نیر، عبدالرحمن کھوری، مولوی بدر الدین گوجی، قاسم رئیس۔ مولوی عبدالرحمن سکندری، مولوی محمد ریاست، مولوی کاتب الرحمن، مولوی خدابخش بن مولوی عبداللہ ملتان، مولوی ملتان، مولوی حاتم ملتان، مولوی حسین ملتان، مولوی غلام حسین ملتان، مولوی امام بخش ملتان، مولوی محمد عمر قوسوی، علی محمد قوسوی، یار محمد کھڑکی، محمد حسین کھڑکی، شمس الدین سکندری، مولوی دائر دین پناہ، عبدالرحمن قوسوی، شیخ احمد قوسوی۔ مولوی رحیم الدین ڈیرہ غازی خان، قاضی محمد حسین ڈیرہ غازی خان، مولوی احمد قوسوی، علامہ فرید مہاروی، قاضی غلام محمد الدین سکندری، مولوی سر فراز ڈیرہ اسماعیل خان، مولوی محمد امین قوسوی، علامہ مرتضیٰ کھیر دی، یامید علی راجن پور وغیرہ، خواجہ خواجگان چشت اہل بہشت حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب قوسوی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت خواجہ غلام رسول صاحب قوسوی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت خواجہ نور بخش صاحب مہاروی رحمۃ اللہ علیہ متنا اللہ فیوضہم فی الدنیا والاخرۃ مفلس سیتوں کی تصدیق ہی اہل ایمان کے لیے کافی و کافی ہے۔ اس ناظرین کرام ہی فیصلہ فرمائیں کہ مندرجہ بالا عقائد کو شرک و بدعت کہنے والے دیوبندی و دہلوی کن سیتوں کو مشرک کہہ کر اپنی غیر اسلامی ذہنیت کا ثبوت دے رہے ہیں۔

ان خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماندا زلف رب

منکر حریت ڈاکٹر اقبال کی نظریں دیوبندیت تمام بولہبی است

عجم ہنوز نہ داند رموز دین و دہن دیوبند حسین احمد ایں چہ بولہبی است

سرد و بہر بہر نہ گشت از وطن است چہ بے خبر مقام محمد عوفی است !

بمصطفیٰ برسیاں خوشش را کہ دین است اگر باد نسیدی تمام بولہبی است

دیوبندی مذہب کے متعلق یہ چند صفات سپر و قلم کے لہذا ناظرین سے التماس کرتا ہوں کہ حق و باطل کا خود

فیصلہ فرمائیں اور بارگاہ انہری میں جہیں نیاز جہا کہ عرض کرتا ہوں بار اللہ ہے

جو کچھ بگڑا ہوا اکرم سے تیرے جو بھی ہو گا تیرے کہم سے ہو گا

وآخر دعوانا الحمد للہ رب العلمین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر و خلقہ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ وسلم

بدنہ البورہائیں غلام بہر کافا و مولا اہل بحیرت سیدنا و مرشدنا خواجہ پیر سرک شاہ صاحب علی الرحمۃ کراچی خلیفہ

چشتی شریف ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۹۳۵ء

باب

شعر و سخن

شعرو سخن

فانہل جلیل حضرت مولانا غلام مہر علی نے یہاں دلائل و براہین کی طعنے کے تار و پود
نثر سے بچھیرے ہیں، وہاں وہ شعر و سخن کے ہم ٹھیک ٹھیک فشاںوں پر گرائے نظر آ رہے ہیں۔ ایک
زمانہ تھا، حبیب الہیہ خان مرحوم کی کاتبین میں عبدالقادر رائے پوری صاحب کے ایک مرید مرکزی
دور تھے۔ اس کی پورے پر جناب آغاز شورش کا شعری نے اہل سنت کے خلاف نظر و نثر کا ایک مرکب
رچایا تھا۔ وہ ایک خطرناک دشمن کی طرح اپنے مخالفت پر جھپٹے اور کال غلوچ کا باندار گرم کرتے تھے
اور اپنے قلم پر مجید نازاں تھے۔ اسی وجہ سے کسی بھی مغربیت کی گچڑی اٹھانے کے لئے کوئی مسئلہ نہ
تھا۔ تقریباً ہر مشہور آدمی آغا صاحب کے لوگ نام پر رہنا تھا وہ جابجہ مولانا ظفر علی خان یوں یا مولانا سید
ابوالبرکات۔ آغا صاحب نے ہر ایک سے دھڑک چایا۔ اور نظم و نثر کے انبار لگائے۔ ان کے جٹان کا شائبہ
کار اور اسی صافست میں مضمر تھا۔ بڑے سے بڑا آدمی ان سے واسن کیا یا معیار شرافت سمجھتا تھا۔ لیکن ہر فرد کا
موسم کے مطابق آغا صاحب کے مقابلے میں بھی کئی مردان صافست و ادب آج بھی۔ اور آغا صاحب کو
عدائے نگہداشتنا پڑی۔ ان مردان خرمی ظہور الحسن ڈار مرحوم، شوکت حسین شوکت اور ریاض شاہ مرحوم بھی ہیں
جنہوں نے حضرت شورش کا کلمی محاسبہ کیا۔ وہ ان کی زبان میں ہی جواب سے نوازا۔ عبدالحمید قدم کو کون نہیں
جاتا تھا۔ وہ ظہور الحسن ڈار کے ساتھی، شورش کا شعری کے مخالف اور نثر گو شاعر تھے۔ حبیب ڈار اور شورش
کا مرکب عروج پر تھا، اُس وقت عبدالحمید قدم ڈار کے پرچے میں شورش کی ہر نظم کا جواب لکھتے تھے۔ ایک
مرتبہ انہوں نے یہ دلچسپ قلم لکھا۔

ابو احمد صافست کی گھوڑی کے پیچھے وہیں بھی دو تھے وہ حکم کا رہا ہے !

اوجڑا تجھے رہنمی گسار ڈالوں تو کیوں ٹوٹی عبودیت معنیں کھا رہا ہے !

اسی طرح اور بھی بہت سے مرکبوں میں شورش صاحب کو ان کے مزاج کے مطابق جواب ملا
لیکن ۱۹۶۲ء میں شورش نے جو علامتیں بریل کو مخاطب کیا۔ اور اپنی کسان زبان میں سب و دشمن کی
اس پر پوری ہی قوم اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور ہمارے شعرا نے شورش کو وہ رنگ و روپ دیا کہ شورش کے
پچھلے جیسے ہوئے صاحبان دانش اور علم و ادب ان احسان بھی انگشت پر نہاں رہ گئے۔ اُس زمانہ میں سے ایک

پرچہ طوفانی نامی نکل جس کے رئیس الخیر میرزا ابان سہروردی تھے۔ ان کا تخلص حسنان الحمیدی بھی
 تھا۔ ان کا نظم شمسہ رقم شورش سب دشتم پر بدیق الہی کی کرکڑ اور بڑے بڑے طو اہمیت علم و ادب کو پرورد
 خاک کو دیا ملاوہ ازین رضوان "سواد اعظم" بریل شریف سے "نوری کران" وغیرہ جرائد و رسائل کے خوب مضمون سر کیا۔
 تعجب یہ ہے کہ اس جنگ بندی کی بدولت ہندو قوم شورش کی بدشمت بنا و تھی۔ بڑے بڑے سنا جہان مجید و برستار اور
 دارن نامعلوم و غیب شورش کے ساتھ جوڑتے اسے امام احمد بن حنبل قرار دیتے اور اس کے دروازے کے پیر
 لگاتے دیکھتے تھے۔ حتیٰ کہ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم قادی طیب بھی شورش کی حمایت میں تن کھرتے ہوئے تھے
 امیر الہیان نے ایسا علمی و ادبی کاروبار دیوبند میں شعر کی غلطی و تفسیر کیا گیا ہے

طوفان اڑا دے گا چٹا توں کا یہ غلغلہ !

حسنان سے شورش کے خدا کا منب رستہ میں

حضرت مولانا غلام مہر علی نے یہ قہری منظومات مکتولہ رکھیں۔ اور اس کتاب کا باب ۱۱، انہی منظومات
 پر مشتمل ہے۔ میں نے اسے حرمت ترتیب دیا ہے۔ اس کا ذکر بھی اور اس حضرت مصنف مولانا غلام
 مہر علی کی کتاب میں۔ لیکن یہ دلچسپ باب حاضر ہے اس میں زیادہ تر نظمیں تو حضرت امیر الہیان ہی کی ہیں۔
 ان کے علاوہ جناب افضل کوٹلیوی، جناب صابر براری، جناب عالم حبیبی وغیرہ شعرا کی مشاغل ہیں۔
 (شعبہ احمد شاہ یاشی)

مولوی گلشیر خان

حضرت امیر الہیان سہروردی نے مندرجہ ذیل نظم اسی وقت ارشاد فرمائی جب دیوبندی علماء نے
 سواد اعظم اہل سنت کے نام سے ایک تنظیر قائم کی اور اس کے سربراہ مولوی غلام خان ریشتری ہوئے۔
 ضیاء الاسلامی نقان علی پوری وغیرہ دیوبندی مغزین نے ایک اور جم پیا دیا۔ انہوں نے یہ پہلا احتجاج کیا جسے ہم
 ہفت روزہ "الفتح" ۲۴ اگست ۱۹۰۶ء کو شائع کیا۔ تا ۲۴ محرم ۱۳۸۹ھ کے شکریر سے یہاں درج کر رہے ہیں۔
 (لاشع)

مٹکر سنت بننے میں سینوں کے ترجمان
ظلمتوں کے پس نقیب اور بدعتوں کے پاسبان
ریت کے تودوں کو باروں نے بنا ڈالا چٹان
سوداۃ اللہ ونبیہا۔ مٹ جاوے بے نام و نشان
خار زار افرنگ اور ہندو کے، ان کے خاندان
روح جن کی کانگریس ہے ریس و امریکیں جہاں
سید رسول اللہ کو کہتے ہیں اپنا بھائی حسان
بے صلوة و بے وضو جن کی نمازیں اور آذان
جو کرنا سب ولی کو مانتے ہیں داستان
جن کے عقیدوں کو جائز ہے سبھی کچھ بے گمان
جن کے قرطاس و فہم کی زد میں ہیں کون و مکان
کر بلا کر جنگ شخص اور عسکر کو پھسلوان
ایسے ٹولے کو برادر افتخار دجال حسان
عاشقان اہل بیت اور مصطفیٰ کے مدد خوان
جن کا قرآن، سیرت اقدس کا بے کامل ایمان
اور ففاق و کفر ہے ہیں پاک جو اہل توہمان
پاک ہے چہاں سیاست، زندگی جن کی نشان
کا پختہ ہیں جن کی آواز اور قلم سے حکمران
نے خیال میش و کم نے خطرہ سود و زیان
خیر سے مفتی بنے پھرتے ہیں مجبور و پستوان
نام نامی بندہ زکرا ملام اللہ حسان !

میں بربزید وقت میں اب یازید اسے آسمان
اہل سنت کے نئے یہ رہنمایان کرام
ہے سواد اعظم اب دو چار ملاؤں کا نام
مگر سواد اعظم اس کا نام ہے اسے اہل دل
چھپ نہیں سکتی کسی سے ان کی تاریخ سیاہ
ارض پاکستان ان کو راس اسکتی نہیں
اہل سنت ان کو بھلانے کا کوئی حق نہیں
جو نمازوں میں خیالی بار کو کہتے ہیں شرک
حبیب اہل بیت جن کے دین میں تشابہ نہیں
جن کے ملاؤں کی پیغمبر سے طاقت کم نہیں
جن کا ہے اللہ محبوبا۔ اور نبی مٹی کا ڈھیر
جو صحابہ کو کہیں خائن، نبی کو بے خبر
مگر یہی کچھ ہے سواد اعظم اس کا مزیاہ
اہل سنت کون ہیں اسے کم سواد و بے خبر
جن کا دین، دین صحابہ۔ جن کا ایمان مصطفیٰ
شرک و بدعت پر کبھی جو جمع ہو سکتے نہیں
جن کے قول و فعل میں برگز نہیں کوئی تضاد
جن کی مٹھ کر میں سدا رہا ہے دور کج نہاد
مجمع نور ایمان بڑھتا ہی جاسے سدا
پڑھتا ہے نام اب چوبے کا بھی اسقدر یاد
ظلمت شب کی ہے پیداوار قاسم کی ضیاء

قیل بدرست ابرہہ کا بن گیا باصمت سانڈ
نہ خدا کا عروت دل میں نے خیال سیلیاں



شیر ملت بن گیا جسے مولوی گل شیر خان
اور زندہ باد پسندی کا غلام بد زبان !
دیو کے بندوں نے اس کے ہاتھ میں دیسی کلان
پہلا فخری ٹھیک متا یا اب لیا ہے اسکو مان
ورنہ مردہ ہونے کو کیوں نہ میرے فتادیان
الامان! اے امپ و جمال! تجھ سے الامان
رعب جرنیلوں کا شرسنہ کی۔ شہیدوں کی نثران
روٹی بستر کی نیند زیب داستان !
قاسمی جی آگئے ہیں کھدائے متی سبان
کعبہ جی کا تانپارہ اور دیں پارہ نان
آہ یاران سرپل! حیف اے وہ زمان
وہ بھی بالوکو طرح پڑھنے کا شہید اور نگین
عقل کا دشمن، شر اور ابن ملجس کی زبان
المدد اے رب حافض اے غلیظ! کچھ وحیان
بن گئے ہیں وہ بھی بخت کے نسب و تربان
پھر سے میدان صافیت پر انداز چٹان
لیکے شورشی کے قلم قتلے اور انداز بیان
مہربان سارے کے سارے ہو گئے نامہ بیان
تو نے بخشی ہے عبادوں کو بھی سنا ہی کمان
استادی ساز کو باندھا۔ بنا ڈالی حبان
جی گدھوں کا آہ اہی کارڈ ہو کو چران !
خوب کبہ جوڑ کر میٹھی ہے مان متی حبان

سب طیفیل اب تو آئے ولی نعمت بنے
مرگئے مردود کیسی ناختم کیا ورو !
ہونجی کو مانتا ہے مرد و بے اختیار
قاری طیب ہستم دیوبند کے شاموش ہیں
کیا رہا تھا یہ سارا ڈھونگ ہر سیم دور
پڑھ کر تھیل و قاسم کو بسا مرزا نبی !
بن کے معمولی آگیا بچہ حمید راستا سی
شمر پال گانا چرے ہے کہو بے ملکا تا پیرے
ساز اور آواز دے اب دکان اپنی بڑھائی
زادہ مردان اور ابن سببا کی یادگار
وہ بھی اب لگا رہا پھرتا ہے ہسکو کو یہ کو
نسبت گیلان ہے بدنام جن کے نام سے
قاسمی ہمدان ملی پور کا ہے لقمان لیسم
دین پور کے دوستوں کے مسخ کر ڈالا ہے دین
والدہ کو جن کی شوہر کے سوا سب کچھ لا !
آگئے شورشی کے سارے لطف لائے منوی
مختلف ناموں سے پھر ساز و دھماکے لگے
کر دیا انکار کچی لڑکی سے ہم نے جب
واہ رے جنرل ضیا! اور آہ نقشبدر وطن
خوب کیلے جا رہا ہے اب شکار ملک و قوم
کس طرح نہیں گئے کہہ کو وہ اسلامی لکھ
اینٹ روڑے مختلف جگہوں کیجا کر دینے

پھر ضرورت سے کسی طوفان کی اس قوم کو
پھر نکال میدان اے حضرت میر بیان

عقیدت بحضوریں المجاہدانہ شام احمد اللہ شاہ صاندرا سی علیہ

پیکر عشق و محبت تازہ بین قوم و وطن
شکر احرار کا وہ رہسنا ہے اولین
خوب دی داد نجات کا تو یہ عشق میں
گو نہ تھا تھا اسی طرح میدانِ حرب و حربین
برقی دہش سیلاب طبع، شعلہ سوا لہر
جس نے سب کچھ راہ آزادی میں ترانہ کر دیا
جس کی تغزموں نے پیدا کر دیا توش جہاد
جس نے گردن کی سیلابی کو نمایاں کر دیا
جس سے باطل کے بہادر سرور نا ڈرتے رہے
سید قربان و خراب قلندر کے طیفیل
جس نے قطر دلی سے لیا خاکام مہوج نیل کا

غالد و طارق کا ثانی مظہر سید و نقاد

ہند میں توجہ جہاد و زہد کا پیکر عباد

و ترجمان اہل سنت

امیر الیاب ہرودی

تہذیبِ حریت حضرت مولانا مفتی نعمت احمد صاحب اکوڑی علیہ

اللہ اللہ اس روح کے ساز کا پہلے
وہ نشانِ عظمت اسلام، بطلِ شریعت
جو رہا باطل کے ہر ظلم و ستم پر شہدہ زن
جس کی شوگر میں رہا تاجِ سلاطین میں

آسمان اہل سنت کا درخشاں آفتاب
جس کی درخشش پہ داراد سکندر بہوں شاد
شیریں دل سے باک، ہر اُمت آزما جنگ آشنا
موت کا رسیا، طلبگار شہادتِ مروج
پا بھولاں جرمِ آزادی میں گھس کر گھوڑ کر
جس کے نعشوں نے پریشان کر دیا حیات و گواہ
جس نے بنیادیں ہلا دیں نصیرِ استعمار کی
کہہ اہل صفاء و قیادت اور بابِ دین
نادم آخر غنائت میں ہے احسب کی رہی

ہند کے ظلمت کدوں پر چور ہا پر تو لگی !
تاہج شاہی سے ہے برص کرکشی کی تابیریں
مرد میدانِ قوت بازوئے حق، باطل شکن
زندگی سے کیٹنے والا شہید ہے کفن
قبر و تار یک سمجھ میں رہا جو غمخیز دل
مردوں رومیں گئے جس کو کم حنیفراہ جیسے
کاٹ ڈالے جس نے حکموں کے بوجھ پر
ماتہ کفر و ذلالت و سائلِ دین حسن !
اب بھی میں کی قبر پر ہے سایہ رنگ

جس سے تاریخ جہادِ حریت تابد ہے

نام میں کا زندہ ہے جس کا مل پائندہ ہے

(۱)

محفوظ خیر امام الہی بدین کلم لا اسلام حتر مولانا فضل حق خیر بادی نور

وہ امام فلسفہ و تائیدیں عبادِ سخن
موت کی آنکھوں میں انگلیں ڈال کر بکتا !
زندگی اس کی سراپا سوزہ ساز عشقِ حق
دلیا شہداد اس سے لڑ رہا زورِ محنت
سارہ جی طاقتوں کا توڑ کر زورِ جنوں !
اس نے سمجھا یا " منہیں مکیں تکریمِ حق
کامپ انطا اس کے نعشوں سے فرنگِ راج
وہ خطیبِ حریت شہداءِ جوشِ آفریں
اس کا وہ فرزند فاضل اس کی پسلی یادگار
ہند میں روشنی کیا جس نے چھپا کر فلسفہ
غائب تیرا وہ ہے ہم پاؤں خسلدِ بریں !

جس نے زندہ کر دیا تھا نصیر دار و رس
اللہ اللہ جنگِ آزادی کے ترکا پانچین !
دانش و حکمت میں حاصلِ عقائے مروج
اس کی شیش رنگ سے کا پتا تھا اہر من
اس نے پیدا کی فنی آزادی کی ہرول میں لگی
گرجنا ہے آج تک یہ نعرہ باطل شکن
جس کے نعشوں سے ہٹے بیدار شیرانِ وطن
جاتی ہیں گماتا رہا سب کا سخن
فاشقی میر عرب میں بندائے ذوالِ لہجہ
چکو علیہ ہر ظلمت میں شہیدِ انجمن
جس کا ہر کچھ ہے علم و شکستِ سپن

مردِ حجازی، جامِ بقیہ برستہ و فضل حق

مٹا کر سب حریت کا ہے گماں پہلا درق

بنگال کا جادوگر



نت یا شنبہ سے روز نیا چکر ہے
اب سیاست کے پٹے مہر دل کا یہ لڑکے ہے
اس سے بیزار نظر تھا تو خفا جو مہر ہے
یہ تو ملاح سلاطین ہے لایہ گر ہے
پہنچ ہے "بازار زنا" کی بھی فضا ابتر ہے
بالا خالوں کی تجارت سے بھی یہ بدتر ہے
حشر ہر پاس ہے کہ "منہ زنی" دفنا ابتر ہے
ان کو آجانی سیاست کا سینہ انداز ہے
مسٹر دھڑپہ مرغوب بدن کھڑ ہے
حاکم وقت کی پیشی ہو تو یہ منتر ہے
ایلی خاں بھی بگٹ بکے کہ زرد دل پر ہے
دشمن حق کا سبہ دل: یہ نہ کوئی بھڑ ہے
کفر پھرا ہوا ہے ظلم کا ادنیٰ امر ہے
اس کا ہر فرد مسلمان کشم کا فر ہے
اک ہری چہرے کے کہ لکھا جو ہر پاش ہے
شورش عشق ہے یہ حکم ہری بیکہ ہے
سمیہ گہ جس کی ہمیشہ سے ہی اتر ہے
اور تو دہم و دینار کا ایک چاکر ہے
تیری رگ رگ میں برہمن کا لہو صفر ہے
اور تو صورت دارائی میں گدا - گر ہے
اور مسلمان کو یہ لوگ کہیں کا فر ہے

یہ کوئی نشت ہے کہ بنگال کا جادوگر ہے
پہلے انگریز کا کھاتا رہا پھر ہندو کا
نہ یہ اقبال کا ملاح فضلے قائد کا
قصہ مہر و دفا اس کی زبان پر کیوں ہو
جب سے بے ہنر و محراب کو زینت بخش
دیں فردی کا یہ دھندا جو کیا ہے قائم
میں سے "دیوبند" کے پٹرت کاٹوں تو لبے
ان کا "ڈپٹی" بھی تو فزوں کو تڑا دیتا تھا
گھر میں ہے اٹلس و کھواب کے انبار مگر
خاکسارانِ جہاں راہِ حقارت منگر
کیوں ہوا نولہ فرنگ آج اڑے پھرتے ہیں
دو نوا! تیشہ فریاد سے کیا کام سنے
ساتھ اٹھو! کفن باندھ کے سر سے نکلو
میں صحنہ دیوبند کا کب حال بکھول
"شیخ دیوبند" نے چیلوں کو یہ کھ بجا ہے
اس کی تائید کرو اس پہ کٹاؤ گردن
اس کو دوبارہ بدبتہ کے بھی خواب آنے گئے
میں ہوں سلطان مدنیہ کا ازل سے بندہ
چھہ میں اسلاف کا خون اور محبت ان کی
میں تو درویش بھی ہو کر مہل سکند کا حریف
ہاں کیا ظلم ہے ہندو تو ہوں پیغمبر اس

شود نہ پا ہے نہ لٹے ہیں مرے شوق کا
میرا ہر لفظ ہے نشتر تو زبان خنجر ہے
بندہ شیر خدا دارث شیر ہوں میں
میری زد میں کوئی عترت ہے کوئی خیر ہے
ہاں پلا بادۂ توحید کا جام اے ساقی
روح بے چین ہے اور تلمب میرا مضطر ہے

امیر البیان سہروردی مدظلہ
ماہوزاز طوفان ۲۳ دسمبر ۱۹۹۲ء



حسان سے شورش کے خدا کا نپ رہے ہیں

شودن میں نہیں روشنیوں کو ڈھانپ رہے ہیں
دیوبند کے پنڈت بھلا کانسپ رہے ہیں
محفوظ نہیں ان سے کوئی اپنا برا یا
یہ اگلے جہم میں بھی کہیں سانپ رہے ہیں
اخلاص کے پردوں میں یہ چھپ گئے ہیں کنگ
ارباب زمانہ تو انہیں بھانپ رہے ہیں
دوڑے ہیں یہ محراب سے ناقص صدارت
ٹائٹل ہزارہ جو بہت ہنس رہے ہیں

طوفان نے دیوبند کی ہنسا د ہلا دی
حسان سے شورش کے خدا کا نپ رہے ہیں

طوفان ۲۳ دسمبر ۱۹۹۲ء

وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا



دریش کو نیکی پہ بھروسہ نہیں ہوتا
جس دل میں بھی حق ان کی محبت ہو لگن جو
کہتے ہیں سردار بھی حق ”باست“ ”مجاہد“
ابنوں کو بھی جو سب دشت سے کھنٹی
گر ہم ہیں خطا دار تو ہم کون خدا ہو
کہہ دار ہے بے سوز تو گفتار ہے دہی
ہر اہل نظر تیرے قتل سے ہوا زخمی
اجھوں کو بروں سے کوئی شکوہ نہیں ہوتا
مخلوق سے وہ دل سمی میل نہیں ہوتا
اندازِ بیاں ان کا پر ایسا نہیں ہوتا
وہ امن کا شیدائی ذوالہ نہیں ہوتا
انسان ہے انسان، زشتہ نہیں ہوتا
اقبال کا ”مومن“ کبھی اس نہیں ہوتا
”جو تیرا نہیں ہے وہ خدا کا نہیں ہوتا“

اقبال ہو یا مائد و ماہر سا ہنر و ہوا
چوسے نہ صحیفوں کو تیرے جب تلک اسے دست
ہو دست ارشاد سے تیرے نہ چلایا ہو
در پوزہ گری جس کا سدا پیشہ رہا ہو
جس شخص کو "مجرد" سے نہ فرصت ہو میسر
جس شخص کی رایتیں ہوں "مستخرج" کے گھر میں
مانا کہ نہیں زور قلم پہ ہے بہت ناز
بازار سیاست کے ارے تا جزیہ تک
تیرے کبھی "عشق" دیکھیں وہاں سے بازی
اسے صادق کا ذب تو بدلتا رہا کبھی
جو مٹ نہ سکے دہریں زندہ ہو ہمیشہ !
ہم عرض کریں تو نہیں غدار و گنہگار
ہم صلح کا ذکر کریں "مک" کے دشمن
ہم عشق پیچیدہ کا کریں ذکر تو مفید
ہم شافعی ائمہ کا کریں قہر سے جو شکوہ
اسے کو چپہ دلدار کے گتوں کا گندائی
جو علم بھی کا ہے وہ مجنوں کو نہ ہے حاصل
"آجائے خیال ان کا نم ازوں میں تو ناسد"
جو لوگ کہ اسلام کو پھیلاتے ہیں جہاں میں
جو لوگ نبوت کے زمانے سے قریں ہوں
گفتار کو جو لوگ کر دہا میں ڈھالیں
پھر کیوں ہو جلیلا و حسن البدری کے دشمن
کسا قلب و ولی غوث تھے اسلام کے دکن
پھر کیوں نہیں کہتے ہو بدعت کے ہیں دارش
ہم لوگ کتاب اور خبر کے ہیں فہدائی

کوئی تیرے معیار پہ لپڑا نہیں ہوتا
کوئی تیرے ستر یک بالوائی نہیں ہوتا
وہ کتنا ہی حق کیوں نہ ہو "فوقی" نہیں ہوتا
ہے بندہ زر۔ بندہ مولائیں ہوتا
وہ محفل دندان کا شہنا نہیں ہوتا
وہ صحبت مرشد کا تر جویا نہیں ہوتا
"دپر دہر ابلق خیر ابلہ نہیں ہوتا
ایمان کی دولت کا توسر نہیں ہوتا
"بازی" کے سوا تیرا گدڑا نہیں ہوتا
کیا دل میں تیرے نقشہ عقیقہ نہیں ہوتا
وہ نام کبھی "شور" سے پیدا نہیں ہوتا
تم گالیاں دو ملک کو خطہ نہیں ہوتا
تم جنگ کی باتیں کرو جھگڑا نہیں ہوتا
تم اپنا سان کو کہو دنگا نہیں ہوتا
تم ہیں کوئی جنبش کوئی لرزہ نہیں ہوتا
کیا امتی ان سے کہیں اچھ نہیں ہوتا
مجنوں تو ملو "دشمن" یسلی انہیں ہوتا
ٹاسے ایسا مسلمان تو "شہد" انہیں ہوتا
کیا ان میں کوئی دین کا شہدا نہیں ہوتا
ان میں کوئی تو حید کا دانا نہیں ہوتا
ان میں کوئی مستر آن کا شاہا نہیں ہوتا
کیا ان کا عقیدہ کوئی اچھ نہیں ہوتا
کیا ان کا عمل کوئی نور نہیں ہوتا !
اس کہنے سے دل میں کوئی کھٹکا نہیں ہوتا
جو ان کا ہے دشمن وہ ہمارا نہیں ہوتا

ہم اسوہ حسنہ کے طلب گار ازل سے
 ہم حسن ازل کے ہیں پرستار حقیقی
 ہر سیدہ امانت ہے اسی یار ازل کے
 ہم لوگ تو بدکار ہیں اسے شبلی دوراں
 پہچان مقام اپنا یا ز اپنی نظر سے
 امانت میں یہ باتیں صدا ہوتی رہی ہیں
 جب گامیں بکتے ہو بہت ام اسلام
 دنیا کو تو دے سکتے ہو دھوکہ گراسے دوست
 ہے ڈھیل بہت بارگاہِ مطہر دعا میں
 نادان بھی یہ بات سمجھتے ہیں مری جاں
 دشنام طرازی کو سرشار اپنا بنائیں
 انصاف کو آواز دو انصاف کہاں ہے
 ”ہم آہ بھی کر بیٹھیں تو ہو جاتے ہیں بدنام“
 وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چہر چاہئیں ہوتا

امیر البیان سہروردی ملتان

طوقان - نومبر ۱۹۴۲ء

احرار کے دفتر میں تھا ایک شاہد بازار

احرار کے دفتر میں جو تھا شاہد بازار
پھر اس نے صفاقت میں بھری ہے غلاقت
قسم سے پہلے صفت اعدا سے نکلی کر
جو رنگ کی تنظیم پر کرنا رہا جسے
بندو کا ہوا خواہ مسلمانوں کا دشمن
پھر پئی دور دھاسے کوئی تار ہلا ہے
منہ آتا ہے ارباب و فسا کے اسے توہا
رفضان جو رہا گاندھ و بہرور کی دھتور پر
احمد کے غلاموں کا اڑانا ہے قفس
انگریز کا ایسٹ انڈیا کہتا ہے صفت
سوئے ہوئے خیروں کو جگانا ہے حماقت
نکلی کا اسے نافع نہادیں نہ کہیں پیر
عشق کی ٹولی سے الجھنا نہیں اچھا
جہد بات سے کیلے نہ غلامان ہی کے
اس بندہ طاغوت سے پرچے ذرا کوئی !
اختیار کے ناموس سے کیوں گھسیل رہا ہے
کیوں کر جینا آتی ہے اسے اہل صفا سے
چرتا ہے صبا کس لئے وہ ذکر نبی سے

مذہب نیا کو جو برا کہتا ہے رنوتی

شیطان ہے شیطان ہے اللہ کا پھٹکارا

(ماہوار غولگان ۲۳ نومبر ۱۹۶۲ء)

الاستفتاء

(کیا فرماتے ہیں اس بازار کے تماش بین بیچ ان سائل کے)

علم کے تاکتخاؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 یوتوں کے گنگ اٹاؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 خوب نمبر پر سچاؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 وعظ کی قیمت بڑھاؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 ہمیں مشرک بناؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 ذکرت سے ہٹاؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 یہ تصنع یہ بناؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 کفر سے اتنا لگاؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 راز دل لب پر نہ لگاؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 پند تو لے کے گیت گاؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 شرک کے خورے لگاؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 انت خنے لٹنے چکاؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 یہ دھیت میں کھاؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 ماں کو بھی بیگم بناؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 علم شیطانی سے گھٹاؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 ان کو مٹی میں ملاؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 گالیوں ان کو سناؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 اذ کو ملاؤ بناؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 اسے پس کا رو بناؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 منبروں پر لوٹھڑاؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟
 مسجدیں بھی بیچ کھناؤ کیا ہیں اسلام ہے ؟

جہل کے فرمانرواؤ کیا ہیں اسلام ہے
 ہندو جوں میں تہاں بیتن اندر بفسل
 ڈم ڈم ڈم کو بٹا کر تم سفیر اسلام کا !
 کو لپے شکاک سوا میں ترلہ ابراہیم کی !
 آکے عسوں میں بلاؤ قرآن بھی چٹ کر د
 یا رسول اللہ سے برق تپان تم پر گرے
 عقیانہ روپ ہیں اعتبار کی جاسوسیاں
 سوزین پاک میں رہ کر بھی مٹھرا کی نگین
 دل میں تہ تیغ میرا تے لیکن زبان پر نام حق
 جاں نثاران رسالت پر تیرے بازایاں
 اہل دل اہل نظر اہل صفا وصدق پیر
 لہرت کام وہن آسائش تن کے لئے
 میرے مرنے پر میری بیوہ کو نہ راتے ملیں
 خواہ صدیقی بیوی سے کرد قہر برقم
 راز دان علم لاسا کے مسلمہ پاک کو
 زندگی جن کی ضمانت سے لٹائے دین کی
 دشمنوں کے دھڑے جن کی دعا میں دفع ہیں
 جن کی بلا طاریوں سے سحیریں دیر لان ہیں
 حصہ ملک اور ملذذ بھی ہیں جزو علم دین
 کیف صعبا اور رنجہ کے نشے میں جھوم کر
 ہے شہید رنج کو احرار سے اب تک گھلے

مگر تمہیں غلطی پہ لٹکا جاسے اور راہ خلوص
گالیاں دو تھلاؤ کیا یہی اسلام ہے؟

طوفان ۲۱ نومبر ۱۹۶۲ء

(امیر ایلیان سروردی ملتان)

سہروردی کا قلم انصاف کی قسطاں ہے

فکر ہے پرواز میں اور غرش ہے احساس ہے؛
شورشِ احوال کے فتنے سے یہ عرصہ کھسکا
ایک عامی اور رسول پاک ہیں ہم مرتبہ
ٹاپتا پھرتا ہے اس بازار کا ہر فردش
کیوں نہ دے منہ رو کو داروین کی دھمکیاں
ہو گئی کھک تار و مصروفِ تعریف بیزید
ایک اک گالی پہ تھوہم اٹھی سے اولادِ رشید
چینچ چنچ اٹھے ہیں پیر ناول کی ضرب سے
یہ جو ہیں عزت ہزارہ اور پنڈی کے منظام
قصہ عشقِ رمیجہ ہے کھک قرآن پیرا
اس طرح تدرول پر طوفانِ حق حلت ارمیا
ہم حجابِ آں غزل نکھیں گے مبروضہ سے
سہروردی کا قلم انصاف کی قسطاں ہے

(طوفان ۲۹ نومبر ۱۹۶۲ء)

(امیر ایلیان سروردی ملتان)

کہہ رہی تھی ایک فنکارہ "یہ اس بازار کی"

جلوہ گر "اقبال کا مومن" ہے اس بازار میں
 بجز دستار سیدہ نہ ہو جائیں کہیں
 تانہ ناری برسی "فضا میں" مرشد لار خان
 زاہدہ پروین۔ ترسیدہ اور مرزا پر غزل!
 جو فتنہ بیل کی جباگو نوچتا پھرتا ہے آج
 جنگ آزادی کا یہ مارکا سپاہی "مردِ محرو"
 ایک مولانا مجاہد مختب کی کاشنات؟
 میں بڑی چہرہ بہت تو بے شکن زبرد زبرد
 کئی ننانا عالم سو۔۔۔ خزانِ معصیت!
 کہہ رہی تھی ایک فنکارہ یہ اس بازار کی

امیر الیاس میر و مرزا کا تغزل و آتش کی پیاری زبان
 دیکھ لے شورش! میر سے اشعار میں انداز میں (ماخوذ از طوقان)

کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

شاعر ڈو ایو الکلام سے معذرت کے ساتھ



وہ بھی ابوالکلام خفایہ بن ابوالکلام
 کہتا گیا تھا خیر ہے اس کا تو اب لال
 تاملت بات ہند کا وہ قمر نا اسیر
 اس کے قلم سے سینہ مسلم ہوا فگار
 نسبت ہے اس کو خواجہ عالی مقام سے
 اس کا نشان قبر بھی مسطہ جالے گا مگر!
 اس کے لیے تھے حاصل کوئین ماہر و!
 وہ علم و فضل میں تھا بیگانہ بجا مگر
 اندر سچا کی پریاں رہیں اس کی پہلو
 وہ تھا بلال ہند یہ بدر حجاز سے
 وہ خیر دین کا پوست، جالندھر کا چوبندہ
 اسلامیان ہند کو اس نے کیے نیکوں
 ہر فردہ وطن کی حفاظت ہے اس کا دین
 یہ مصطرب ہے قیمت جنگال پر سیاہ
 اس کے سخن میں اہل نظر کو کلام ہے
 محبوب اس کی صبح مدینہ کا چاندنی
 مشرک غری کے زور پر وہ بظلم حریت

وہ مقتدی کفر تھا، یہ دین کا امام
 یہ بن چکا ہے فضل خدا سے ہر تمام
 نکلا ہزار دام سے لیکن یہ خوش خرام
 اس کی زبان عدو کے لیے تیغ بے نیام
 مٹھارے گو گلوں میں مگر اس کا مقام
 جاری رہے گا تا بہ آبداس گافیش عام
 اس کے لیے مبارک و د عالم نبی کا نام
 اس کا ہے عیش و فقر میں اعلیٰ ترین مقام
 داند حسن کے شوق میں اس کا ہر ایک دم
 ٹوٹا ہوا وہ تار تھا اور یہ مدت عام
 یہ زادہ رسول خدا صاحب تمام
 یہ پاسیان ملت، یہ صدارت مدام
 اس نے بنایا ہند کا کشمیر کو غلام
 کرتا رہا، سقوط و کن کا وہ استقام
 اس کی ہر ایک بات پتہ کہے لاکلام
 معشوق اس کا شام اودھ کا اقبالیم
 کا فربہ بھی اس کی مجلس عرفان سے شاد کام

موضوع بحث نقص نبوت بر علم خویش مقصود پس منظرہ مسلم نامہ
 بانا کہ خوبیوں کا مرقع تفسیر بالکلام
 نقص کمال ہے گر داغ مرصع

اس نے تمام عمر گزاری کچھ اس طرح
 کرتا رہا تفتاحی مسیوں کا افتتاح
 ثناء امین بنیہ، و بطل حریت
 تفسیر فتح سے ہوئی جس کی ابتداء
 اس کے تمام فلسفہ و فن کی انتہا
 پتار بنا، پلاتا رہا تا دم حیات
 اثبات لحد کے معارف کا نکتہ وال
 نوع تھا جس کا ایک حکومت خدا کی ہو
 کئے تباہ تو یہ دشمن اس سے بہرہ ور
 جادوئے چشم دریش مقطع سے زور پر
 نفرت تھی اس کو، قائد اعظم کے نام سے
 شبلی کا بیچہ تھا سیمان کا ریزہ نہیں
 کیا خوب کہہ رہے ہیں مستعد علی خان
 قامت کے اعتبار سے ہے خارج از کوثر
 کیا کیا بناؤں دوست تجھے ان کا امتیاز
 اس کے لیے وسیع رحمت ہیں اولیاء
 وہ اپنی نبوت مرغا اس سے، ہمنوا
 احمد قاسمی اس کو عقیدت ہے سچ کہا
 جس کی زبان ہو شوکت باطل کی درجہ نیچے
 منظور ہے گذارش احوال واقعی
 اس پر بھی آپ چپن بجیں پھو تو و السلام

۲۹ نومبر ۱۹۶۲ء
 رام راہبان سہروردی ملتان،

صاحبزادہ فیض الحسن کے حضور

وہ خطابت کے شہنشاہ اور طریقت کے امیر
آپ کی تقریر کا انداز ہر موضوع پر
نسبت عالی ہے تم کو اس شہ کوئین سے
تم تختان محمد کے شکستہ پھول ہو!!
ان سنا انداز تکلم ان سنا انداز ہبیاں
فاطمہ کے لال پر الزام نا حجاب کر تے
جس کینے کا ہے دامن معصیت سے تازار
کس قدر گستاخ ہے یہ لفظ گنہگار بھی
دلیر کا سببہ بننا ہے اور نہر کا سفیر

(طوناف) ۳۳ نومبر ۱۱۸۲

خطیب ملت صاحبزادہ سید فیض الحسن کے نام!

اے خطیب ملک ملت شاہ اعلیٰ سخن
آپ کے دم سے شکستہ علم و عرفان کا چین
وقت کہتا ہے بنام سنت خیر البشر!
بد عقیدہ دل کے عقائد کو تہ دیلا کریں!

شہر کفر آباد میں ایمان کا چچا کریں
کس لیے حبیب مخالفت کا زمہ کال کریں
است نا توئی سے اس طرح بنا کریں
آپ کے زعمین کا مار وہ کھانا کریں
تو نے دے ترا زو میں اسے تو لا کریں
منحرف ٹاپا کریں اچھا کریں، کسو دا کریں
شورشوں کی گرم بازاری کو ہم ٹھنڈا کریں
صورت ظاہر کا باطن کیوں نہ ٹھنڈا کریں
دین ان کے دین لوگوں کا چہل پروا کریں
اشتبائے بغض کی شدت ساقی ہے خندیں
آپ کا طرز تکلم غیر مسباری نہیں
عزب حق سے آپ باطل کو داتے جاتے

لوٹ جائے سب ظہیم سحر اسے کا آن میں
ایک فتنہ کار کو زور قتل پر نازت
زیب دیتے ہیں انہیں یہ ”منیر و خراب“ کہ
بادہ خانوں میں ”بتان غالبہ“ مودر بغل“
مشغل ملت کے باغی کرگسوں کا سب سے پہلی
جن کی چشم کم نظر میں زندگی بھی موت ہے
واعیان کفر کو نیچا دکھانے کے لیے
خود کہیں یا خواجہ بٹھا تو جائز ہے انہیں
ہم رسول اللہ کو مولا کہیں مشرک نہیں
ان سے ”بازاری سلمان“ اس لیے پیدا کیے
اخترا ابائی کسی حدیق کا شیوہ نہیں
ہم وہی کہتے ہیں جو کہنے کے لائق ہو عزیز
کیوں کسی کے حق میں کوئی بات نازیبا کریں
طوفان ۲۳ نومبر ۱۹۶۲ء

حزب الرسول کے نام !

اللہ سبحانہ عشق نبی ذوقِ فنا سے
تو لوں اے ادا سے نہ لنگھو گے مٹا دے
اُٹھ خواب سے بیدار ہو اسے شیر پر بی
اب وقت ہے اسے فاتح جبر کے ندائی
پتھر کے عوف چھول بکیر اسے میرے ہدم
دیوبند کے ماتھوں ترا سلا م ہے سدا

ناموس رسالت پہ تو کو نہیں لٹا دے
ٹان قوسِ ایمان سے ہر سر کو جھکا دے
بتِ خاتمہ دیوبند کی بنسب یاد دلا دے
اس عہد کے مرجب کو ذرا آنکھ دکھا دے
گالی سے تراش کر سے کوئی تو دعا دے
پیغام یہ سرکار کو اسے یاد دلا دے

کاشی ہو کر دیوبند وہ عجزی ہو کر گاندھی
 پیاسا ہے زمین آج بھی خون بہا رہا رک
 ہر خطب اسلام کا لہریں گے ہندو
 اسلام کے غدار وہ ملی ہوں کہ مدفن سے
 لائے ہیں نیا جالی یہ مذہب کے شکاری
 طوفان کی مانند تو کوئین پہ چھایا
 میں بادہ تو حید سے سرمست ہلائی

یہ عشق مجسم کا سر لیں ازل ہے !
 حسان کو بلند نہ داور کے شفا دے !

امیر الیاب حسان الیحدی



طوفان ۲۹ نومبر ۱۹۶۲ء

صدائے گنبد

غلمان الاررار شورش کشمیری کے نام !

گردہ کہ ہے یہ شکوہ آسمان گستاخ ہے
 شاتم ملت ہے استایل کی امت تمام
 جس بری چہرہ کی شونی ہر بخاری مرے
 جیف اس باز کا تو ان سنا میں گیا
 چیر کر کشمیر کے "آلو" برہمن زاد کو !
 کہ گیا احمد رضا کو ایک "پنڈت" ہندو بان
 وہ مسلمان کو کہیں مشرک تو یہ توحید سے
 شاہ بازار اب محذوم ملت ہو گیا
 مرست کر دیتی ہے یہ تھانہ جھون کی غایا ساز
 معنی بے ریش ہے ریشاں سے شکوہ ہنچ

میں کو کہ ہے گلہ ہر مغاں گستاخ ہے
 دلو کے بدن کا ہر پیر و خواں گستاخ ہے
 لوگ کہتے ہیں وہ شاہ گلہاں گستاخ ہے
 دائے طلی کا بھی انداز بیان گستاخ ہے
 شاہ اقلیم صفا کی زبان گستاخ ہے
 اور پکار اٹھا ہے ہر بھکشو کہاں گستاخ ہے
 میں زبان کھولوں تو کہتے ہیں زبان گستاخ ہے
 قائد احرار امت زبان گستاخ ہے
 اس لئے تھانے کا ہر شانہاں گستاخ ہے
 ریش کو شکوہ ہے یہ رلف تباہ گستاخ ہے

کہہ رہا تھا کہ یہ تارا سچکھ کا ہم زلف ایک
 باعثِ رسوائی دینِ حنیف ہے وہی !
 فیض سے جس کے پیر میں خوشہ چیں اہل ہنر
 جو چلائے اس پر تیرا بیسی کاں گستاخ ہے
 شرم سے آنکھ اور دل غیرت سے خالی ہو گیا
 شوخِ حرار اک آوارہ گالی ہو گیا

طوفان ۲۳۔ لوسیدو ۱۹۹۲ء

(ایثارالبیان سہروردی ملتان)

گردشِ ایام کے آگے نہ جھک

دستِ نازدستِ نام کے آگے نہ جھک
 گنبدِ خضرؑ سے ہی وابستہ رہ !
 عاشقِ احمد ہیں غمدارِ وطن !
 لغوہ باطل سے حق دیتا نہیں
 دشمنِ اسلام صالح بن گئے !
 وہ تو ابنِ الوقت ہیں یہ ہیں گے بوں
 مردِ حق ہیں اسوۂ شہیدِ دیکھو
 جنگ کے اعلان سے گھبرا نہیں
 یہ تو ناموسِ بنی کا ہے حریم
 ہنکے ہو جو کئے گئی باطل کی چٹان
 ہاں پرستِ طوائف سے نہ ڈر !
 وہ تو گستاخِ درخوب ہے
 جس کا لغوہ ہے کہ " بندے اتریں
 چھوڑ کر مردانِ حق کا راستہ
 دینِ قہیم کی صداقت کے امین !

تیشہ الزام کے آگے نہ جھک
 شوکتِ اہرام کے آگے نہ جھک
 اس خیالِ خام کے آگے نہ جھک
 شورِ شرس و کبرام کے آگے نہ جھک
 اس نئے الہام کے آگے نہ جھک
 پر تو صبحِ دستِ نام کے آگے نہ جھک
 خطرۂ انہام کے آگے نہ جھک
 صلح کے پیغام کے آگے نہ جھک
 مفتیِ اسلام کے آگے نہ جھک
 دفترِ اہام کے آگے نہ جھک
 لطفِ گمنام کے آگے نہ جھک
 مردِ نافرِ جام کے آگے نہ جھک
 اس موادِ خام کے آگے نہ جھک
 طفلِ خاص و عام کے آگے نہ جھک
 ناروا احکام کے آگے نہ جھک

جرات شیر سے کچھ کام لے ! بندہ حکام کے آگے نہ جھک
حق پرستوں کا بھی دور آجائے گا
گردشِ ایام کے آگے نہ جھک

از حروف ۲۳ نومبر ۱۹۶۱

امیر الہیاء سہروردی ملتان

ہفت رنگ

لب پر بس نازِ سنگر کا سن ہے ساقی
وقت کے ماتھے پر اک بل جے شکن ہے ساقی
اور سر اٹائے بُتِ سیہیں زرقن ہے ساقی
تیرے اسلام کی تفسیر یہ فن ہے ساقی
اس زمانے کے اجڑوں کا چیلن ہے ساقی
حق پرستوں کے لئے وار و رسم ہے ساقی
اور شاہین کی جگہ زارع و زغن ہے ساقی
ہائے کیا فیصلہ اہل فتن ہے ساقی
جن کی تقدیریں ہی گنگ و مہن ہے ساقی
اشکِ خونیں سے پیلا جس کے چین ہے ساقی
بندہ لات و جہنم عبد و دشمن ہے ساقی
تیرے دیوانوں کے کاندھوں پہ کھن ہے ساقی
میرے دل میں تو بسی شیبِ وطن ہے ساقی
نہ ہی کچھ دیدارِ دار و رسن ہے ساقی
ان سے ہی خطرہ میں اب نظم چین ہے ساقی
اُن کی زد میں میری قسمتِ بد و من ہے ساقی
ہائے کیا ظلم ہے کیا خسرو سن ہے ساقی
تیری پیشانی کہ شورش کی کرن ہے ساقی

نہ وفا ہے نہ محبت کا چلن ہے ساقی
کیا کوئی فتنہ تاتا کہ سین سے اُٹھائے
مردِ موسیٰ کی زبان پر ہے ربیعہ کی صفت
اس کے ابو نعشہ پر بوٹوں پر لکھا کرتا ہے
اہلِ دنیا کے قصائد شیکر بندوں کا لکھ
دینِ فردشوں کو ہے توحید کی مسندِ ماحیل
بند گاہیں ہوں "ارشاد" کے متر پر کیں
ہم کو "گاندھی" کے پرستار صغیر گداریں
اہلِ زمزم کو یہ توحید سے ماری جاتیں
اس کو "صیاد" نے قدار کی گالی دی ہے
یہ جو ہے "مفتی" ہے ریش میں بک کہتا ہوں
بڑے ناموس پر مرے کی قسم کھاتا ہے
مہر کو اہل کی قسم ارضِ حرم کی سوسند
میں وطن دوست ہوں تخریب سے کیا کام مجھے
وہ ہیں خداداد جو شورش کو بہت چاہتے ہیں
ان سے کہہ دو کہ رہیں امن سے یا جائیں نکل
میرے گھر میں میرے آباد پر کریں "سب و شتم"
تیرے عارض کی یہ مرسئی ہے کہ جس تابی

میری ہر بات شگفتہ میرا انداز بنا
ترسے دو دیش کا اعجاز اگر تھی ہے ساقی

(ظرفان ۷ نومبر ۱۹۶۲ء)

امیر البیان ہمدردی لسان۔

ہر لفظ سرور و رقم ہو کے رہے گا !

اللہ کا بریلی پہ کرم ہو کے رہے گا
سب غلام دیوبند حرم ہو کے رہے گا

دیوبند کا پال علم ہو کے رہے گا
ابرار بریلی کی دھڑک کے اثر سے

جو ہاتھ بھی اٹھے گا قلم ہو کے رہے گا
شیراز اسلام ہو کے رہے گا !
جو سر بھی ڈرا اٹھے گا خم ہو کے رہے گا

توس رسالت پہ دیوں کے کفن کمر
اٹھیں گے بہت شور مٹاؤں سے یگین
ہاں نیچا دکھانے کے لئے رہیں حسن کو

سر ہند حق عہد صغیر ہو کے رہے گا
دنیا پہ یہ الزام علم ہو کے رہے گا
ہر لفظ سرور و رقم ہو کے رہے گا
بدنام زمانہ پہ دھرم ہو کے رہے گا
تعداد میں ہر بیش ہے کم ہو کے رہے گا

گاندھی سے تیرے شارخ نے عہد کیا تھا
ابرار بریلی کو چودہ کہتے ہیں حلالی
ہم خون سے نکھیں کے اکابر کی کہانی
طوفان نے اگر کھول دیئے لاز بفتہ
طوفان اڑا دے گا پتلاؤں کا یہ قلعہ

اللہ تے تاثیریاں مجھ کو عطا کی
دنیا پہ عیاں ہو رہا قلم ہو کے رہے گا

(ظرفان ۲۳، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰)

اعلان حق

ہم پیروی جنبل و نعلان لکھیں گے
اس جان دو عالم پہ خدا جان کوہیں گے
ہم دلدادہ عشق کا اعلان کریں گے
غدار و دغا دار میں پہچان کریں گے

ہر حال میں حق بات کا اعلان کریں گے
یوں عشق کی تکمیل کا سامان کریں گے
ہم عزت و ناموس محمد کے پرستار
وہ دن بھی کبھی آئے گا ارباب حکومت

ہم اہل جہنم اور جہنم کے آگے
نہ لائیں گے مبت خانوں پر اسلام کے پرچم
بھارت کے دفا دار نمک خوار دھانی
کب تک وہ یہاں شوخ و مہیاں کریں گے

اللہ وہ دن آئے گا دیوبند کے ملاں
خود اپنے صنم خانوں کو دیران کریں گے

(از مسعود اعظم ۱۴ - دسمبر ۱۹۶۲ء)

ابلیس کی اولاد کا پھر چڑھ گیا پارا

رد باہ نے اللہ کے شیروں کو انہارا
چاہوں تو ابھی مرڈوں گنگا کی یہ تیریا
سے تھکے گرداب میں دیوبند کی تینیا
تھک مار کے بیٹھے ہیں بڑے گھاگ و بابا
معلوم ہے! شور و شش کو نہ بچتے ہیں مداری
جاسے میں سنا تہیں کیوں؟ باست کا فرعون
انٹا نہ اچھل خبند کی خبیر کے کیلے
ہم نے اگر ایک تیرسی ترکش سے نکالا
نڈی سے ٹکل جائیں گی طسار زبانیں
وُحلتے نہیں باتوں سے کبھی جیکے وجہ
ہیں سمت کو ملاں نے اب موڑ دی کشتی
ناریخ پر خود اپنی ذرا ایک نظر ڈال
تھا کون ہر انگریز کو کہتا رہا رحمت
انگریز کے جاسوس تھے سارے ترے کہا

ابلیس کی اولاد کا پھر چڑھ گیا پارا
چڑتوں سے عبور ان کا میں کر سکتا ہوں دھارا
بل سکتا نہیں اس کو سلامت کا کنار
جب ہی تو ہے بے ریش سپوتوں کو انہارا
کھٹ پٹن کو مٹا ہے پس پردہ اشار
ڈالوں گا مہبت کچھ اسے اشار کا چہارا
موجود تیرے سر پر دلائل کا ہے آرا
میدان میں رہنے کا نہیں لشکر دارا
جب ہم نے سر عام صداقت کو بکا
کس نے ہے سیاہ رنگ کو پوڑ سے بھارا
اس سمت کا مدت جو نہ ڈر باہے کنار
تھا کون جو انگریز کا ڈھوتا رہا گھارا
کس نے کیا گوروں کے و خلیفے پر گھارا
دیتا ہے جنہیں زور تسلیم کا تو سہارا

کہا عیہ الاسلام وہی ہے ترا رہبر؟
مرزا کے لئے لکھوں دیا باب نبوت
کی تجد کو بھلا عشق پیغمبر سے سروکار
دنیا کو کسی بات میں الہانے کی خاطر
تو زور خطابت میں بڑھا آگے وہاں تک
انگریز کے جیسا سرس نکل جائیں وطن سے

صادم انہیں کہہ دو کہ نہ ہوں حسن پہ نازان
بے پردہ ہوا رُخ تو چراغِ قہرِ صادم

ماخوذ از طوفان ۷ نومبر ۱۹۹۲ء

صادم طنائی

اے قہرِ دیوبند

مغزور رہا اپنے سپوتوں پر تو میرے اس قہرِ دیوبند
مائی تیرے کرتے رہے جھگڑا کو خود نہ اسے قہرِ دیوبند
تو یہیں محمد کا تجھے ٹھیکر ملا ہے، کیوں تجھ کو رہا ہے؟
مٹا کئے، مدینہ کے مغالی ولی تجھ پر کسی کو ہوا وجہ
مانا کہ تجھے راس نہیں آنا میرا بیٹے میں ہے کیمنہ
تو یہیں تھی اکذب خدا، مگر کابھتانی یہ ہیں تیرے کمان
امداد نہیں لیتے تمکا اور دل سے۔ چلتے ہیں انہیں سے
اللہ کے بندوں سے تو رکھتے ہیں یہ نفرت پر ہے حقیقت
یہ تھا تری تعلیم، ترے فضل کا دفتر صادم نے کیا سر
ہے کوئی ترے حلقہ گوشوں میں نہ خدا سے قہرِ دیوبند

(ماخوذ از طوفان ۷ نومبر ۱۹۹۲ء)

صادم طنائی

جواب آل غزل

ہم کو سنارہا ہے وہ "باتیں" کھری کھری
 دینے لگا ہے ہم کو وہی درس آگہی
 کرنے لگا ہے اب وہ بیجان سیرت نئی
 کرنے لگا ہے دہر پہ ظاہر سشناری
 آئی نظر نہ اس کو کبھی اپنی کافری
 کب سے ملی ہے تجھ کو سند عظیم دین کی
 سن لے تو پہلے غور سے اک میری بات یہی
 ہندو کی مہر کیس کی جیس پر بتا لگی
 خود سوچ کس نے بیچی ہے مشعر ہیمی
 غنی کانکر س کے ساتھ بتا کس کی دوستی
 روندی تھی کس نے سوچ رسالت کی برتری
 کیونکر یہ مان لیں کہ مسلمان ہیں تنہا نوی
 کی قادیانیوں کی بتا کس نے رہبسی
 کس نے بنی پر اس کی دکھائی ہے برتری
 گھاڑی ہے کس نے توب بتا شرک و کفر کی
 کیجئے ہیں تو نے کس سے یہ آداب کا فری
 کس نے جہاں میں عام کی ہے دوس کا فری
 کن کے دلوں سے سوچ کر شرم خدا لگی
 تعریف اہل سن کی کہیں کیوں بریلوی !
 اچھی طرح کہے اہل حقیقت کو آگہی !

گذری ہے اس بازار ہی میں جس کی زندگی
 عقل دشمنوں سے جو سرا سر ہے خود تہی
 چہرے پر جس کے سن فسنگی کی ہے جھلک
 ہاتھوں میں لے کے پرچم غستاخی دشمنوں
 جھانکا نہ اس نے اپنے گریباں میں کبھی
 میں پوچھتا ہوں اس سے کہ اسے باقی ضاد
 دون کا ضرور تیرے سوالوں کا میں جواب
 پر شاہ مسندوں کا بتا کون کھ گیا
 صدارت کی ہے کسے غور سے لگا تار سے کون
 آزادی وطن کا مخالف بتا کون
 نہرو کو یا رسول بتا کس نے حق کہا
 نانو نوی بہ کفر کا فتوے لگے نہ کیوں
 کس نے کہا ہے "باب نبوت نہیں ہے بند
 دینے میں امر سن کے زمانے میں کس نے گیت
 کرتا ہے کون ذکر حبیب خدا کو بند
 کس نے سکھائی ہے تجھے تو ہیں مصطفیٰ
 کس نے بتا ہے گنبد خضریٰ کو بیت کہا
 غنا کون جو گرانے لگا تھا مزار پاک
 دشنام ہے ہمارے لئے نام دیو کا
 میں کیا کہوں غصے کون شہیدان بالا کوٹ

گستاخی رسول پر مارا گیا تھا کون
 احمد علی کی ہسری ہو کیوں تجھے پسند
 بیشک نہیں ہے الفرد دھمکود کا جواب
 گرا جیوں میں کب ہے کوئی ان کے ہم مثال
 ہم وارث ہجوم دشمنان ہی ہیں مگر !
 ہم تفرقہ و فساد کے خوگر سہی مگر !
 انسانیت کے نام پر دیتے ہو گالیوں؟
 ننگے ہوئے ہو خود ہی مشرانفت کے نام پر
 پھیلانے فتنے خستہ نبوت کی آڑ میں
 پسند سے جوڑتے ہو نبوت کے نام پر
 کتب دکھا کے بازی گری کے سیٹی پر
 نفروں سے ہے امیر شریعت کوئی بنا
 تیرا جود ننگ صاف ہے سر بسر
 رہ سبیل حق بریلوی کہتے ہو تم ہے !

افغانی کا کوئی شعر بھی نشر سے کم نہیں
 وہ جانتا ہے کیا ہیں ادا ہائے شاعری

رافضی کوٹلوی

فنی شورش کی کتاب چرچند راہ گفتیم کے ص ۲۴ کی نظم کے جواب میں -

کھری کھری یا ہری ہری

یہ اشعار کتاب چرچند راہ گفتیم کی نظم فی سبیل اللہ شاد کا جواب ہیں جو ولید خوران لارڈ مشنگ کی عبرت یکے لگان ہیں۔

ایسا نہیں ہے شیوہ تلکدیر و دشمنی
 چیرا ہے تو نے خود ہی تو دشمن سے کھری کھری

شہ اگر علما نے دیوبند کا گری کا ساتھ نہ دیتے تو تقسیم ملک کے وقت مسلمانوں کا عظیم جانی و مالی نقصان نہ ہوتا۔

ہم کوستانہ پاک داناں کی داستان
گاندھی جی سبے خدا تیرا اردو ساطوات گاہ
سنگدوں سے باختر پنج دی مسجد شہید گنج
احرار پہ بھی تونے کئے خوب ہاتھ صاف
میں پڑھتا ہوں مجھے فردوسیم کے غلام
آئی عطا کا معنی ہے دل میں تیرے کہاں
اسلام سے مشتاقا ہے کب تیرا خدا ن
کس منہ ظلم ایستا ہے، شیر خدا کا تو
مانگی ہیں ڈر سے جیل میں تو نے معافیاں
ہے مستحق پرچم فداں کس طرح
ہے ناز تجھ کو اپنے ادب پر نہایت مگر
لازم ہے برہی میں بھی تیرا حواس پر
الفاظ سوتیلا، ہے بود تیرا بیاں !
تو کلافت کا گھر کس سے بھی کل تو تھا کئے جوت
کھا کر تنگ ہمارا۔ ہمیں سے مقابلہ !
ڈرتے نہیں ہیں شور میں باطل سے (ہل حق)
ہم جانتے ہیں قلعے جو تو نے کئے ہیں ہر
بے لب پہ ذکر حسینؑ و فسادوں گڑگیا
الزام اور حضرتؑ شیخ الحدیثؒ پر
نا تو نوی دھماکی دھت توئی کا پاس
احمد علی سے پیار ہے احمد رضاؒ سے میر
کی حرف گیری قسمی کے شہر پر مذکور
لائق پردہ ستار مرکز نشر و نسا د کتب
ضروں سے تو نے اپنے اٹھ لائے خوب گند
کرنا اگر تو دونوں مندوں کو انتہا

پتہاں نہیں ہے قوم سے کچھ تیسری سہری
نہرو سے ساز باز ہیشہ تری رہی !
خون حرام سے ہوئی جہے پردہ شش تیسری
دوبندوں کو توٹنے کی اب ہے شان ل
یہ نظم کہتے دام میں تیسرا کی گئی !
کی تو نے بندوں کی لڑکھائی سے چا کر ی
تیلین دین تیرے مندر میں کب ہوئی
ادبے حیا ہے پیش ہی جب تیرا آذری
مہدی نہیں ہے قوم کو تیسری تہوری !
ہے داغدار چادر عصمت ابھی تری
رکھ دوں تھا ساز بھونکے میں تیری شامی
پرچم سے کیا تعلق دربط شتادری !
سیک ہے کس نقال سے فن مخوری !
آئی نہ کام کچھ تیسرے، تری سپہ گری
عجس کش کی رسم ہے درشت میں کبھی ملی
ڈنٹ پھیر دیتے ہیں یہ چھپیڑوں کا گنج بھی
ہم پر عیاں ہے خوب تری "لابت چھبگی"
وضع دیبا س سے تو بچتی ہے "کافری"
دکھائی تو نے خوب ہے اپنی کیمنگی
لیکن ہے عورت پاک کی آفت سے دل تہی
یہ رسم دین پروری ہے یا کر دین گھسی !
صبر یق کے بیان پر تنقید کہوں نہ کی !
پھیلا تو نے آکے یہاں پر ہے ابستری
عاری ہو جو ادب سے وہ ہڈیاں ہے شامی
ہم بھی بکھتے پھر تو اسے عدل گسری

تھی اس رات صادق اس وقت احتیاج
 سوچا نہ یہ کہ اصل فساد ہے ان میں کون
 فرسے نہ دیکھے شرک کے دیوبندوں کے کون
 مذہب سے کام لیتے تھے! تو اپنا کام کر
 لے عیش، قوت، قوم گرد جیہوں میں دام بھر
 (حادثہ الہوائی)

منظور ہے گذارش احوال واقعی
 کیا خوب کی ہیں حضرت شورش نے یہ قلب
 تھے پاس ہی امیر جماعت جناب کے
 کھولے گئے ہیں ان کی قیادت کیج و خم
 شعلی پہ اور عجب درخشاں ہی یہ بدوں
 کس دست کفر باز کے یہ سبقت ہیں
 سب ان کو جانتے ہیں یہ بندے تھے دیکھ
 وہ دیکھئے جماعت علانے باو تار
 تھلے خوشی میں نغمہ ساز لب
 عمر سے کہ با حدیث و فقر آن گذشت رفت
 یہ سن رہا ہوں حلقہ بگوشان بجزاب
 نازاں ہیں کفر و شرک کی رسموں پر جبکہ رب
 اور کجی وہ دوکان ہے جو دیوبند میں
 ہے پانچ لاکھ جس کا بیوٹ ایک سال کا
 سجادہ مانے رشتہ و ہایت کی آڑ میں
 اقبال نے کہا ہے جنہیں دین سے بے خبر
 یہ کھارہے ہیں دین فردوسی کو روٹیاں
 تھے کون لوگ لاڈ لڈکائی کے خسار زاد
 معلوم یہ ہوا ہے ہمیں راز دار سے

کہتے ہیں لوگ مجھ کو کیے از بریلوی
 اچانک جگے اپنی ہی باتیں ذری ذری
 ان سے ہی پوچھ لیتے تھے حال سہری
 ماری تھی ہے ان کو میں تکفیر کی جھری
 کس کس نے آزمائے ہیں نین سہری
 کس ابر کفر بار کی بجائے کیا تھی
 رہتی تھی ان کے ہونٹوں پر تکفیر کی تری
 اک رہنما کی راگھ پہ رلوڑی جڑھا تھی
 اللہ ہے بانڈ جبینوں کی خود سری
 اکوڑ نادر جلوہ تہلے آذر عسری
 جہارت ہیں اسب تو کر لے لگے ہیں جاوڑی
 ان عالموں کے دین کا شیوہ ہے رہ گری
 ہنست ہے جس کی رفت باطل پر مشتری
 کر لے لگے ہیں جس کے گدا بھی سندی
 مرے اٹا رہے ہیں کلا غوں کے لالچی
 اتری تھی جن پر جیل میں آیت نئی نئی
 کہتی ہے اس دوکان پر شرک کی جھری
 کچھ اپنے دل میں خود ہی کر رہا اس کی منفی
 تھے ایک جھڑپ بھائی قلعی سی آئی تھی

اشراف علی سے تھا اسے زعم برادری
 دیتی تھی بھائی جان کو بھی مانا اشراف
 تھی اس "نیکم قوم" کی حکمت ہی دیکھی
 جاری رہی ہے کہنے دونوں نیکم نوکری
 یوں کر رہے تھے شمشاد پیغمبر کی پوری
 کس کو بھلا ہوا ان سے بحال سخن در
 حائل ہوئی تھی کس کو عمل میں برابری
 کلمہ تھا جن کے نام کا ذکر سحر گوی
 تھے جیتنے ہی والے انشت پیغمبر
 کس طرح سے جلتے گالیوں پر برتری
 کو شہ قاتیل غنچ و دلال رخ پر
 ان کو سکھا سکھ تو سکھا دو شاوری
 اور ہو سکے تو لے کے ڈھونچ حیدری
 لے لے کے وہ گتے تھے حکم کی تقدیری
 ہے جس کے دم سے کفر کا گیت ہی ہری ہری
 بیدل کے دل لے یہ لوانے شاعر
 چھینیں گے آپ دین کے پتھر یہ نکری
 شوہر شہنشاہ بار اٹھی خودی مس گئی
 بخشی ہے جس سے ہیں تو لے آہی
 نکلیں گے ارغی بخت سے شیطانوں کے پیچھے

اٹھے گا اس زبیر سے فتنہ کبھی کبھی
 رئیس احمد بستوی مبارک پور غلام گڑھ

ہتے ہیں چند لوگ کہ اکبر تھا اس کا نام
 شاید اس کے نبیوں سے سرکار باوقار
 یہ دست غیبی لطیف خدا کا بہانہ تھا
 شاید یہاں تک اسے تھا نہ جہوں کے گھر
 یوں کا دیدار شرک فووشی پہ نور تھا
 ان نادیان قوم یہ جو ہر تھے بے مثال
 تھا کوئی چوٹا بھائی رسالت کاب کا
 پڑھے تھے جن کے نام یہ اہل - یو
 آپس میں صوف ایک ایکشن کی دیر تھی
 کیا لائے گا دھرمین ان کا کوئی جواب
 "غالب شاہ دیوبند شورش گناہ شقیم"
 ان پر اڈا ڈرچم فاروق ذی وقار
 ایسوں کے سامنے تو شرافت کا نام نہ
 میں جانتا ہوں تم سے نہ خیر اٹھے نہ تیغ
 شورش سے سیکھے شیوہ الحادیت کو
 یہ عزم یہ ارادہ یہ آہنگ دست خیر
 اہل سوں کے آئینہ خانے میں بٹھ کر
 دنیا میں اہل دین کو راجہ حق سے روکنے
 اسے تاجدار گنبد حضرت تیسرے شہار
 نکلیں گے ارغی بخت سے شیطانوں کے پیچھے
 اٹھے گا اس زبیر سے فتنہ کبھی کبھی

نومبر ۱۹۶۲ء چٹان



نگارشات صابر براری

تیری تو ساری کھنڈ خنیں اب سن کھری کھری
فصل بہار جن کے ہے دم سے ہری بھری
تندہا جس کی خلق میں (اسی) ہے فی صدی
حقاکہ صغیوں کی جماعت ہے یہ دہا!
لاریب اہل سنت و اہل راہ تھے سہی
اکٹنہ میں حقیقت حالات واقعی!
تیری چٹان کی تو ہے بنیاد ٹھنسی ٹھنسی
برسکام برنگان میں گئے ہم حشر بے حسدی
رکھ دیں گے دھجیاں وہ اڑا کر تیرسی اسی
تیری چٹان ہی میں ہے آئینہ بست گری
خیر سے بڑھ کے نجد کا نقشہ ہے گشتی
خدا کی نافرمانی و گستاخی اور ستازی!
روندی گئی ہے جن کے عماموں کی برزی
خفا کون مجڑ کھاؤ بسارس کا ایلچی
کس نے بتاؤ جنگ مسلمانوں سے لڑی
تیرقصانے کس کی رگ بسم کھول دی
پاتے تھے ماہوار یہ رقیں بڑی بڑی
ہے یہ حدیث پاک رسالت مآب کی
ہے نجدی ذرت اصل میں اولاد خارجی
سرمونڈے عورتوں کے دم جنگ زرگری
روندہ کو بت کدہ ہے لکھا کس نے اسے شتی
کہتا تھا اہل حق کو وہ مشرک و بدعتی
ٹاں گراہی میں دونوں کے ہسر نہیں کوئی

اسے شرسند شورش و منفرد و منتزی
بدعت پسند کہتا ہے ان کو زبان دراز
سختی سواد اعظم اسلام اب بھی ہے
فرمایا مصطفیٰ نے جسے جنتی گروہ
اصحاب و اہل بیت و اکثہ ادلیہ
تاریخ میں ہیں سختی بزرگوں کے تذکرے
ٹکراتا ہے پہاڑے کیوں بد نصیب تو
ہر شمر پہ دیں گے ہم تجھے دندان شکن جواب
کو دیں گے ننگے خود ہی عقائد تجھے تیرے
کافر گری کی دم تیرے بن دھرم میں ہے
گستاخ شاہن مصطفویٰ مشعل الہیہ
تھے خانہ زاد لارڈ کلائیو کے سپاریار
انگریز کے غلام تہارے امام تھے
ایگریز کا حسابہ تقی سنا کون
ریختوں سے مار کھائے گیا بالاکوٹ کون
گتے کی موت مارا گیا کون جنگ میں
ارباب دیوبند تھے بڑے کسے فضلہ خوار
شیطان کا سنگ نکلے گا نجد و حبار سے
علامہ شامی لکھتے ہیں اپنی کتاب میں
پہلانی شیخ نجد نے ہے کیا کیا شیفت
ڈھانے میں کس نے دیکھ مزار است اسنیاء
تعلیق کو مسترد دیا اسس نے ناروا
کہتے ہو لاؤ الزم و محمود کا جواب

گستاخی رسول مگر تجھ کو صبا لگی !
کس نے کتاب مریج یزیدی میں بے لکھی
مختاری بنیں وہ محمد بن علی
کس نے لکھا حضرت کو گاؤں کا چودھری
بڑھ جاتے ہیں عمل میں نبی سے اُمّی !

احمد علی کی ذات پر تنقید نامہ
کس نے حسن حسین کو باقی کہا ہے دیکھ
لکھا ہے ایک کھڑے نے اپنی کتاب میں
کس نے لکھا ہے مرگے وہ مٹی میں مل گئے
کس نے لکھا یہ دیکھ لے تذکرہ الناس میں

عہ نالوتی ونگوہی انگریز کی ایکٹیوٹی میں مجاہدین ۱۸۵۷ء سے لڑتے رہے اندکرة (رسیدہ) اور تھانوی کو چھو
روپے ماہوار انگریز جاسوسی کا مہلتا۔ رملانہ الصدوق ص ۷۔

صدقے میں دیوبند رکے اردو بھی آگے
کرتا ہے کون دعوئے شان پیہری
جائز ہے ترے دین میں ملی عکاسہ جینی
زاغ سیاہ کھائے میں بھی ہے بہتری
جائز ہیں گیلیں پوریاں لیسکن ہنود کی
خارج ہے دین حق سے وہ بے شک جہنی
دکھلاتے ہیں عوام کو یہ رعب گیسٹری
فتنوں سے ہی کے دین میں پہل ہے ابتری
عبدی دہرم کی بولی سہاں جہرمیں کھل گئی
کیا اب بھی منہ دکھانے کی صورت تیری باقی
جو تلوں کی جھوٹ باتوں سے مانے بھی ہیں کمی
حقیقت خشت گداو

کس نے کہا یشان رسالت باب میں
بے کون مٹی کر پڑے جھانٹی میں حضرت
میلاد مسطفیٰ تو کھٹیا کا ہے جسم
جائز و پاک نعمت ربانی جیوڑ کر
ہے شریعت و میل محرم نتیجے حرام
علم ہی کو جس نے بہائم سے دی مثال
حکام و بیسٹروں سے مراسم کی آڑ میں
علمائے سٹو ہیں کون؟ ہیں علمائے دیوبند
نکو دغریب ہو چکے سب ان کے اشکار
رسوا تو خود ہی اپنے عقائد سے ہو چکا
دی گئے یقیناً ایرٹ کا پتھر سے ہم جواب
صابر نے کی ہے نظم

مطلق نہیں مراد نواح نے شاعری !

سوار اعظم ۸ نومبر ۱۹۶۵ء



ضربِ یدِ الہی

اب اس لئے ہم سے بھی ذرا باتیں کھری کھری
 گاندھی کے ساتھ جو رہے کرتے بری بری
 نفس میں ہے اول سے نئی شیطنت بھی
 تو وہ ہے جس کو ماننا اب تک ہے دوسری
 پنہاں مہنی ہے قوم سے تری سپہ گری
 تو وہ ہے جس نے ملک میں پھیلائی ابتری
 تو نے ہمیشہ گاندھی کی چمچ گسری ہے کا
 صورت ہی جب کہ ہے تری اپنی ہندو سی
 دیکھا نہ اپنے آپ کو اللہ سے بے بسی
 تو خود ہی تنگ دیں ہے اور مقہور و لعنتی
 رنگ رنگ میں تری ہے جبری پس قتل بروری
 تفریح و بزم پر بھی نہ تیسری نظر گری
 وکان قریب و دہل کی ہے تیسری شامی
 میں نے ہی پیسے دئے اُس نے خرید کی
 جیہوں پہ ڈاکہ ڈالنا تو ہی تیسری سی
 ناموس دیں خود ہندو دیں کو تو نے چنگ دی
 کافی ہے جس کو ایک ہی ضربِ یدِ الہی
 اگر ہے غداروں سے تیسری زندگی
 ادبے حب کیا نہ وکذا اب و مفسد تری
 زندہ ہے ہی کے فیض سے دم تلسد تری
 شاید کہ تیرا آگیا ہے وقتِ آخری
 کرتی ہے سینہ پا تجھے ملا کی ہسری !

ادشور شش بد بخت اد ہندو ہر تری
 تو بھی دہی ہے اور میں ساتھ تیسرے دہی
 تیری زبان و لہجہ میں نفسیت کا ہے زہر
 تو وہ ہے جس نے سیکڑوں بچے کئے یتیم
 گولی کا تو نشانہ ابھی تک نہ ہی سکا
 دامن ہے تیرا مشرقِ شہیدوں کے خون
 تو وہ ہے جو غلاتِ مٹا اس ارضِ پاک کے
 نسبت ہے تجھ کو کیا حبلا خیر الام سے
 تو عالمیاب دن پر کرتا ہے اعتراض
 رنگِ حبلا تو کیا کرے گا ہم کو بے حیا
 تری حیا د شرم کا دامن ہے تار تار !
 تو قوم کو ہے کر رہا آمادہ فساد !
 تو وہ ہے جس نے قوم کو لوٹا ہے بادبار
 تو جس سے وہ ہر سر بازار جو چکے !
 گزرتا رہا تمہارا تو مذہب کی آڑ میں !
 کس شمس سے دوسروں کو کہتا ہے دی فروش
 ہے شور و شر و شور و شہس پہم تیسرا جود
 ملت کے ماتھے پر ہے تو بٹیکہ لکاک کا
 پستان باندھتا ہے تو شیخ الحدیث پر
 تو اُن کو کافر ساز کا فتوے سے دے رہا
 ہیں گشتِ بزمی کہتا ہے بے حیا !
 ہسرتی کا ہے کوئی بتا تو تو ہے خوش

مانا کہ تو بہنے سرکش و چالاک دقت نہ کش
بیٹھا تھا یا کھڑا تھا تو شیشے کے ٹکڑے
اب بھی نہ دی زبان کو تو نے اگر لگام

اب بھی نہ آیا باز تو بے باکیوں سے گر
صائم کسر نکال دے گا سپر رہی سہی
(محمد ابراہیم صائم لاٹھوری)

موج سیلاب

نہ کیجئے اس بھڑاچھڑا غمیاں مجھ سے
نہ تھا تو ہی بول نہ بولی نہ دی ہر
بہت دلوں سے شاہین کا ایک گروہ تسلیم
ہر اک منافق و فتنہ پسند و فتنہ ساز !
مگر یہ سوچ رہا ہے ہر اک خیر فروش
میں ان کے مکر و فریب و ریاست واقف ہوں
غلام سرور کو میں ہوں خدا کی قسم !
مجھے کسی کے ہراسنے کی فکر نہیں !
حضور سے بھی جوگتا جوں کے دای ہوں
ہر ایک انہیں سے زبردین پڑا ہے گر
بزم خود و شریعت کے پاسان ہیں آج
مجھے بے شان رضانے بریلوی علوم
انہیں کے دم سے ہر قائم و قدر دین مبین

ادب ہے شرط نہ کھولائے رباں مجھ سے
مگر کسی کی حقیقت نہیں نباں مجھ سے
بگھڑا چلا آتا ہے شہنشاہ مجھ سے
یہ جانتا ہے فتنہ ہے بدگماں مجھ سے
کہ دین ہیں ہر چہرہ اتنا جاں مجھ سے
منافقین اہل سے ہیں مکر و دال مجھ سے
انہیں کی کفر و ضلالت کی دجیمیاں مجھ سے
مگر خفا نہ ہوں آٹانے وہ جاں مجھ سے
وہ لوگ یوں نہ کریں بدگامیاں مجھ سے
یہ چاہتا ہے طعنے جھک کے کہاں مجھ سے
نظر ملائیں وہ گمراہ ہستیاں مجھ سے !
قریب تر ہے بریلی کا آستان مجھ سے
پھپی ہرٹی نہیں انہی لمبیدیاں مجھ سے

میں اک غلام غلامان مصطفیٰ ہوں موج
گمیں گی حرمین باطل پر کھلیاں مجھ سے

عزم بالجزم

قسم خدا کی مسلمان بنا کے چھوڑوں گا
 تیرے قلم نے لکائی ہے آگ ملت میں
 مذاق توسلہ اڑا یا ہے البسنت کا
 تیرے سزور کی بادشاہی کو یکہ کے چلے پیر
 نفاذی راجس کا بیچ بد یا ہے تو نے
 وہ بادشاہ جس میں سرشار جام آتا ہے
 تیرے مقام سے نافذ ہیں خوب ان نگر
 چلائے تبرجائوں کی آڑ سے تو نے
 تجھے خبر ہی نہیں کیا سے فائقہ برلیں
 زمانہ جان گیا تیری قلم انگبندی
 جو آگ تو نے لگائی ہے کثرت میں
 تمام عمر گذری ہے تو نے چندوں پر
 تیری زبان قلم ہے کلمہ بھارت کی
 تیرا دماغ ملک پر چڑھا دیا کس نے
 تیری نظر میں خودی کا کوئی حراز نہیں
 ابھی تو صرخت ہے پہلا جواب تاسر کا
 لا ہے حکم تجھے پارگاہ رحمت سے

در رسول پہ تجھ کو جھکا کے چھوڑوں گا
 میں تیرے کفر کی شورش دبا کے چھوڑوں گا
 تجھے بھی ایک تماشا بنا کے چھوڑوں گا
 میں تیری دل کو بالکل جلا کے چھوڑوں گا
 یہ تیرا فرض منستی جلا کے چھوڑوں گا
 اسی پتیلی پہ سزوں جلا کے چھوڑوں گا
 غلط مقام سے تجھ کو مٹا کے چھوڑوں گا
 تیری پٹان یہ راکٹ جلا کے چھوڑوں گا
 خدا نے چاہا تو اک دن بنا کے چھوڑوں گا
 یہ میرا عزم سے فتنہ دبا کے چھوڑوں گا
 اسے میں اپنے قلم سے بجھا کے چھوڑوں گا
 تیرا افسانہ میں سب کو مٹا کے چھوڑوں گا
 یہ راز قوم کو اپنی مہنت کے چھوڑوں گا
 تیرے دماغ کا کیرا بھڑا کے چھوڑوں گا
 تیری نگاہ سے پردہ ہٹا کے چھوڑوں گا
 تجھے تو خون کے آئینہ رلا کے چھوڑوں گا
 سر سزور کو تیرے جھکا کے چھوڑوں گا

انشار اللہ تعالیٰ
 سداور اعظم ۱۴۳۲ ہجری ۱۹۱۲ء

عیش شاہجہان چندی بہادر نگر

○ صورِ قیامت

”منافقین ملت کے نام“



ہوئی ہیں دین میں پیدا تیاہیاں تم سے
 بڑے عروج پر ہیں بدکلامیاں تم سے
 زمانہ جاننا ہے شائع رسول ہو تم !
 ہے ایسی کونسی گال جو تم کو یاد نہ ہو
 رہو گے نجد کی وادی میں یوں ہی آلودہ
 خدا گواہ کہ تخریب کی سبب تم ہو
 دروغ، فتنہ، فریب و فساد، مکروہ دعا
 کسی جو غیر متقلد کہی و سانی ہو !
 زمانے بھر کے مکمل بنا دیے مشرک
 یقین ہے کہ تباہی ہے اس کی قسمت میں
 میں یہ ہوں وہ ہوں میں الیہا ہوں اور دلیا ہوں حق
 مگر زمانے کا یہ فیصلہ مستم ہے !
 اگر یقین نہ ہو لہجہ لو یہ عشق مرے !
 ہیں دلہ بند میں کچھ اور بد زبان تم سے

(قادی گرل بریلی جنوری ۱۹۶۳ء)

(رامید رضوی)



لے واقعی مولانا مدنی نے اپنی کتاب ”شہاب ثاقبہ“ میں مہذب گالیاں دی ہیں۔ (دعایہ عثمان)

پس نقاب

یہ قوم کے معمار یہ اس دور کے مولا
 عادات و خصائل میں ہیں اہلس کے پیر
 تھی نانہ جویں ہی پہ گزرتا وہ اُمم کی
 عشق ایک رو پر عشق سرکار مدینہ
 کھاتے ہیں غریبوں کے پیسے کی کماٹی
 ہیں ان کے لئے عید نسا دات کے ایام
 مینوں پر کوئی تو یہ آسیب بست کر
 کہتے تھے متا بر کی زیارت کو جو بدعت
 در پردہ بزرگوں کی نیادوں پہ گزرتا ہے
 خود آج ہیں وہ کذب میں اور مکرمین نکستا
 اسلام گو یوں بیچ رہے ہیں سیر بانار
 پہنچے ہوئے انسان ہیں یہ ان چرباں ہیں
 کہتے ہیں کہ ہم سب ملے عشق ہیں ایک
 غموت میں تکریمیں رخصت میں ہے ثانی
 مذہب بھی نیا ان کی شریعت بھی نئی ہے
 ہے قوم فردش پہ گزراں کی شب و روز
 یہ عکسیت دین سنبھل رہے ہیں
 اس قسم کے ملاؤں سے اللہ بچا ہے
 مذہب کا جہنم علم نہ توفیق نہ اوداک

صتم خانہ دیوبند

بیوہ خانے میں مریدوں کو بچانے والے
مرستے دم بوی کو سمجھانے بچانے والے
تم کو کافی ہیں ابھی عیشیں کرانے والے
جو بھی لایا گئے وہ ہیں مرستے ٹھرانے والے
کون تھے اپنے مریدوں کو سمجھانے والے
و حبیان جیب دگر بیاں کے اڑانے والے
وہ تو ہیں مکر سما طوفان امٹانے والے
آگے غوان سے مسلم کو نہانے والے
خواہش نفس کا منتر ہیں پڑھانے والے
سرخ چیلڈیں سے دو کا تو کھجما نے والے
کس خود بولیں گے انگریز کے ٹھرانے والے
کون آزاد ہیں نہرو کو منانے والے
ہم ہیں یہ سنتی اسلام بتانے والے
سراٹھانے بھی نہیں اپنا بھکانے والے
تم ہو محبوب سے شیطانی کو بڑھانے والے
سر کو ہم روضہ خراپہ بھکانے والے

باب غیرت کو ہونے کون گرانے والے
کون سے شیخ تھے شیخی کے بتانے والے
مرستے کو کوئی رنج نہ لانا دلی ہیں
جمع کر کے روپے خود میری بیوہ کے حضور
عالم نزع میں کس نے یہ نصیحت کی تھی
محل شیخ کی چیلن کو امٹا بی تو سہی
دھوکا اڑو کے نہیں ہی میں اس عصمت
آج میرا دشمن مقدس پہ یزیدی ظالم
بے جھجک دیو کے بندوں نے کہا ہے دشنام
بلبلانا ہے جہاں نفرو ہیں ہیں غضب دی
دیکھ لو اپنے ہی آئینوں میں اپنی صورت
راکھ گاندھی کی امٹائی تو سرو پانے لگے
ہر گھڑی اس کی طاعت میں جھکانا گردن
تم تہیں جانتے طاعت میں نبی کی رہنا
اس کے محبوب کی طاعت اس کی طاعت
تم موحود ہو رسولوں سے تمہیں کیا نسبت

ڈھول کا پول نصیب و کھول مذوم بھر کے لئے
خود ہی جلی جالیں گے سب آگ لگانے والے

سواد اعظم ۲۸ نومبر ۱۹۴۲ء

ضیاء المتین نستان -

نعرہ رسالت

لگائیں اہل ایمان جب کسی نعرہ رسالت کا
تڑپتے ہیں وہ اس دم باہمی ہے آب کی مانند
نبی کے عاشقوں کو مشترک دے دیں کہتے ہیں
جو پہنچے لامکان تک اس کو بھی غالی ہو کر گنا
بڑھا تو داڑھیاں ملی کرو دن رات تم مجھے
پڑھا یا میں نے یہ کلمہ اسی کے ہے ادب کی کر
انہیں نور عمر اللہ علیہم السلام کہتے ہیں
اٹھو شجرم کو دیکھو ذرا نام محمد پر
درو پاک پڑھنے سے تڑپتے شجر کیسے ہیں
پڑیں گے بھان کے لائے بہت رنور گے عشرین
ترسے کہتے سے ان کی شان تو کچھ کم نہیں ہوتی
میرے دل کو گناہوں کا بھلا کیوں خوف برتا ہیں

مرد رہے جے عشر میں جیسے ان کی شفا عمت کا

سوا و اعظم ۷۸ نومبر ۱۹۶۲ء

محمد یازد صفر شاہین لکھنؤ

بازار کی شورش

دھندلکوں سے نگاہ پاک بین دھندلا نہیں سکتی
اذان تکبہ ہے کھوکھلی توحید کا فہرہ
کئی پوچھتا ہے خبیث کذب و ریالے کو
وہ شورش قذحہ انگریزوں کی پرورش جس کی
یہ میرا فیصلہ جا کر سنادو گور باطن سے کو
کبھی فنون کی شورشیں ہم پر غالب آ نہیں سکتی
یہ گراہی مرے ایمان کو بہکا نہیں سکتی
مگر روح رسالت پر کبھی ضرب آ نہیں سکتی
غلامان محمد سے کبھی ٹکرا نہیں سکتی
بصیرت شب کی تاریکی میں ٹھوکر کھا نہیں سکتی

یہ کہدوا من کے بازار میں خورد کی شور و شمس
جہالت کے ہیں جن کی آنکھ پر پورے ان اندھوں کو
نئے نئے فقروں کی شور و شمس کو مقید کرنے کے جینک
فضائے امن میں ماں زلف شورش کو لٹکنے دعا
چٹان اس کو زمانہ کہد رہا ہے کسی لیے آخر
تڑپ کر کٹا سر سے ہم لوگ ناموس رسالت پر
ہم اہل حق حسین ابن علیؑ کے دست بیعت ہیں
خدا کا فیصلہ ہے سونست کھنڈ کا شور و شمس

براہمی صداقت کو کبھی جھٹلا نہیں سکتی
خدا کی معرفت بھی آئینہ دکھلا نہیں سکتی
میری دلیر سے اٹھ کر قیامت جا نہیں سکتی
بلندی پر یہ سہلی دریا تک ہمارا نہیں سکتی
میرے نشیے کا دیواروں سے جو ٹکرا نہیں سکتی
ہماری زندگی کو موت بھی ٹھکرا نہیں سکتی
کبھی لوگ کسان پر بھی نہیں نیند آ نہیں سکتی
کبھی عمود کے مدد سے بل آ نہیں سکتی

زمین کیا آسمانوں کے بھی سینے چیر دیتے ہیں
ہم اہل حق چٹانوں کے بھی سینے چیر دیتے ہیں

”طوفان“ ملتان ۲۳ جنوری ۱۹۶۳ء

مولانا محمود الرحمن

اختیار کے گستاخ

مقبور ہوئے واحد قہار کے گستاخ
صدیق کے فاروقی وفادار کے گستاخ
مرحب کا گھنڈا ان کو کسی کام نہ آیا
دراغ یزید اب بھی ہیں شبیر کے باقی
اللہ کے مقبول ہی ہوں کہ دل سے ہوں
برگشتہ رہے گنبد خضریٰ سے ہمیشہ
احرار تو ہیں تو ہیں حلقہ گومستان چمڈ
رکتے ہیں جو سینوں میں عداوت کے جلاہم
ماری گئی مست ان کی کہ اچھے ہیں رہا سے

ملعون بنے احمد مختار کے گستاخ
رسوا ہوئے عثمان براؤار کے گستاخ
مغلوب ہوئے حیدر گلار کے گستاخ
مشہور ہیں عباس عطار کے گستاخ
گستاخ یہ سبکے ہیں نردوار کے گستاخ
کعبے سے پھرے سید ابراہیم کے گستاخ
احرار ہوئے پھر کیسے احرار کے گستاخ
بن جائیں دلا کیسے وہ اختیار کے گستاخ
مفسد نہ ہوں کیوں ایسے نیکو کار کے گستاخ

ہے عرض رضا عرض محمد کا وقت یہ
 اعلان رضا میں شہر ابراہیم کے گستاخ
 صادق یہ ہوا سرور گستاخ کا انجام
 بے ریشی کی امت بنے اختیار کے گستاخ
 صادق متانی

احوال واقعی

میں نہیں کہنا قال میں فساد گستاخ ہے
 شام اسلاطین میں غلہ بوندی لاکھام
 شور و شہریدہ سر کی شوخی گفتار پر
 حیف بد انجام بازار میں مسخ بن گیا
 جھیر کر گل رخسان مجلس اعجاز کو
 نشہ آور ہے تو شب کی شراب غار ساز
 وہ جہاں چاہیں جیسے چاہیں اسے کافر کہیں
 کچھ منقطع جہانوں کو مفتاح روپ میں !
 باعزت رسوائی دین خیف ہو گیا
 شیخ لاہوری بھی آوارہ لطیف ہو گیا

سواد اعظم ۲۸ نومبر ۱۹۶۲ء

سلمان، سنو تم گرچہ ہوں کی مختلف آراء
 جہاں دیکھا ہی ہے اطمینان ہی نظر آئی
 اگر اطمینان ہوتا شاہی میں تو ان کے ہاں ہوتا
 موقوفہ بننے ہی میں گر سکوں مگر اسے یارو
 یہ اطمینان اگر ملتا فقط شریک و تہذیب سے
 یہ اطمینان اگر ملتا فقط سبب و شتم ہی سے
 مگر یہ تو غلامان محمد ہی کی دولت ہے
 مگر پاؤں گئے اطمینان ہوں کی خستہ آراء
 سر پر تعمیر کمری در پر ویز اور دارا
 مگر ہے ہاں بھی وہ ہے اطمینان مسرکہ آراء
 وہ شیطانی لعین کہیں ایسے پھرتا جھانکا مارا
 تو اسماعیل اور گنگوہی پستہ میں مٹا سارا
 تو بولہ بولہ اور شورش اس کو پلٹے بن دکن سارا
 کوئی غیر اس کو کیا پاسے چھڑے مارا وہ بے چارہ

غلامان محمد کی غلامی حبس کو حاصل ہے
 سنا میں نے کہ شورشش کے ہیں مرشد گورادہ والے
 اگر شورش بزم خود مہذب اور موسیٰ فنا
 صد! آئی یہ میرے تیرے عالم کی قسمت سے
 چہ سودا ز داہر کا لہی و ستان قسمت را
 سمجھ میں آگئیں اس بندہ صاحب کی سچائیں
 سمجھ لیتے ہیں سستی اشکر الاصوات سے لگو
 مرنے تو بلا شک آدمی نیستا ہے گر گئے کسا
 سنبھل لو وقت ہے اچھا رہ گئے در نہ چھپاتے
 نہ مانے جب تو پھر مذنب کا کافی ہوگا اک ارا

اسرا و اعظم ۲۸ نومبر ۱۹۶۲ء

اجتاب محمد حسین صاحب مذنب

مسک احمد رضا کوئی مٹا سکتا نہیں

کوئی باطل رعب نامحن سے ڈرا سکتا نہیں
 سنیوں کے نام کو بے رجا سکتا نہیں
 مسک احمد رضا کوئی مٹا سکتا نہیں
 اعلیٰ مرتبہ کے مقابل کوئی آسکتا نہیں
 ہاں مگر شورش سے جا بل کو یہ جاسکتا نہیں
 ان کے در پر ہے ادب گستاخ جاسکتا نہیں
 مصطفیٰ کا مرتبہ کوئی گھٹ سکتا نہیں
 پیسے ویسے مصطفیٰ کے رب کو پاسکتا نہیں
 طالب در کو کہیں خاطر میں لا سکتا نہیں

میں کبھی تبلیغ دین سے باز آسکتا نہیں
 کوئی شورش کوئی ایکسٹ کوئی ہندو کا غلام
 ایک شورش کیا ہزاروں شورش مگر ہوں مگر
 میں سنہ دیکھے ہیں ہزاروں دیوبندی مولوی
 متفق اپنی نظر میں ان کے استدلال پر
 اولیاء کا یہ فقر ہے دہائی دیکھ لے
 لاکھ چاہیں لاکھ چھپیں لاکھ ہم جیسا کہ ہیں
 حرف وحدت ہی نہیں کافی رسالت کے بغیر
 حق پرست ہوں حق پرستوں کی حمایت میرا کام

ہر عقیدت پر صاحبِ گولڑے ہر بے غریب
رات دن پرخاش رہتی تھی وہابی سے انہیں
اہلِ سنت کا رہے گاہوں والا شریک
کھوٹے تھے ہیں یہ متاعِ دین احمد مصطفیٰ
صدر پاکستان پر کھل جیسے گراؤ دروں
مظہرِ اعظم آجے بہر خدا امداد کو!

دین پر حملوں کی احمدیہ تاب لا سکتا نہیں

جناب غلام قطب الدین صاحب احمدی شریک کالی -
(ماخوذ از رسالہ اعظم ۲۸ نومبر ۱۹۶۲ء)

سرور اعلیٰ ”اہلِ ایمان دیا نبیہ کے نام“

اگرچہ رہی ہیں کھڑا میں فرا دیاں مجھ سے
نہ کہہ سکا میں عہد سے رسول کو مسلم
ہر ایک خطرہ شیطان سے بچایا ہے
اس عہد نو میں سکھایا دعا دیں میں نے
مذکورہ کبھی نہ ہیں مصطفیٰ برداشت
میں جانتا ہوں تہساری حقیقت کیا ہیں
مذہبوں کے بولے ابھی تم کو یاد تو ہوں گی
یہ دیوبندی ادب میں تمہیں مبارک ہو
اگر فروغ ہے میں بددعا ستیاں تم سے
خزانِ نصیب جو تم اور ہے خزانِ تم سے

فقیہ عظمیٰ سرکارِ دو جہاں ہوں میں!
عیاں ہے عظمت سرکارِ دو جہاں مجھ سے

(رسالہ قادی کریمی دسمبر ۱۹۶۲ء)

سرکوب کے سرنگن عظم سے،

تہیز حق و باطل مصطفیٰ کی مدح خوانی سے

بسلام اس وقت جس سے دلوں میں ناز ہے پیدا
ہی کی شان کا انکار دلتست کی نشانی ہے
نہ جوئے گی کبھی تار یخ جن کی کچھ ادائی کو
جنہیں محبوب ہے سوجان سے تنگیم راجندہ
سے گرہیں آں اب تلک چشم حرم جن بے دناؤں پر
سے جن کی بے رخی پر نود خواں کشمیر کی دای
بتاں ہند سے جن کی رہ دوسم حسبت سے
رسول اللہ اور اللہ کی الفت سے مرموڑا
تمہاری پار مالی کی شہادت ہونے والی ہے

جو ہندو کے پکاری ہیں میں مشرک بناتے ہیں

خدا کی شان ہے ارشاد جوئے نہ کو آتے ہیں

ماہنامہ سداغلم ۱۲۔ دسمبر ۱۹۹۳ء

دہداس نام پر جس سے احد کا راز ہے پیدا
تہیز حق و باطل مصطفیٰ کی مدح خوانی ہے
نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے وہ شان مصطفائی کو
لب نہ گئے انہیں کیونکہ بھلا تعلیم پیغمبر!
مسلمان کا خون ہے آج بھی جن کی قبائلی پر
سے غلامی کا جن کی مشرقی پنجاب تہیز مادی
قیام ملک پاکستان سے جن کو عداوت ہے
جنہوں نے یہ دتہا سداغلم کو چھوڑا!
سمجھ جاؤ سمجھ جاؤ قیامت ہونے والی ہے

مولانا سید ارشد علی ارشاد کوثر نگر

جہاں میں کوئی نہیں بڑھ کے یزبان تم سے
پیاچن میں ہے بنگا مڈ فضاں تم سے
بچھڑ ہے ہیں اخوت کے کارواں تم سے
بڑس عروج پہ ہے دم کا فضاں تم سے
اسی خطا پہ ہے سرکار بد لکان تم سے
دیاد پاک میں ہے شوش بتان تم سے
اسی لئے تو ہیں احباب سرگراں تم سے
لکھی گئی ہے جہالت کی داستان تم سے
فقط یہ چاہتے ہیں قوم کے جواں تم سے

بیاں امن وطن چپ ہے اب تلک افضل

منشہ لے گا بریلی کا یہ جواں تم سے

سداغلم ۱۲۔ دسمبر ۱۹۹۳ء

لگا رہے ہو جو دشنام تو جوئے دھیرہ
دیاد لالہ دگی میں لکائی تم نے آگ
بجھا رہے ہو وطن کی محبتوں کے چراغ
غبار سلب پہ ہمیشہ ہے وکرات و فعات
سے ساز باز تہیزی جنود سے جاری
خدا کا خوف ہے تم کو نہ ڈر قیامت کا
دفا کے نام پہ لڑنا ہے تم نے باروں کو
نوت ہے نہ کوئی ہے دلیل دعوے کی
وطن کے امن و ایمان کو کر نہ تم برباد

افضل کوٹلیوی

عطا ئے او بہ تقائے او

اجلہ جاسے بہاروں کا گلستان تم سے
اسے شاعر المجاد نہ ہوتیری زبان بند
تو بین رسالت پہ گزرا ہے تمہارا
کیا تیرا لگاڑیں گے بریلی کے مسلمان
کی تجھ کو غرض جامِ مئے عشقِ نبی سے
سرخم نہ ہو تیرا در محبوبِ خدا پر
فطرت کے تقاضوں کی عینِ نگر ہے تیرا
ہر وقت اٹھا ایک نیا نقشہ و حسن میں
کہ پاری ہے فردِ آج پھر خزانِ تم سے
الحاد کا پیغام زمانے کو دینے جا
تو بین رسالت کو یو بھی عام کئے جا
کہنا ہے تجھے کامِ حریفِ خوف کئے جا
تو بادۂ اغیار شبِ دروز پہنے جا
دیوبند کی دلیلیں یہ تو سب سے کئے جا
اسلام کے سینے میں کی پاک کیے جا
جینا ہی جینا ہے اسی طور جیسے جا
دیوبند سے ملتی ہے جہاد لے جا

شورشِ تیری مٹی پہ بڑا نا ز ہے ہم کو
اسلام میں فتنوں کو یوں ہی سلام کئے جا

سرورِ اعظم ۲۸ نومبر ۱۹۸۲ء

جنابِ افتخار کوئی

دیوبند کے مصرعوں پر بریلی کی گمراہ

(سرورِ اعظم ۲۸ نومبر ۱۹۸۲ء)

(جنابِ امتی کوئی)

دہ جوا کا فر کو مسلمان کہے کافر ہے
حضرتِ حیدر گمراہ میرا جو ہے
شور بر پاکہ جھڑوں کی فضا راہتر ہے
دین اسلام کی چھکار کر نہ پر ہے
ہاں اسے مال اڑانے کا سبق ازبر ہے
ہم فقیروں پہ عیاں آپ کا پس منظر ہے
پشتِ بالشت سے سرکار کا لاپ گم ہے
یہ ہے رضوان کا ایڈیٹر کہ ہدی کی پر ہے
بعض شورشِ اسلام ہے فتنہ گر ہے
قہرِ دیوبند کی بنیاد نہ ملتی کیوں کر :
اب تو مانگے سے بھی چندہ نہیں دیتا کوئی
سیرتِ پاک پہ آجے کہنے تقریر
چندہ ختمِ نبوت پہ آتا ہے مزے
یوں نہ دکھلائیں ہمیں آپ پر یوں کا غرور
کشتہ تیغ مسلمان کئے بے حق کیوں !
رات کو خواب میں بھی آکے ڈرانا ہے مجھے

کیا تباؤں میں تمہیں حال حکیم ہست
شہ رگ دین منیفہ کے لئے خنجر ہے
منگھل میں یہ بڑے کرتے ہیں تو دین بن
کفر باد گئے ہر فرد کا دل پتھر ہے
میں جو مہر طبع شورش پہ لگائی ہے کمرہ
بدن بازل کی رگ حال کے لئے خنجر ہے

قطعات

تو دین رسالت ہی جس کا شہوہ ہے
جس کے ضمیر و مدد میں کا پر وہ ہے
ہاں اپنی منافق کی ادلا ہے

کفن کھسوت

اے فصل بہار! میں چین بھیجے والے
اے اپنا ضمیر اپنا چلن بھیجے والے
اے دن کے احوال میں جنازوں کے غازی
اے شب کی سیاہی میں کفن بھیجے والے

منافق

اے تن کے بڑے اچلے مگر قلب کے کالے
اے دشمن اسلام اے انگریز کے پالے
قدرت تجھے بوجہی سے کافر کی جگہ دے
تو دین رسالت پر کماندھنے والے !

غدار

اے شاطر و عیار اے مکار اے بخر
اے کلاب و غدار اے کم ظرف اے بد
اللہ رہے حق بات پر ایک نکتہ خموشی
شیطان کی آواز پہ لیک کہے تو !